

# ماشاء اللہ لا قوت الا باللہ

CHECKED

بعون الملک ابواب کتاب الجواب فرمائے اندلس تصنیف لطیف خلد مکان جنت آشیان حاجی  
عمرین شریفین نامہ و مقرر رسول ثقلین جناب نواب محمد عمر علی خان صاحب نور اللہ مرقدہ



مسمیٰ بہ

1987

## مستی سببی

۱۵۳۵ھ

حسب الیامے والا رفعت عالی منزلت فیض رسان فیاض زمان عالم محض نوشیروان دوران  
جناب محمد حیدر علی خان صاحب بہادری ریاست باسوہ دم اقبالہم باہتمام محمد ابو سعید خان

CHECKED 1995

۱۳۱۵ھ مع محمد عمر علی خان و قلم کا طبع شد  
درین زمانہ محمد عمر علی خان و قلم کا طبع شد

کہ بہت کم ہے۔ لہذا کہہ دیجئے کہ اللہ تعالیٰ کا اجر بہت بڑا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خداوند

سین کی اور سی

مین کیا اور میری حیثیت کیا بس یہی نہ کہ ایک مشت خاک یا قطرہ ناپاک  
یہ تیرا ہی صدقہ ہے کہ مجھے آدمی بنایا اور خلعت لقمہ گہ مناسبتی آدم  
پنچایا۔ ہاتھ پاؤں آنکھ ناک کان ڈیل ڈول تن من دھن  
وغیرہ وغیرہ جو جو چاہیے اپنی عنایت سے عطا کیے بے مانگے دیے  
مولفہ زن و فرزند و جاہ و ملک و دولت۔ تیرا صدقہ ہے مین لایا کہاں  
سے یہ سب سہی اگر نورا ایمان اور لمعہ ایقان سے نہ متور کر لیا اور زمرہ  
امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم مین نہ منسلک فرماتا تو یہی سب تن و تلاش  
ہمارا بلکہ بال بال ہمپر وبال ہوتا بعد مردن کیا حال ہوتا گویا دن  
اپنی زندگی کے عیش و آرام سو و سرور مین بسر ہوتے جب مرتے تو  
پھر کیا کرتے وہی اعمال کا رونا ہوتا۔ اور گور کا کونا ہوتا پھر مین کس منہ  
کس زبان کو منہ لفظوں سے تیرا شکر تیرا احسان بیان کروں قطعاً

کنا کافی ہے اگر بختے زہ عزت نہ بختے تو شکایت کیا بدستگیر  
ختم ہو جو مزاج یار میں آئے۔

## مہیش

بہر کار یکہ ہمت بستہ گردد | اگر خاری بود گلدستہ گردد  
یہ قول کسی بڑے محقق تجربہ کار کا ہمارے حال کے مؤید ہے کیونکہ کوئی  
کام آسان سا آسان ہو مشکل سا مشکل جب تک ارادہ بلند اور  
قصد دل جسکو ہمت کہتے ہیں مصمم نہ کر لیا جائیگا ممکن نہیں کہ وہ انجام  
کو پہنچے یا ادسکا انصرام ہو اور جب کمزور ہمت چست باندھی ارادہ  
مصمم کر لیا ممکن نہیں کہ حصول مطلب ہو اور نتیجہ مصرعہ ثانی کا ظہور  
نہ پکڑے مگر اسکے ساتھ صدقات صبر اور شہادت تحمل بھی ضرور جھیلنا ہوتا ہے  
جبکہ لیے پتھر کا کلیجا۔ آہنی دل متحمل بار تکالیف کا ہونا ضروری ہے ورنہ  
ایسے ویسے پست ہمت بودے پوچھے آدمی کا کام نہیں کہ مصداق  
مصرعہ ثانی کے ہو دیکھو گل بے خار نہیں گل بے خار نہیں گنج بے  
نہیں۔ ہمنے تین سال سپہ سالار صدقات جولا زمستہ موانع  
سفر ہیں جھیلے جب چہرہ مقصود کہ مراد سفر اسپین اندلس۔  
اور ملاحظہ جامع قرطبہ تھا نظر آیا جسکو ہم محکم بطور دیباچہ کے نذر ناظرین  
کرتے ہیں۔ پہلے بھٹی جانا اور بلا حصول مطلب لوٹ آنا اسپین سے  
تکلیف مختصر سفر۔ اور تھوڑے لیے نقصان مالی کے زیادہ ضرر نہیں ہوا

لیکن درپردہ سال بھر اس عدم کامیابی کا دلیر وہ گھونسا لگا کہ  
 دل ہی خوب جانتا ہو دو چکر مرتبہ بھر طبیعت کو درست کر ہمت کو چٹ کر کر  
 یہ ارادہ کیا کہ سفر امریکہ اور سیر اگلیزیشن چکا کو اسکا ضمیمہ کیا جاوے  
 روانہ سوئیر ہوا۔ اشارہ راہ میں ج اکبر کے شوق نے وہاں سے آگے  
 نہ جانے دیا۔ اب قصہ ہوا کہ بعد اداے مناسک حج اندلس کی سیر کرتے  
 ہوئے لہسن سے امریکہ جانا اور وہاں سے ازراہ لندن لوٹ آنا چاہیے  
 وہاں وہاں <sup>وادی السلسلہ</sup> رہا تب روانگی ہوئی۔ ہر چند سعی کی بغیر قرطینہ جھگتے سیر لورڈ  
 کی ممکن نہ تھی۔ آخر قرطینہ کی بدولت پھر لوٹ کر ہند آیا۔ کہاں گئے  
 تھے کہیں نہیں یہ دوسرے سفر کی کتھا تھی جبکی سرحدی عنوان کل جدید  
 لہذہ اخبار میں ملاحظہ کی ہوگی اس میں ہر چند صدقات جمع مالی سے لیکن  
 اداسی ج اکبر کی خوشی نے سب کو شیا مسنیا کر دیا تیسری مرتبہ پھر ٹوٹی پھوٹی  
 ہمت درست کر کے اس شعر کے مصداق ہوئے بہر کار یکہ ہمت بستہ گرد  
 اگر خارے بود گلستانہ گرد و چ جسکی تفصیل ہم آئندہ گزارش کریں گے۔

شیرینی کلام کا ہووے جنھیں مذاق  
 چکھیں وہ آ کے ذائقہ قند مغربی

میں یہ نہیں کہتا کہ کسی فرد بشر نے کج تک ملک مغاربہ در اندلس کی سیر  
 نہیں کی یا وہاں کی کیفیت مفضل اور حالات مشرق سے وقیفیت حاصل نہیں  
 کی بلکہ ہزاروں کیا لاکھوں کروڑوں نے چشم خود ملاحظہ کیا ہوگا اور حالات



من وعن جزئی وکلی سے ماہر ہوئے ہونگے۔ مگر میرا کہنا ہی تو یہ۔ اور کلام  
 ہی تو اس میں کہ ہمارے عالی خیال علوہیت حضرات احباب ہند کو یہ رتبہ حاصل  
 نہیں کہ اونکی زیر پائی و بانکی گرد سے خاک آلودہ ہوئی ہو یا آنکھوں کو  
 نظر اندازی کا موقع ملا ہو یا ملاحظہ بلاد و مصارا اور معائنہ طرز و روش میں  
 سے کچھ ایسا استفادہ ہوا ہو جو رہروان ملک مغرب کے لیے کارآمد ہوتا  
 حق تو یہ ہے کہ وہ سٹری سودائی نہیں کیوں پھرنے لگے۔ کیا سر بھرا تھا۔  
 یا پائوں میں چکر تھا۔ اچھے بھلے ہٹے کٹے کھاتے پیے۔ سکھہ چین علی اکرام  
 گھر بار۔ جو رو سیجے۔ دوست۔ احباب۔ چھوڑ چھاڑ کر ڈگر وں ڈگر وں  
 خاک چھانٹنا۔ اگر بالکل جنون نہیں تو مایخو لیا تو ضرور ہے۔ مجھے اس وقت  
 ایک اقویاد آیا جسے آپسے کہتا ہوں ابھی تھوڑا ہی عرصہ گزرا جو بعد ادائی مناسک  
 حج کے لوٹنے کا اتفاق ہوا۔ تو اتنا راہ میں جب وقت سمندر میں نہایت موج  
 اور تلاطم تھا۔ ایک بزرگ جلیس شہ فرماتے کیا ہیں۔ کہ سفر کو بصورت سفر  
 کسی نے بہت بجا کہا ہے۔ وہ لوگ بھی عجیب ہیں جو اچھے بھلے گھر کے عیش و آرام  
 کو چھوڑ چھاڑ کر مبتلائے بلائے سفر ہوتے ہیں اور مفت میں ایذا و تکلیف گوارا  
 کرتے ہیں میرے نزدیک تو اونکی دانائی کیا حاققت میں شک نہیں اور  
 جو جی میں برا بھلا آیا فرمایا کیے۔ کیونکہ اس وقت اونکو صد مہر ہی ایسا تھا۔ مینے  
 کہا جناب آج خوش قسمتی سے ایسا بزرگ ناصح ہاتھ آیا ہے یقین ہے کہ جو انکی  
 تقریر پر تاثیر نے پھر وہ مرتے مر جائے سفر کا نام بھی نہ لے۔ مگر میری یہ گزارش  
 ہے کہ آپ سناؤ کہ خیال جان بوجھ کر ایسی حاققت میں مبتلا ہو۔ آپ اس کو

تعجب سے کہنے لگے۔ حضرت یہ موقع ایسا ہی تھا ارکانِ مذہبی کا ادا کرنا بھی  
 تو ضروری ہو (م) جناب اہنیت راہ کا بھی خیال کرنا ضروری تھا۔ اب کچھ کچھ  
 کہنے لگے حضرت معاف فرمائیے آپ کچھ بُرا نہ مانئے (م) جناب اچھی بات  
 بھی کہیں بُری لگی ہے آپ نے ازراہ ہمدردی ناواقفوں کو مصیبتِ شاقہ  
 سے بچانے کے لیے بطور گاہی عام جو کچھ ارشاد فرمایا ہے وہ اس قسم کا ہے  
 کہ سونے کے حرفوں سے لکھکر ہر شہر میں شاہراہوں پر لٹکایا جاوے۔  
 مگر یہ جو کچھ ہوا سو ہوا۔ آپ اپنے اوصاف تو بیان فرما دیں کہنے لگے  
 کہ لؤاب سکندر بیک صاچہ کے وقت میں موتی مسجد کا امام رہا ہوں۔ آپ  
 قاری محمد سعادت مہتمم مساجد کو جانتے ہیں (م) جی ہاں۔ فرمانے لگے۔  
 اونے ایک دن مسجد میں تکرار ہو گئی تھی۔ ڈنڈا تو دیا نہ ملا نہیں۔ لیکن جان  
 اٹھا کے جڑا۔ سر پھٹ گیا۔ سب مجھے بھوپال میں جانتے ہیں (م) کیوں نہ جانے  
 لگے آپ نے کام ہی ایسا کیا تھا ہوسنت کے وطنی۔ مگر تعجب ہی حرات  
 اور ہمت ایسی اور تقریر ایسی۔ یہ شے نمونہ خروارے۔ حضرت اجاب ہند  
 کے خیالات کا چربہ ہی جو نذر ناظرین ہوا اور چشم بد دور سفر کے فوائد میں تو  
 کیسے کلام ہی نہیں بشرطیکہ ہمارے اجاب علو ہمتی کو کام میں لا دیں ورنہ  
 گرنہ بید روزِ شہرہ چشم کچ تو امر ہی دوسرا ہے سفر تو درکنار جو فوائد سفر  
 میں ہیں اونے بھی محروم۔ منجملہ اونکے ہر شے کی تحقیقات کما حقہ بذریعہ اوسکے  
 حاصل ہو سکتی ہی جنکو لوگوں نے بطور افسانہ منضبط کر دیا ہے۔ یا بعض سائنس  
 غیر محقق نا تجربہ کاروں نے بات کا تینگڑا اور رائی کا پہاڑ بنایا ہی اوسکی

تقصید ہی ہو جانی ممکن ہی بلکہ خیالات باطلہ اور اوہام فاسدہ  
 یہاں تک اونکے دماغ میں خلل پذیر ہوئے ہیں کہ الحق مگر پر عمل ہی  
 ۱. ذکر دور از کارشل منانہ عجیب اور قصہ ہائے غریب پر مبنی ہو  
 ہیں بلکہ قصے اور کہانی سرمایہ سرور و آسائش زندگی گانی ہیں اب یہاں  
 نوبت پہنچی، بجایا میں جو افسانہ گو کو خواب آیا حالات واقعی تجسم دید  
 دیکھنا۔ یا سننا۔ از بس ناگوار بار خاطر۔ سفر کرتا ہی کون ہی۔ خیر  
 اتنا ہی عنیت ہے شعر لمولفہ سرشک چشم دود آہ و رنگ روپ مرود  
 خدا کا شکر ہے یہ بھی ہمارے ہم سفر تھے اگر ان سفر تکسول کاہلی یا اور۔ موانع  
 اسباب نیوی کہ لازمہ آب و ہوا ہے ہند ہے یا عذر معقول حب الوطن مانع  
 انتماض ہی تو رخصت کو فی امان اللہ۔ ناظرین کو جو شائق کوائف سیر و سفر ہیں  
 اور جبکہ حالات عجائب غرائب یار و مصارع و لبسکی ہی خوب یاد ہو گا کہ ہم  
 سنہ گذشتہ میں سفر مغاربہ کا مذکور کیا تھا کہ جسکی سرخی عنوان یہ ہے۔

شیرینی سخن کا جسے ہوئے کچھ مذاق

الغرض وہ بسبب موانع اور عوائق کے ایک سال سے زیادہ حجاز التوین  
 رہا۔ اب اوس وعدہ کو ایفا کرتے ہیں اور اس سفرنامہ کو دو حصوں میں تقسیم  
 کیا۔ پہلا حصہ متد مغربی جسکی ابتدا بمبئی سے اندلس تک ہے دوم  
 ملک مغاربہ المرکہ و ٹونس اور البحریرہ وغیرہ

## مختصر حال سفر کے نظم میں

مختصر یہی التماسِ رئیس  
بعد حمد خدا و نعتِ رسولؐ  
بیٹھے بیکار جی جو گھبرا یا  
نظم میں لکھوں ابھی حال سفر  
مشغلہ ہووے تاکہ یاروں میں  
کتنے مضمون ہو کلامِ نیا  
شاعری سے ہمیں غرض کب ہی  
حلقہ گھر سے مہ مئی میں ہم  
کوگ سے سوس تک لیکے ٹکٹ  
پر شیاناں اس جہاز کا ہے  
ماہ ذی قعدہ یوم یکشنبہ  
اور جو اسباب سے ضروری تھا  
پہلے مرکب میں سبکو کر کے بار  
دونجے پر ہوا روانہ جہاز  
تین دن تک چلا کی باد مراد  
یک بیک خود بخود ہوا بدلی  
لگی چلنے ہوا سے طوفانی

نظم لکھتا ہوں جو بلفظ سلیس  
عرض اتنی ہے پائے غز قبول  
یہ ہی میرے خیال میں آیا  
نثر میں تو لکھا گیا کشتہ  
ہم بھی ہیں پانچویں سوار وین  
مے پڑانی ہو لیک جامِ نیا  
اپنے مطلب سے ہم کو مطلب ہی  
دوسرے دن پہونچے بمبئی میں ہم  
پہونچا جا کر جہاز پر جھٹ پٹ  
قصہ جہیز مرا حجاز کا ہے  
کچھ تو نارسج کچھ لیے آہ  
تھوڑا تھوڑا وہ اپنے ساتھ لیا  
پڑھ کے الحمد پھر ہوا میں سوا  
آج سے اس سفر کا ہے آغاز  
سب طرح بند و غم سے تھے آزاد  
گھر گئی چو طرف گھٹا بدلی  
اوڑنے یاروں طرف لگا پانی

تحت اور فوق اور مین و یار  
 اک متوج تھا اور تلامم تھا  
 موجین دریا میں یوں نظر آویں  
 چار دن رات تک یہ حال رہا  
 پھر گھٹی شدت ہو گئی تخفیف  
 پہونچے جہن کہ ہم عدن کے پاس  
 نہ ہدی کوئی جانے کی تقریب  
 سخا نہ کپتان کو وہاں کچھ کام  
 دور سے دیکھے بس جبال عدن  
 دیکھتا کچھ تو ماجرا لکھتا  
 باب مندب پہ اتنا گدرا حال  
 باب مندب عدن سے ایشیئل  
 ہمسفر ہمیں اک مسلمان تھے  
 اٹکا ہے صوبہ بہار وطن  
 پڑھتے ہیں دو برس سے لندن  
 شکر ہے آکے بھلیں ہوئے  
 ہر طرح اپنے جی کو بہلاتے  
 گاہ تھیں روس روم کی باتیں  
 آگیا ذکر خیر لندن کا

چو طرف سے تھی آب کی بوجھا  
 عقل حیران تھی ہوش بھی کم تھا  
 اڑ رہے پھن اوٹھا کے لہراویں  
 جوش دریا میں بھی کمال رہا  
 کبھی راحت تھی اور کبھی تکلیف  
 جمع خاطر ہوئی درست حواس  
 نہ ہوا دیکھنا عدن کا نصیب  
 اسلئے اوس جگہ کیا نہ قیام  
 لکھتا فی الحال کیا میں حال  
 کچھ نہ دیکھا تو پھر میں کیا لکھتا  
 پھر کردان پہ کچھ بھرا تھا زغال  
 ختم کی دان پہ سورہ وایل  
 یہ مسئے خلیل رحمان تھے  
 ہے مونگیران کا مولد مسکن  
 ہو لیاقت انھیں ہر اک فن میں  
 ہمدوم و مونس و انیس ہوئے  
 باتیں کرتے ہوئے ہوا کھاتے  
 اور ہر مرزو بوم کی باتیں  
 تذکرہ شہر و سیر لندن کا

باتون باتون میں پھر کیا یہ سوال  
 کہا ہاں ہر تو نام کی مسجد  
 نہ موذن ہر نے امام اوس میں  
 ایک جرم ہے اوسکا متولی  
 طلبہ کے لیے بنا تھا مقام  
 ڈاکٹر لائٹ ہے نام اوسکا  
 بنک کا سود جو کہ آتا ہے  
 حال معلوم کچھ نہیں اسکا  
 عید کی مینے وان پڑھی تھی نماز  
 کل مصلی تھے تیس یا بیس  
 ترکی کنشل بھی بعد آئے  
 اوٹھکے ہم اونکو لائے باغرات  
 ہو چکی جب نماز و خطبہ ادا  
 آفرین ہے تمھاری ہمت کو  
 ہر کمان ہند کس جگہ یہ مقام  
 مرہب واہ آفرین ہمت  
 یہ امید و آرزو میری  
 کوئی تقریب خیر ہووے اگر  
 ہونگا اسکا کمال میں مشکور

کیسے مسجد کا وان کی کیا ہر حال  
 پر نہیں ہر وہ کام کی مسجد  
 مقتدی کا نہیں ہر کام اوس میں  
 ہر وہی مالک اوسکا اور ولی  
 سارے گھر کا ہر اسکے اوس میں قیام  
 ہر وہان سارا ہتمام اوسکا  
 فائدہ اوس سے وہ اوٹھاتا ہی  
 ہر زینت اس میں کس کسکا  
 باخضوع و خشوع و عجز و نیاز  
 سکے تھے وہ انڈیا کے رئیس  
 ساتھ اپنے امام کو لائے  
 پھر کیا اونکو سب نے پیش نماز  
 یوں کیا پھر درسخن کو  
 اس حیثیت کو اور جرات کو  
 انکو کہتے ہیں حامی اسلام  
 ایسی دیکھی نہیں کہیں ہمت  
 دل سے سینے یفت گو میری  
 کیسے گانہ و مجھ کی خبر  
 بسر و چشم آؤ لگائیں ضرور

ہوتا رخصت ہوں اپنے احاطہ  
 وہ گئے جب سوار ہو کے اودھر  
 ہوتی مسجد جو شہر کے اندر  
 پنجگانہ منار و ان ہوتی  
 الغرض ہے جو شہر سے چھ کوس  
 حق تعالیٰ نے دی اگر توفیق  
 پھر لکھو لنگا میں حال بالتفصیل  
 باعث اسکا ہے کیا سبب اسکا  
 پھر نظر آئے کچھ زمین پیا  
 جانب رہت تھا عربا و شام  
 سو لکھوا میں دن ہو اسو میں مقام  
 سوئس ہی دو تیرا نو سو میل  
 سوئس سے لیکے تا سکت دیا  
 اسکا لکھتا ہوں میں مفصل حال  
 ہر روز قازیق ایک اسٹیشن  
 شاخ ہے اک وہاں تیرے تا دنیا  
 پھر ہر فلیوب دو سر اسٹیشن  
 راستہ میں ہے تیسرا طنطا  
 حسب عہدہ ہوا سفر بھی تمام

اوٹھے یہ ککے سب خدا حافظ  
 ہم ادھر آئے اپنے اپنے گھر  
 ہوتی یہ بات خوب اور بہتر  
 ہوتی تکبیر اور اذان ہوتی  
 سکے مجھکو ہوا بہت افسوس  
 خود کروں گا بذاتہ تحقیق  
 ہو گا معلوم جو کثیر و تسلیل  
 مجملہ ہو گا حال سب اسکا  
 غیر فر روعہ اور تمام اوجاڑ  
 جانب چپ تھا ملک مصر تمام  
 ہوا آغاز کا بنجیر انجام  
 اس سے کیر و کو پھر گئی ہے یل  
 خوش فضا شہر ہے لب دریا  
 ہو مسافر پہ منکشف احوال  
 سے پہلا وہاں یہ ہر خشک  
 یاد رکھنا یہ کام کی ہے بات  
 دانے ہے مصر ایک اسٹیشن  
 یا نے بھی شاخ اک ہوئی ہر جدا  
 اب میں کرتا ہوں یا نہ ختم کلام



آگے جو کچھ کہہ ہر حجاز کا حال اسکو زادا الغریب میں دیکھے ناظرین سے ہر بس یہ استمدعا	دیکھنا جسکو ہوتا مدام و کمال اوس سالہ عجیب میں دیکھے دیجیے آپ اب یہ دل سے دعا
---	---

حج اکبر خدا کے مقبول بطفیل رسول و آلِ ہول	
آمین دعا مقبول ہوئی	

جسکی کیفیت مجملہ یہ ہے کہ جب ہمارا حجاز آٹھ بجے شب کے بندر سویس میں پہونچا اور ایجنٹ کمپنی متعینہ سویس اسطے انتظام کے حجاز پر آیا اوسکی زبانی معلوم ہوا کہ بسبب حج اکبر کے لاکھوں مخلوق بیت اللہ کو چلی جاتی ہے اور حجاز پر ہمارے روانہ ہو رہا ہے چنانچہ یہ جو غیر معمولی حجاز فرسادہ حجاج کا آج ہی یہاں آیا ہے کھڑا ہے اور چار بجے صبح روانہ بیت اللہ ہو گا یہ سنکر دل کو کمال اضطراب اور اشتیاق ہوا کہ ابھی چل دیا جاے اور اویس وقت ایجنٹ سے بندوبست حجاز کا کر کے رات ہی کو اوپر سوار ہو گیا اور صبح کو روانہ جدہ شریف ہوا تنبیہ اکثر حجاج ذی مقتدہ بسبب رحمت قرظینہ کامران کے اندازہ سویس حج کو جاتے ہیں انکو لازم ہے کہ دن سوئس یا کسی علاقہ مصر میں پہلے قیام کریں پھر وہاں کے ڈاکٹر سے پاس پورٹ جسکو وہاں تذکرہ کتے ہیں حاصل کر کے جدہ جاویں ورنہ انکو جدہ میں دن سوئس دن قرظینہ بھگتنا پڑے گا

اوس وقت مجھے چونکہ یہ حال معلوم نہ تھا شب کو بلا قیام اور بلا حصول  
تذکرہ جہاز میں سوار ہو کر روانہ جدہ ہوا اثنائے راہ میں اس حال کے  
معلوم ہونے سے گو نہ تشویش ہوئی اتفاقاً اوس جہاز میں ایک صاحب  
عظیم آبادی جو خود کو نواب مشہور کرتے تھے مگر تھے آدمی خلیق حسب ذکرہ  
اونھوں نے بیان کیا کہ میرے پاس چند تذکرہ اور ہیں جو بسبب پہلے تذکرہ  
گم جانیکے مینے دوسرے مرتبہ حاصل کیے تھے اور پھر پہلے ہی سامان میں  
نکل آئے اوس میں سے دو آپ لے لیجئے مینے دریافت کیا کہ فی تذکرہ کیا  
صرف پڑا کہنے لگے ساڑھے پانچ روپیہ جملہ عہد گیارہ روپیہ دیے اور  
وہ تذکرہ لیکر جدہ پہونچا اور حسب الطلب ڈاکٹر کو دیے اون تذکروں  
میں علیہ بھی ہوتا ہے اتفاق حسنہ سے وہ ڈاکٹر افغان تھا زبان فارسی  
جانتا تھا متعجب ہو کر دریافت کیا کہ آپ پٹھان ہیں مینے کہا ہاں۔  
پھر کہا کہ آپ وہ شخص تو نہیں ہیں کہ جنھوں نے اپنا اکثر حصہ عمر کاغذ  
میں صرف کیا ہے مینے کہا آپ کو کس طرح معلوم ہوا کہنے لگے کہ مجھے  
میرے دوست علیم الدین ایچٹ سابق کوک ذکر کرتے تھے کہ دو ڈھڑ  
برس سے وہ نہیں دیکھے گئے شاید اب آپ تشریف لائے میں ہنسے  
پھر مجھے بلا کے اپنے یہاں بٹھایا اور کہا کہ مجھے نہایت اشتیاق آپ سے  
ملنے کا تھا مینے دریافت کیا کہ آپ کی شبہ کا کیا سبب ہوا اونھوں نے  
کہا کہ تذکرہ خود اسکی دلیل ہو۔ آپ شیخ نہیں آئیے یہ وضع نہیں جو ان  
ہیں اکثر پٹھان علاقہ مصر وغیرہ میں اپنا نام تبدیل کر کے دوسرے

تاہم سے تذکرہ حاصل کرتے ہیں اس لیے کہ اہل مصر کو ٹھکانوں سے ایک گونہ  
 کاوش ہی بلکہ منہم افغانم لباس و وضع خود را تبدیل کہ وہ درسلک  
 ملازمت ترکان منسلک شدہ ام باطمینان تام بحفظ خدا بخیریت و بومنہم  
 ادراک خدمت بشرط فرصت خواہم کرد الغرض خدا کا شکر کر کے جدہ آیا  
 یہاں احمد بیونی نے بسبب تعارف سابقہ کے اپنے مکان پر ٹھہرایا۔  
 دوسرے دن معلوم ہوا کہ مکہ شریف میں وبا ہی یقین ہے کہ بعد حج و <sup>نظمنہ</sup>  
 ہوگا اب مجھے نہایت تشویش ہوئی کہ جہاز پر خلیل الرحمن سے یہ صلاح ٹھہری  
 تھی کہ بعد پندرہ روز کے حج سے فارغ ہو کر ازراہ بندر مارسیل اسپین میں  
 قرطبہ کی سیر کرتا ہوا ازراہ لجنین پرتگال کے علاقہ سے جہاز پر سوار ہو کر لندن  
 آؤنگا وہاں سے امریکہ چکا کو کی سیر کر کے ازراہ جاپان و چین کلکتہ اور بنگا  
 وہاں تک کے ٹکٹ کو کی کمپنی کے میرے پاس موجود تھے اور کچھ کتابیں  
 بھی اونکے ہمراہ کر دیں اور بعض دوستوں کو چھین بھی اسی کیفیت کی مع  
 تاریخ و رودکھ دی تھیں اب یہاں معاملہ درگروں دیکھا تو یہ قصد کیا  
 کہ حج سال گذشتہ میں کر لینے چلنا چاہیے واپسی کے جہازوں میں سوئس  
 کا جانا چاہا علیم الدین کی زبانی معلوم ہوا کہ آجکل جہازوں پر قرطبہ ہی  
 جانا ممکن نہیں ہر چند تدبیر کی سبب سود ہوئی اور ہاتھ میں اشیاء  
 کا در پیدا ہوا کہ الامان پھر قصد کیا کہ کعبہ کو چلو وہیں دس بارہ دن قیام  
 کرینگے حج سے فارغ ہو کر پھر کوئی صورت نکل آئیگی مگر شیخ احمد بیونی کی فہمائش  
 سے اور چندی جڑہ میں قیام کیا تاریخ ششم ذی الحجہ کو جدہ سے روانہ ہوئے

اور تیار خنجم کچھ کم پہرات رہے مکہ شریف میں پہنچے سواری کراؤں کو  
 سید محمود کی زیارت پر چھوڑ کے حرم شریف میں طواف دخول کے اور  
 ارکان سے فارغ ہو کر کچھ دن چڑھے جنت البقیع میں پایادہ پہنچے وہاں  
 ہماری سواری کے اونٹ بھی بالابالا آگے دوپہر وہاں ٹھہری تھوڑی عرصہ میں  
 سومرہ سے زائد شمار کیے جو آکر جنت البقیع میں مدفون ہوئے پھر پیر دن باقی  
 رہے تیار خنجم کو منا کو روانہ ہوئے مگر منا میں نہ ٹھہرے قریب پہرات کے  
 عرفات پہنچے تیار خنجم حج سے فارغ ہو کر مزدلفہ آئے اور وہم کو منا میں  
 داخل ہو منا میں تھوڑی دیر نہ گزری تھی کہ ترکوں نے اہل عرب شیریں پر بارہ  
 مارنا شروع کی اب منا میں جگہ ڈرگئی جسے دیکھو بھاگا جاتا ہے سبب سکایہ ہوا  
 کہ عرفات میں ایک آشیری نے ایک ترک کو جنبیہ سے ہلاک کیا تھا کچھ تو وہ کاوش  
 تھی پھر بیان نہر ربانی کے لیے باہمی تکرار ہو گئی چند ترک ایک آشیری کی  
 مشکینہ باندھ کر قافلہ میں لاتے تھے اتنا راہ میں اشیریوں کا غمہ تھا وہاں  
 اوسنے ہتھم کو دیکھ کر واویلا کرنا شروع کیا اشیریوں نے ترکوں سے اپنے بھائی  
 کو چھوڑا لیا اسپر افسر جب ترکوں نے جو خچروں پر سوار تھے بارہ مارنا شروع کی  
 بہت آشیری مارے گئے مابقی پہاڑوں پر بھاگ کر بچے میرا خادم جو ربانی ہلاک  
 نہر پر گیا تھا اوسنے سترہ لاشیں اشیریوں کی گنی تھیں اس معرکہ کو تھوڑا  
 عرصہ نہ گذرا تھا کہ وبا کی کثرت کا شہرہ ہوا اور نہر ارون آدمی اس عارضے  
 سے جان بحق تسلیم ہوئے دوسرے دن تو پھر یہ حال ہوا کہ محل شامی بھی  
 بھاگ گیا اور بجز چند غیموں کے باوجود اس کثرت مخلوق کے کوئی خیمہ نظر نہیں

آتا تھا نشون کے مارے رستہ چلنا دشوار تھا الغرض تاریخ ۱۲ کو مکہ شریف  
 روانہ ہوئے اور کچھ دن طواف حج اور سی بن اصفاء المروہ سے فارغ ہو کر  
 قریب مغرب کعبہ میں آئے اور یہ ارادہ تھا کہ طواف وداع کر کے سید محمود کے  
 پہاڑ پر ایک مکان شب کے لیے مقرر کر رکھا تھا وہاں شب باش ہو کر صبح جدہ کو روانہ  
 ہووین کہ حرم میں میان محمد سعید صاحب و مولوی بدرالاسلام صاحب برادر زاد  
 مولوی رحمت اللہ مرحوم اور حافظ احمد حسن صاحب برادر زادہ مولانا مہنا  
 حاجی اماد اللہ صاحب ملے اور مجھ کو مولوی رحمت اللہ کے مکان پر لکھے  
 اور وہیں رات کو رکھا دوسرے دن طواف وداع کر کے حاجی صاحب سے  
 نیاز حاصل کرتا ہوا جاے قیام پر آیا جب میں حاجی صاحب کی خدمت میں  
 حاضر ہوا تو آپ وضو سے فارغ ہوئے تھے مجھے دیکھ کر اٹھے اور مصافحہ  
 کے وقت بکمال محبت فرمانے لگے کہ اے ہمارے جانیان جہان گشت او  
 میرے آنے پر تعجب کر کے فی الفور رخصت کیا اس عرصے میں جو مناجات  
 خانہ کعبہ میں لکھی تھی وہ نذر ناظرین ہوتی ہے۔

## مناجات بدرگاہ مجیب الدعوات

خداوند ابری کون و مکان سے  
 زمین کو زیب بخشی آسمان سے  
 چمن کی گل سے گل کی بوستان سے  
 کیا انسان کو اشرف زبان سے

اگلی پاک ہے تو جسم و جان سے  
 بنائے تو نے تارے چاند سورج  
 کر ہی ہر ایک کی آرائش انھیں سے  
 کیا مخلوق میں انسان کو اشرف

وطن سے شوق تیرا مصر لایا  
 یہ خواہش تھی کہ در سے سرگور گزوں  
 ہوا حاضر ترے در پر حشر لایا  
 خداوند زمین تھا اک قطرہ آب  
 بنایا جسم اور اعضا و ارکان  
 بنائے ہاتھ پاؤں کان آنکھ  
 دیا پھر عقل و علم و ہوش و تمیز  
 زن و فرزند و جاہ و ملک و دولت  
 مین کیا ہوں اور کیا میری حقیقت  
 خداوند ایہ تجھ سے التجا ہے  
 بجز تیرے کون مین کس سے جا کر  
 عطا کراؤں کو علم و فضل و دولت  
 ترقی کر گئیں دنیا کی قومیں  
 جو آگے تھے وہ ہیں اب سب پیچھے  
 جنت غفلت مین ہیں ہشیار کرد  
 پھلین بھولین یہ گل بوئے ہمیشہ  
 مین اپنے ملک کا ہو نگاہی خوا  
 الہی پھر تو پہونچا دے مع الخیر  
 رہ گم کردہ مین بھولا ہوا ہوں

کشش لالی تیری مجھ کو وہاں سے  
 ملوں آنکھوں کو تیری گشتان سے  
 کہ شکر کو جاؤں مین یا رب یہاں سے  
 کیا انسان لطف بیکران سے  
 مشرف پھر کیا روح روان سے  
 عنایت تیری افزوں ہی بیان سے  
 کرو نہیں شکر کس کس کا زبان سے  
 ترا صدقہ ہے مین لایا کمان سے  
 کرو نہیں شکر تیرا کس زبان سے  
 سبک کر دے مجھے بارگراں سے  
 تو ہی واقف ہے اس دنہاں سے  
 جہالت دور کر ہندوستان سے  
 فضیلت مین کمان پہونچیں کمان سے  
 پڑے غربت مین بچھڑے کاروان سے  
 جگا دے اوں کو اب خواب گراں سے  
 رہیں محفوظ یہ بادِ خزاں سے  
 مجھے کیا کام ہے سارے جہاں سے  
 وہیں پھر مجھ کو تو لایا جہاں سے  
 ملا دے مجھ کو بچھڑے کاروان سے

الغرض مکہ شریف سے روانہ ہو کر جدہ کے قریب ایک موضع مسمیٰ نزلہ میں بسبب فہمائش شیخ احمد بسونی کے قیام کیا۔ اس واسطے کہ جدہ میں بھی وبا کی کثرت تھی۔ یہاں معلوم ہوا کہ یورپ و مصر کے جانے والے لوگوں کو ہر طور پر سترہ دن کا قرنطینہ بھگتنا ہو گا اس لیے مدت معینہ تک ہنرمیم کیا کہ بعد انقضای مدت معلومہ روانہ یورپ ہو جاؤں گا۔ جب سترہ دن گزر چکے تو معلوم ہوا کہ وہاں بسبب با- قافلون کے اسی قدر قرنطینہ اور ہو گیا۔

مجبوریہ صلاح کھٹھری کہ یہاں سے عدن جائے وہاں سے میل ولایت سوار ہو کر روانہ منزل مقصود ہو جائے۔ مجبور عدن آیا یہاں چودہ روز کا مسافران حجاج پر قرنطینہ تھا پھر یہ تجویز ہوئی کہ بمبئی چلنا چاہیے وہاں شکستہ رحمت کی درستی کر کے سیدھے اسرائیل کو چلے جائیے قصہ کوتاہ بمبئی آیا یہاں بسبب دریافت چند حالات مشوش وطن کے لوٹنے کا اتفاق ہوا کہ اثنائے راہ بھوپال میں صاحب پولیٹیکل ایجنٹ بہادر سے ملاقات کر کے ایک دور وطن میں قیام کر کے بمبئی میں ہفتہ کے پیو کینی کے اسٹیشن میں کہ جبکی روانگی میں پانچ چھ روز کا وقفہ تھا سوار ہو کر روانہ یورپ ہو جاؤں گا جب بھوپال میں پہونچا تو ٹرین میں معلوم ہوا کہ صاحب ایجنٹ بہادر واسطے تبدیل ہوئے ہیں اہل و عیال بچہ منٹری آج ہی تشریف لے گئے ہیں ذریعہ تاراہنی واپسی کی اطلاع دیکر باسودہ آیا تھوڑے دن کے بعد بذریعہ وکیل اپنی روانگی کی اطلاع دی جو ابنا تھریائی کہ آپکا بھی جائنم



ہو سکتا اس لیے کہ میں آپ کی تشریف آوری کی اطلاع گورنمنٹی میں دیکھا  
ہوں اب اجازت تازہ ہونا ضرور ہو آپ بذریعہ خلیفہ تحریر پیش کریں اور  
جواب میں فرمایا کہ ایجنٹ نواب گورنر جنرل بہادر چاہتے ہیں کہ مجھ سے  
ملکر جاویں۔ اور جناب ممدوح تھوڑے عرصے میں اوس ضلع میں بسیل دورہ  
تشریف لائیوالے ہیں اس قیل و قال میں عرصہ قریب تین چار مہینے  
کے گزر گیا غرض مشکل اجازت حاصل کر کے بمبئی سے جہاز فرما دیکھنی رہا  
تینوں پر سوار ہو کر پھر روانہ منسل مقصود ہوا اور واسطے سیاق کلام کے  
حسب خواہش احباب مختصر حال نظم میں شروع کرتا ہوں منہ التوا

## نظم

کہ گزری کیفیت کیا اس سفر میں  
پس آیا ہند کو پھر لوٹ کر میں  
بھرا تھا اسکا سودا میرے سفر میں  
ہوا سرگرم پھر غم سفر میں  
بجز پانی نہ آیا کچھ نظم میں  
کہاں سے لوٹ کر آیا کہ ہر میں  
پھر اٹھا جبکی خاطر دربد میں  
کروں بس شکر خالق کس قدر میں  
ابھی تو ہوں لگا سرگرم سفر میں

لکھنؤ اب پھر نظم میں کچھ حال اسکا  
نپائی حبسہ سے کوئی گزر گاہ  
مجھے تھا شوق از حد اندلس کا  
پنچھوڑا شوق نے اوسجا پھج کو  
چلا جب ہند سے میں سکولورپ  
سجد اللہ کہ پہونچا مار سیلنر  
وہاں سے پھر میں پہونچا قریہ  
برائی آرزو اب دلکی میرے  
لکھنؤ نگا حال سارا گھر پہ جاگو

برٹیس ایسی غزل کہ اس میں	کہ مضمون جکا ہو کو کل سفر میں
--------------------------	-------------------------------

## غزل دیگر

گذرتی ہوں بس اپنی رہگذر میں پھر اہوں ایک ت بحر و بر میں سایا ہے یہ سودا اپنے سر میں ہمیں دوہیں اودھر محبوبانِ دھن	گذاری عمر گو ساری سفر میں ہزاروں شہر دیکھے لاکھوں قریے ہزاروں دشت وادی چھان نہ نکلا تیسرا پھر دشتِ پیسا
--	--

## سفر نامہ

بندر سوئز تک تو کوئی واقعہ ایسا وقوع میں نہیں آیا جو قابلِ تحریر ہو تا  
ایک دن ایک پرندہ جانور شکاری جہاز کے مستول پر بیٹھا اور تھوڑے  
عرصہ میں شکار کر لایا ہر چند معلم نے ہوائی بندوقین سرکین لیکن کچھ گھر  
نہ ہوئیں تھوڑی دیر بیٹھ کر اڑ گیا کچھ وقفہ کے بعد اوشکار کر لایا اور ابلی  
وہ آکر کپتان کی چھتری کے کنارے بیٹھ گیا میرے آدمی نے معلم کو بتایا  
کہ یہ بیٹھا ہو معلم نے نیچے نیچے جا کر اسے پکڑ لیا پنجہ میں شکار تھا دیکھا تو سحر  
تھی۔ اب معلوم ہوا کہ یہ اسم بانسے ہو واقعی اوز جانور شکاری بری  
ہیں اور یہ سحری ہے۔ پورٹ سعید پہنچے روشنی نہر میں سابق دستور تھی۔  
لیکن بہ نسبت سابق نہر چوڑی کی گئی ہے اور کمر کمر پستہ سنگی دونوں طرف  
بنایا ہے۔ اور شاید اسمعیلیہ سے پورٹ سعید تک یلوے کی مٹی ڈالی ہے

کہیں کہیں انجن بھی سامان لیجاتا ہو آگے کی بہ نسبت آبادی بھی لمبنا  
 ہو گئی۔ وہاں سے آٹھ بجے شب کو روانہ ہوئے دوسرے دن وقت غروب  
 کے جزیرہ داینکو ملا۔ یہیں سے جہاز بندرزی کو جاتا ہو پھر چوتھے دن اٹلی  
 کے پہاڑ دنل بجے دن سے ملنا شروع ہوئے چار بجے بندر ملٹھ اٹلی ملا اور  
 اوسکے مقابل جزیرہ سسلی کے پہاڑوں کی قطار نظر آنے لگی اور تیسرے پہر  
 پہاڑ عظیم الشان آتش فشان نظر آیا۔ بعض کہتے تھے دھواں ہو بعض ابر  
 بتاتے تھے ہمیشہ وہ آتش فشان نہیں رہتا۔ قریب ۶ بجے کے سنا بندر  
 سسلی ملا۔ آدھی ات تک دونوں طرف کی روشنی کی ایک کیفیت ہی  
 اسی لیے کہ دونوں طرف کے پہاڑوں کے نیچے تمام مکانات ہی بنے تھے  
 اور دونوں طرف کے کنارے نزدیک تھے دوسرے روز کچھ نظر نہ آیا۔  
 تیسرے روز جانب چپ سارڈینیا علاقہ اٹلی دیکھا پہر دن کو پہاڑوں کا  
 سلسلہ نظر آیا اور جانب است جزیرہ کورسکہ کے پہاڑ علاقہ فرائس نظر آئے جب  
 ہم اٹلی کے قریب آئے تو ہوا سردی اور بارش کی شدت رہی اور جہاز  
 ہمارا غرب سے شمال کی طرف لوٹا پھر ہم بتاریخ ۱۳ نومبر داخل بندر مارسیل ہو  
 مارسیل نہایت نفیس بندر ہو اور مکانات مثل پیرس کے ہیں چار لاکھ آدمی کی  
 آبادی ہو ہر کمالے راز والے یہ ایسا جملہ جامع اور مانع ہو کہ وجود  
 اسکا ہر شے میں پایا جاتا ہو کوئی مذہب اور مشرب اور ملت دنیا میں ایسا  
 نہیں جو اسکا مقرر نہیں ہزاروں نظایرو امثال اور لاکھوں دلائل اور  
 براہین اسکے ثبوت میں موجود ہیں کوئی فرد ممکنات سے ایسی نہیں جہیں

توقی اور تنزل اور کمال و زوال نہ وجود مردیکو یہی کیفیت ہی سب سے پہلے  
 ناظرین گلگشت چمن ہی کرین کہ ہرے ہرے پودوں کا املہانا گلہاے  
 رنگ بزم کا کھلنا بادبہاری کی تحریک سے ڈالیوں کا مثل جو انان ملنازکے  
 ہم آغوش ہونا۔ فواروں کا اوچھلنا بلبلون کی نغمہ سرائی طیسو خوش الحان  
 کی زفرہ آرائی اسباب ترقی نہیں تو اور کیا ہیں۔ اب ذرا ادھر دیکھیے ع  
 جلی سمت غیب سے اک ہوا کہ چمن سرور کا جلگیا : ایک آن میں باجزا  
 نے اپنی ہیبت ناک آمد سے تختہ گل کو کیا بلکہ گل کو درہم و برہم کر دیا جدھر  
 دیکھو اسباب بربادی موجود آثار خزان پیدا وہ غنچہ گل جنکو دہان و خسار  
 مشوق سے تشبیہ دیتے تھے پرمردہ ہو کر پت جھڑپتون سے بدتر ہیں۔ ہر  
 بھرے اشجار سوکھ ساکھ کر کاٹا ہو گئے سبزہ کی جا خاک روشن پر موجود  
 اس کمال کا یہ زوال ہی جزو مدد دیکھو۔ چاند کا یہی حال ہے کہ چاروں کی  
 چاندنی پھر وہی اندھیری رات۔ دور کیوں جاؤ اپنے ہی آپ میں بغور دیکھو  
 کہ بچپن سے جوانی تک کیا کیا کیفیت و عروج۔ ہر شے میں لذت۔ ہر چیز  
 میں مزہ۔ آنکھوں کو عجائبات اقطار اور امصار کی سیر۔ عجائبات مصنوعیات  
 کی کیفیت۔ کانوں کو سماع اور سپند و فصاح سننے کا مزہ اور زبان کو لذت  
 اور تنمات چکھنے کا ذائقہ اور تقریر دلپذیر و خوش بیانی مزیدے بران ہے  
 عقل کو ادراک کلیات اور جزئیات اور حقیقت اشیا کے دریافت کا ما  
 کستفی زندگی کے ترقی کے پہاڑ کی چوٹی ہے۔ اب اسباب تنزل لیجئے تھوڑے  
 عرصے میں نہ وہ بصارت کا پتہ نہ سماعت کا نام۔ زبان کو گلگشت ہاتھ پاؤ

مین رعشہ۔ ہوش گم۔ حواس نثار و ع ملی خاک مین خاکساری بہاری ۛ  
 یہ زوال حسبی ہوا اگر باعتبار اقبال دیکھو تب بھی ہزاروں ایسے نامی گرامی گذر  
 ہیں کہ جتنے قصوں سے ہزاروں کتب مملو ہیں۔ چنگیز خان ہلاکو سکندر زین العابدین  
 ہمارے اثبات دعویٰ کو کیا کم ہیں۔ یہ مذکور کمال شخصی کا ہے اب جنسی اور قومی  
 بیچے۔ مغلوں کی گردی۔ چنگیز خانی۔ مذہبی ہنگامے ہندوستان اور پھر مسلمانوں  
 کا کمال و زوال اہل عبرت کے ملاحظہ کو کیا کم ہے اسطرح ملک سپین میں اہل اسلام  
 کا ترقی کرنا کمال پر پہنچنا اور بعد مرور دہوری کا ایک ایسا معرض زوال میں آنا  
 کہ جس کا صفحہ ہستی پر وجود کیا نام و نشان ہی باقی نہیں ہے یہ ایک ایسا واقعہ ہو چکا  
 عبرت افزا ہے کہ نظیر اس کا بجز اسی کے دوسرا نہ پائے گا ہر چند کہ عادت اسی اسطرح  
 جاری رہے کہ کل من علیہما فان لیکن اگر منتظر غور اور حیرت پیماں دیکھو تو  
 واقعات چنگیز پر۔ و تیمور پر۔ اور نادریہ۔ اور نیپولین گردی۔ اور ہنگامہ  
 قتل و غارت مغول وغیرہ وغیرہ اسکا ایک شہرہ نہیں اسلئے کہ جہاں جہاں  
 موقع ایسے واقعات ظالمانہ کا ہوا ہے۔ گوشتی ہی شدت ہو لیکن ان مقبول  
 مظلوموں کی نسل اور باقی اقوام کی اولاد و آثار بقی رہی ہے تہیں بخلاف اندلس  
 اسپین کہ یہاں زن و مرد ادھیڑ جوان کیسے بھی زندہ نہ چھوڑا ہے  
 کیا آتش جو روح جانے بہشت وہ آگ رہی نہ ڈھوان ہی رہا ۛ نہ تمکین ہی  
 رہے نہ مکان ہی رہا نہ کسی کا نام و نشان ہی رہا رہے نام اللہ کا  
 باوجودیکہ لاکھوں کیا کروڑوں اہل اسلام اور اقوام مختلفہ آٹھ سو برس تک  
 سکونت پذیر رہیں۔ اور علم و فضل کا یہ حال کہ اقوام یورپ کہ جسے آج تک

تہذیب حاصل کرنا فخر ہی وہاں زانوی ادب تہ کرتے تھے فقط خلیفہ عبدالرحمن  
 الناصر کے ہاتھ لکھ کر کتابخانہ میں چار لاکھ کتابیں علوم مختلفہ کی تحسین لطف  
 یہ کہ بہت لوگ ہیں جنکو واقعات کی خبر نہیں اسلیے راقم آٹھ سب سے  
 پہلے واقعات تاریخ کو مجملہ البوالفہ و تاریخ اندلس اردو۔ طبقات  
 اندلس۔ و تذکرۃ الکرام تاریخ عرب لاسلام وغیرہ وغیرہ سے واسطہ درج  
 حال اور سیاق کلام کے گزارش کرتا ہوں

## تاریخ اندلس

اسپین میں مسلمان۔ کسی تاریخ سے ثابت نہیں ہوتا ہے کہ کسی  
 شہنشاہ نے عرب پر حکومت بالاستقلال کی ہو۔ ہر چند کہ سکندر اعظم نے  
 مغرب عربوں کے زیر کمر نیکارا وہ کیا تھا لیکن موت نے فرصت ندی  
 اونکے سرحدی شہروں میں قیصران روم سے اطہار اطاعت کا  
 شایہ کیا ہو۔ اور اون لوگوں نے اطراف و اکناف عرب پر حملے  
 بھی شاید کیے ہوں۔ مگر اونکے ریگستانوں کو کچھ ضرر نہ پہونچا سکے۔  
 ساتویں صدی مسیح تک و نکا تعلق دنیا سے علیحدہ ہی رہا۔ مگر دفعتاً الخ  
 نے ایک تیا ٹھاٹ ایسا بدلا کہ مشرق سے مغرب تک اولٹ دیا۔ اول  
 یہ کایا بلٹ دنیا کا ایک موہن من اندر نے کہ دیا جھکانام پاک محمد  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہو ساتویں صدی مسیح کے شروع میں اسلام  
 کے وعظ نے دنیا میں انقلاب پیدا کر دیا اور توحید کی روشنی آن و اٹھ

شرق سے غرب تک پھیل گئی۔ اور سچی تعلیم نے ستیجہ قلوب میں کامل اثر بخشا اور وفات سے پہلے تمام عرب میں قابض ہو گئے جسکی حکومت کسی شہنشاہ کو نصیب نہ ہوئی تھی۔ بعد ازاں حضرت مکہ خلفاء راشدین کے زمانہ میں اسلامی فوجوں نے فارس۔ مصر۔ شمالی افریقہ۔ بربر کوہ ہرقل کے میناروں تک روند ڈالا وسط ایشیا میں دریائے کس سے لیکر سوہل اوقیانوس تک مودنوں کے نعرے سے تمام دشت و جبل گونجنے لگے۔ ہر چند بعض خلفاء بنی امیہ و بنی عباس کے آپس کے جدال و قتال سے وہ ترقی روز افزون جیسی کہ چاہیے ظہور میں نہیں آئی۔ لیکن پھر بھی کوئی ملک شرقاً و غرباً و جنوباً و شمالاً ان کے عہد میں ایسا نہ پچا تھا کہ جہاں اسلام کا ظہور نہ ہوا ہو جسکا حال مختصر کمال اختصار درج ذیل کرتے ہیں۔

### نقشہ

سلسلہ	اسامی	تقداد قدامت			تقداد فتوحات	تقداد خلفاء اندلس
		سال	ماہ	دن		
۱	معاویہ	۱۹	۵	۰		
۲	یزید	۳	۰	۷		
۳	معاویہ	۰	۰	۴۰		
۴	مردان	۱	۰	۵		
۵	عبدالملک	۲۱	۰	۰		
۶	سلیمان	۲	۰	۵		
۷	عمر	۲	۰	۵		
۸	ولید	۳	۰	۱		
۹	یزید	۴	۰	۱		
۱۰	ہشام	۱۹	۰	۸		
۱۱	ابراہیم	۵	۰۲	چند یوم		
۱۲	ولید ثانی	۱	۰	۳		
۱۳	مردان ثانی	۵	۰	۴		



## اسپین کا قبل فتوحات اہل اسلام کے مختصر حال

اسپین سپندر اعظم کے عہد سے لیکر کئی سو برس تک قیصرہ روم کا قبضہ رہا۔  
 گذشتہ مکتوب کو تکرار کرنے کے لیے عیش و عشرت میں مشغول ہو تو خاص  
 اسپین میں یہ حالت ہوئی کہ فرقہ امرافشجوری و لہو و لعب میں مستغرق  
 ہوئے اب رہے عوام الناس اونہیں یا تو غلام تھے یا بمنزلہ غلاموں کے  
 یعنی موروثی کاشتکار جو نہ خود زمین بیکریل ہوتے تھے نہ اونے کوئی زمین  
 چھوڑا سکتا تھا دولت مندوں اور غلاموں کے درمیان میں ایک واسطہ  
 قوم تھی کہ جنکو اہل شہر ناروی کہتے تھے اونکی سب زیادہ کمبختی تھی ٹکس ادا  
 کرتی تھی خدمت یہ بجالاتی تھی فضول خنہ چپوں کا بار اٹھین کی گردن پر تھا  
 جس قوم کا تمدن یہاں تک خراب ہو۔ اونہیں وہ اسباب اکوالغری کہاں  
 جو حملہ آور قوم کی تاب مقاومت لاسکے پس قوم کا تھ بلا تکلف اسپین میں  
 داخل ہو کر تمام شہروں اور قلعوں پر قابض ہو گئی پھر بعد رومیوں کے  
 قوم کا تھ نے حکومت کی آٹھویں صدی آغاز میں جب وقت مسلمانوں نے  
 ملک فریقہ کو فتح کر کے اندلس کی طرف راس ہرقل کے رخ کیا تو اس وقت  
 مزارعان کی پہلی حکومت قیصرہ سے بھی بدتر حالت تھی ملک میں نہایت  
 بد عملی غلام تو درکنار اگر کوئی زمیندار ہم پیشو نہیں بلا اجازت شادی کر لیتا  
 تو اوکے بال بچے مختلف زمینداروں میں تقسیم کر دیے جاتے۔ غلاموں  
 کی زندگی اس قدر تلخ تھی کہ جیتے جی اوکو شکل امید نظر نہیں آتی تھی جب وقت

اسپین کی ملکداری کی یہ حالت تھی اسوقت مسلمان افریقہ سے اسکی حدود کی طرف بڑھے۔ اسوقت میں رازرق نے شاہ ڈنرا کو تخت اسپین سے اوتار کر خود عنان حکومت ہاتھ میں لی۔ کونینٹ جولین کے لڑکی کا واقعہ درسلما ٹوٹکا اسپین میں آنا۔ اور جولین کا وریر دہ سلما ٹوٹکو مار دینا سلطنت اسپین کی چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں یہ دستور تھا کہ ہر شہزادہ اپنے بچوں کو دربار شاہی میں اس غرض سے بھیج دیا کرتا تھا کہ وہ دانت دربار اور تربیت حاصل کریں چنانچہ کونینٹ جولین گورنر سلوٹا یعنی سوطا نے حسب دستور اپنی لڑکی فروزندا کو ٹولیڈ یعنی طلیطلہ دار السلطنت میں بھیجا کہ ملکہ کی کنیز کون میں تعلیم پادے۔ لڑکی نہایت حسین تھی شاہ رازرق نے اس لڑکی کی بے غوثی کی۔ لڑکی نے تمام حال اپنی بھیمتی کا جولین کو لکھ بھیجا جولین نے یہ سن کر فوراً دربار شاہی کی طرف کوچ کیا اور وہاں آ کر کسی طرح کا اظہار نہیں کیا اور رازرق کو یقین کامل تھا کہ فروزندا نے ہرگز افشا راز نہیں کیا ہوگا نہایت اغاز سے پیش آیا اور ہر کام میں اس سے صلاح کا کار بند رہتا جولین مع اپنی لڑکی کے سوطا کو واپس گیا وقت واپس جانے کے شاہ رازرق نے شکاری بازو کی اس سے فرمائش کی جولین نے جواب میں کہا کہ میں آپ کو ایسے باز بھیجوں گا جو آپ نے عمر بھر میں مذکیے ہونگے مراد اس سے اہل عرب تھے جولین نے واپس ہوتے ہی اول موسیٰ ابن انصیر حاکم افریقہ سے ملاقات کی کہ جس سے کئی مرتبہ لڑائی ہو چکی تھی۔ اور یہ موسیٰ ابن انصیر وہی شخص ہے جو بشیر ابن

سکا وزیر عراق میں مقرر تھا اور حجاج نے اس پر تغلب و تصرف بیت المال  
 کی شکایت خلیفہ عبد الملک سے کر کے پاس ہزار دینار اور سپہ جہانہ کرایا تھا  
 اور عبد الغزیز حاکم مصر اپنے پاس سے ادا کر کے کو اپنے ہمراہ مصر لایا اور حاکم ذوقیہ  
 کیا اور اس وقت موسیٰ کی عمر ساٹھ برس کی تھی اسکے تین بیٹے تھے۔ عبد الغزیز  
 مروان و عبد العلاء موسیٰ جب فریقہ کے لشکر میں آیا تو لشکر کی نہایت تالیف  
 تغلب کی پہلے اسے مشرقی افریقہ کو جہین طونس اور الجیرس پر بربر سے  
 الجیرس تک فتح کر کے جبل طلس تک اپنا قبضہ کیا۔ جب خلیفہ عبد الملک کو  
 اسکی فتوحات کا بذریعہ عبد الغزیز حاکم مصر کے حال معلوم ہوا تو اسنے دو  
 لاکھ دینار کا وظیفہ خاص موسیٰ کے لیے اور ایک لاکھ کا وظیفہ اسکے  
 بیٹوں کا مقرر کیا اور پانچ ہزار آدمی کے تین تین اشرفی سالانہ مقرر کیا۔  
 مزید برآں جہانہ معاف اور اسنے قوم بربر سے کہ اصل میں اولاد عرب سے  
 تھی باہمی رشتہ داری قائم کر دی اسکا یہ اثر ہوا کہ ہزاروں نے بلا جبر  
 اسلام قبول کیا اور داخل لشکر اسلام ہوئے اب موسیٰ کا حوصلہ فتوحات  
 بڑی پرمختہ رہا بلکہ اسکی خواہش ہوئی کہ بحری فتوحات بھی حاصل کرے  
 اور اسنے پہلے پہل کا ریجیح یعنی طونس میں گود کی کشتیوں کی کشتہ مطابق کشتہ ۶  
 میں طیارہ کر آئی جب وہ طیارہ ہو گئی تو سب سامان بحری مہیا کیا اور ایک  
 بیڑہ جہازات جزیرہ سیرایہ یعنی سارڈینیہ اور جزیرہ سقالیہ یعنی سلسلی کوروا  
 کیا اور انکو فتح کر کے بہت سامان غنیمت حاصل کر کے لائے پھر اسنے  
 خشکی کی طرف متوجہ پھیرا یہاں تک کہ اسکے فتوحات نے قلعہ مراکو اور سلسلہ

تک کہ لب ساحل اٹلانڈی کیوشن یعنی بحراوقیانوس تک ہی حکومت  
 قائم کی۔ موسیٰ خود بخوار حملہ آور نہ تھا بلکہ جن ملکوں کو اس نے زبردست فتح کیا  
 آخر شمشل باپ کے اوسکا حامی ہو گیا۔ باشندوں کو اسلام تعلیم کیا۔ سیجا  
 کوڈاکوون سے بچایا۔ پھر اس نے تھوڑے عرصے میں سنگسنٹنگ نامی  
 میں افریقہ فرنگستان کو لے لیا۔ شہر قیوطہ اور پنجرس یعنی تانجیر کو فتح کیا  
 پہلے یہاں قوم بربر کا قبضہ تھا۔ پھر قوم ونداز کے قبضہ میں آیا اوس کے بعد  
 قوم غاطہ یعنی گاتھ جو مقابل اسپانیہ کے کنارے پر قابض تھی اوس میں  
 اوسکا حاکم کوئینٹ جولین کا اوسپر قبضہ تھا اور وہ شکست کھا کر شہر قیوطہ  
 میں قلعہ بند ہوا۔ موسیٰ اب قیوطہ پر بڑھا لیکن بڑے نقصان کے ساتھ  
 پس پاہو کے قیروان دارالحکومت افریقہ میں واپس آیا اور طارق ابیشرکہ  
 اور اپنے بیٹے مروان کو وہیں چھوڑ آیا۔ جنھوں نے اطراف کے ملکوں کو ویرا  
 کر ڈالا اس عرصہ میں جولین نے تنگ آکر موسیٰ صلح کے لیے ہمد عاکلی اور  
 اوس سے کہا کہ آج سے میرے اور تمھارے لڑائی کا خاتمہ ہے اب  
 میں اور تم دلی دوست ہوے۔ اب صرف تمھارے جانیکی دیر ہو اور  
 اسپین کے فتح میں دیر نہیں تمھارے جانیکا میں خود رستہ تیار کر دینا مگر  
 چونکہ عربی دانا ایک دور اندیش تھا اس نے خلیفہ دمشق ہشام سے تہذیب  
 کیا اور پانسوا دیونکی ایک چھوٹی سی جمیعت بسر داری طارق سواہل  
 اندلس پر لوٹ مار کرنے کے لیے روانہ کی کہ حملہ کر کے چلے آویں یہ واقعہ  
 سنہ ۷۱۱ کا ہی طارق اپنی اس خدمت کو پوری طرح انجام دیکر ماہ جولائی

میں واپس آیا اللہ عین جب موسیٰ کو یہ معلوم ہوا کہ شاہ رازرق اذراہ  
 شمالی قوم باسکش کی بغاوت فرو کر رہا ہے تو وقت کو غنیمت جاکر سات ہزار  
 آدمیوں کی ایک مختصر جمعیت جنہیں اکثر مورینی باشندگان بربر بھی تھے ہزاری  
 طارق روانہ کی طارق اول وس لانی راک قلعہ الاسد پر اوترا  
 جو آج تک اسکے نام سے جبل طارق مشہور ہے جسے انگلش حیران کہتے ہیں  
 اور یہاں سے بعد فتح قرطیبہ اندرونی حصوں کی طرف بڑھا جب شاہ رازرق  
 کو یہ معلوم ہوا تو مع قوم کا تھکا ٹھس دل لیکر مقابلے کو آیا دونوں قویں  
 وادی بیکا کے کنارے پر مقابل ہوئیں اسپین میں جو فسانہ عجیب کیفیت  
 رازرق کی خانہ و عوام الناس تھی اسکو مختصر ہمنے آئینہ فرنگ میں درج  
 کر دیا ہے اس جگہ پر ہم مفصل حال صاحب کارنامہ مور انگلش مورخ سے یہ  
 کیفیت نقل کرتے ہیں۔ راست و دروغ بگردن راوی وقت مذکور لہذا  
 سے پہلے ایک دن جب شاہ رازرق قدیم دارالخلافہ (بولیڈو) یعنی طلیطلہ  
 میں جشن نوروزی کر رہا تھا تو اچانک دو بوڑھے آدمی دربار میں داخل ہو  
 یہ دونوں پرانی وضع کے سفید جُپے پہنے ہوئے تھے اونکے لمبے لمبے  
 خوشنما پیکوں پر مطلقہ البروج کی تصویریں منقش تھیں جنہیں ہشیا رنجیوں کے  
 کچھ لٹاک رہے تھے شاہ رازرق کے سامنے آکر بعد ادا کے مراسم شاہانہ  
 اونھوں نے اس طرح خطاب کیا۔ امیر بادشاہ قدیم زمانے میں جب شاہ  
 ہرقل نے سمندر کے کنارے پر وہ مینار نصب کیے جو آج تک اسی کے نام  
 سے مشہور چلے آتے ہیں تو اونکے ساتھ ایک نہایت عالیشان اور مضبوط

عمارت بشکل گنبد اس قدیم شہر کے حوالی میں بنوا کر اوس میں ایک طلسم رکھا  
 اور اوسکو آہنی گواروں اور چوڑھٹ سے محفوظ کر کے اوس میں فولادی قفل  
 ڈال دیے اور بنظر دوراندیشی و احتیاط یہ انتظام کیا کہ ہر نیا بادشاہ جو سربراہ  
 مملکت ہو وہ اپنے نام کا علیحدہ قفل دروازے پر لگاوے باین خیال کہ  
 پیش از وقت افشا راز نہ ہو یہ پیشین گوئی کی کہ جو شخص مخفیات گنبد کو  
 بام یا کم از کم اوسکو دریافت کرنے کی کوشش کرے گا۔ وہ سخت مصائب و  
 آفات میں مبتلا ہو گا چنانچہ ہم نے اور ہمارے بزرگوں نے ہر قفل کے زمانے سے  
 لیکر اس وقت تک گنبد کی حفاظت کرنے میں کوئی دقیقہ فرو گذشتہ نہیں  
 کیا۔ اور کبھی کسی کو دخل نہیں دیا۔ اگرچہ بعض بادشاہوں نے اسرار گنبد کے  
 دریافت کرنیکی کوشش بھی کی۔ مگر انکے اس راہ کا انجام یا موت یا کوئی  
 آفت ناگہانی ہوئی۔ غرض کہ دروازے سے آگے قدم رکھنا آج تک کسی کو نصیب  
 نہیں ہوا اے بادشاہ اس وقت ہم حضور میں اسلئے حاضر ہوئے ہیں کہ آپ  
 بھی اپنے نام کا ایک علیحدہ قفل لگاویں۔ یہ کہا اور سلام کر کے دونوں حضرت  
 ہوئے۔ اودھر شاہ رازرق جب اس حیرت انگیز قصہ کو بغور سن چکا تو اس کے  
 دل میں دریافت راز کا شوق پیدا ہوا اور یہاں تک کہ ہر چند اس کے مشیر و  
 اور بشپ نے (ایک مذہبی عہدہ) اوسکو متنبہ کیا اور کہا کہ آج تک گنبد کے  
 اندر کوئی شخص زندہ داخل نہیں ہوا حتی کہ قیصر اعظم بھی اس قسم کی  
 جرات نہ کر سکا کیونکہ تعاقب و حکم کہنہ میں بھی لکھا ہے کہ گنبد کا بھید کوئی دریافت  
 نہ کر سیکے گا مگر ایک بادشاہ جو اپنے سلسلہ میں اخیر ہو گا اور اوسکو بھی یہ امر

اوس وقت میسر ہوگا جبکہ ستون سلطنت مرکز ثقل سے ہل جاوے گا جب  
 باہمی اتفاق اور بیوفائی اور سکی بیخ و بنیا د کو کھوکھلی کر دیں گے اور غضب الہی  
 نازل ہوگا مگر شاہ رازرق ان تمام نصیحتوں کے برخلاف ایک وزیر بہت  
 سوار اور سیاہ و نکو جلو میں لیکر گنبد کجیاں بنائے ہوئے گنبد کئی چٹانوں کے بیچ میں  
 ایک بلند قلعہ کوہ پر واقع تھا اسکی دیواریں سنگ مرمر اور سنگ زبرجد سے بنائی  
 گئی تھیں جنہر نہایت نازک اور دقیق نصیحت کندہ تھی اور جو اسقدر صاف  
 شفاف تھیں کہ باوجود اس قدر پرانی ہونے کے آفتاب کی دست رازوں  
 کا کچھ بھی اثر نہ ہوا تھا گنبد کا دروازہ پورے پتھر سے تراش کر بنایا گیا تھا جسکو  
 کواڑوں پر ہرقل سے لیکر دُزرہ کے زمانے تک تمام شاہان سلف کے ہاتھ  
 کے بھاری بھاری قفل پڑے تھے دروازے کے دونوں جانب ہونہ و نون جوڑے  
 کھڑے تھے جو دربار میں حاضر ہوتے تھے انھوں نے ہر چند شاہ رازرق کو منع  
 کیا اور سخت مصیبت کی پیشین گوئی کی۔ لیکن جب انکی کوئی نصیحت کا اثر  
 نہ ہوئی تو ناچار وہ بھی کمر بستہ ہو گئے اور شاہ رازرق کے جوان سپاہیوں کے ساتھ  
 تمام دن اون بھاری قفلوں کے کھولنے میں مصروف رہے بالآخر قریب  
 آفتاب تمام قفل کھل گئے اور بادشاہ مع ہمراہیوں کے دروازے کے جانب پڑھا  
 اور کواڑ کھوکھلا کر ایک وسیع کمرے میں داخل ہوا۔ اس کمرے کی دوسری  
 جانب ایک اور ایسا ہی دروازہ تھا جس سے پاس کے کمرے میں نہایت  
 جاتا تھا اس دروازے کے سامنے اس طرف پیل کی ایک ٹہنی مہیب خوفناک  
 مردانہ تصویر ایسا دہ تھی اور ایک بھاری گنبد ہاتھ میں لیے دمید زمین پر



مار تی تھی یہ دیکھ کر تھوڑی دیر تک تو شاہ رازق خوف و حیرت میں غرق  
 رہا لیکن جب اس کے سینہ پر یہ فقرہ (میں اپنا فرض منصبی پورا کرتا ہوں) کندہ  
 دیکھا تو اس کا حوصلہ بڑھا۔ اور اس کو قسم دیکر کہا۔ مجھ کو گزر جانے دے میرا  
 ہرگز یہ منشاء نہیں کہ اس گنبد کو ضرر پہنچاؤں یا اس کے در پے تخریب ہو  
 صرف راز دریافت کرنا چاہتا ہوں یہ سنتے ہی طلسمی تصویر یک بیک گزرتھا  
 خاموش کھڑی ہو گئی بادشاہ مع اعیان و اراکین اس کے پیچھے گزر کر دوسرے  
 کمرے میں داخل ہوا۔ اس کمرے کی دیواروں پر جا بجا ہر قسم کے قیمتی پتھر  
 نصب تھے اور عین وسط میں ہر قل کے ہاتھ کی ایک مینیچر تھی  
 تھی جس پر ایک صندوق کھاتھا صندوق پر یہ عبارت کندہ تھی  
 تمام مخفیات گنبد اس بکس میں ہیں بجز ایک بادشاہ کے اس کو کھولنے  
 کی اور کوئی جرات نہ کرے گی۔ لیکن ذرا اس کو خبر دار اور ہوشیار رہنا چاہیے  
 کیونکہ اس وقت اس کو عجیب و غریب اوقات دکھلائی دینگے جو مرنے سے  
 پہلے اسے پیش آئیں جب شاہ رازق نے بکس کو کھولا تو بجز ایک چرمی  
 وصلی کے جو دوسری تختوں کے پیچ میں محفوظ تھی اور کچھ نہ نکلا وصلی پر گھوڑے  
 سوار و علی تصویریں بنی تھیں جن کے چہرے نہایت خوشنودار اور ہیبت ناک تھے  
 اور جو پیش قبض سے مسلح تھے اور پیشانی صفحہ پر یہ عبارت لکھی تھی دیکھ اے  
 بداندیش اوں لوگوں کو جو تجھے سر پر سلطنت سے پیچھے گرائینگے اور تیرے  
 ملک پر قبضہ کریں گے وصلی پر نظر ڈالنی تھی کہ شاہ رازق اور اس کے ہمراہیوں  
 نے دفعہ میدان جنگ میں گیر و دار کا شور بلند ہوتے سننا طلسمی گھوڑے

وصلی کے صفہ پر یک بیک بادلوں کی طرح بہ حرکت کرنے لگے اور اوس صفہ  
 میں ایک حقیقی میدان کارزار کا سامان بندھ گیا۔ پھیشا ہ رازق کی آنکھوں کے  
 سامنے اوس عالم ہتھکڑی حیرتیں جانگزا واقعات پیش آنے لگے جو بالترتیب  
 ایک دوسرے کے بعد دکھلائی دیتے تھے اور نقش آب کی طرح مٹ جاتے تھے اور  
 جیسے اون آنے والے حادثوں اور لڑائیوں کے نتیجے دریافت ہوتے تھے  
 جو ابھی کیسے وہم و گمان میں بھی نہیں تھے۔ اونے دیکھا کہ سامنے ایک  
 میدان جنگ ہے جس میں مسیحی اور مسلمانوں کے درمیان ایک سخت ہنگامہ  
 کارزار گرم ہے۔ غازی مردوں کا جوش میں آکر چھٹنا اور اپنے پانوں سے حق  
 کی لاشیں ڈھنا۔ ترنا اور زینگوں کی آواز میں مجبور کی جھکار۔ اور صدائے  
 طبلات جنگ کا طوفان خیر شور سنا دیا۔ تلواریں میانوں سے نکلیں گرز تو  
 بلند ہوئے۔ تیر سنا کر پیام اجل پہنچانے لگے۔ نیزے اور برچیاں  
 چاروں طرف پھٹنے لگیں مسیحی میدان سے بھاگ نکلے مسلمانوں نے اون کا تعاقب  
 کیا اور شکست فاش فرمائی۔ جھنڈا۔ جھیر کہ راس صلیب نصب تھا زمین پر گر گیا  
 اسپین کے نشان کا پھر ریا پامال ہو گیا فتح مندوں کے خوشی کے نعروں  
 مصیبتوں کے غیظ و غضب کی چیخوں۔ قریب لڑکے زخمیوں کی آہ و  
 زاری نے تمام ہوا کو گونجنے لگی نہریت خوردہ سپاہیوں میں جوتہ و بالا ہو کر  
 ادھر ادھر بھاگے جاتے تھے شاہ رازق کی نظر ایک اچانک جو امر و  
 سپاہی پر پڑی جو شاہی تاج پہنے اور پشت پھیرے ہوئے تھا مگر دور سے معلوم  
 ہوتا تھا کہ اوس کے ہلے اور لباس خاص شاہ رازق کے سے ہیں ایک سفید

گھٹورے پر سوار ہر جو ٹھیک سیاہی جیسا کہ ادنیٰ لڑائی کا گھوڑا۔ اور بلیا  
 عین ہنگامہ میں وہ جوان گھوڑے سے نیچے گرا اور پھر کہیں اوسکا۔ پتہ نشان  
 نہ معلوم ہوا۔ اور بلیا دیوانہ وار خالی پشت چاروں طرف بھاگا پھرتا تھا یہ  
 دیکھ کر شاہ رازق اور اوسکے ہمراہی اوس طلسمی گنبد سے حواس باختہ ہو کر بھاگے  
 مگر اس سے پہلے ہی وہ بتیل کی تصویر غائب ہو گئی تھی دونوں بوڑھے دارو  
 کے سامنے مرے پڑے تھے اور علاوہ بے شمار غیبی آفات کے ایک یہ بھی ہوا  
 کہ گنبد میں فوراً اوس وقت آگ کے شعلے بلند ہو گئے ہر ایک پتھر جل کر خاک  
 سیاہ ہو گیا اور بیان کیا جاتا ہے کہ جس جس جگہ زمین پر یہ خاکستر ہوا میں دیکھ کر  
 گری وہیں ایک قطرہ خون پیدا ہو گیا متوسط زمانہ میں اسپین اور عرب دونوں  
 ملکوں کے مورخوں نے اس قسم کے حیرت انگیز اور عیبار قیاس و افعات بتا  
 خوشی سے قلمبند کیے ہیں اور جو جو نیک بدشگون طرفین کو لڑائی سے پہلے پیش آنے  
 اونے اونکے حزن و مسرت کا خوب اندازہ ہوتا ہے اسی طرح بیان کیا جاتا ہے  
 کہ رسول عربی بنفس نفیس طارق کے پاس تشریف لائے اور اوسکو تسکین دیکر کہا  
 طارق۔ لڑو اور فتح کرو۔ فریقین جو وادی بستان کے قریب ایک دوسرے  
 کے مقابلے پر تل رہے تھے اونکے خواب خیالات خواہ کچھ ہی ہوں ہم کو حقیقت  
 تاریخ نویسی اور سبب بخت نہیں مگر لڑائیوں کا جو نتیجہ ہوا اوسمیں امکان شک نہیں  
 ہو سکتا۔ اگرچہ بعد میں طارق کے پاس پانچزار بربری سپاہیوں کی کمک آ رہی  
 پہنچ گئی تھی مگر تاہم کل فوج بارہ ہزار سے کوئی صورتیں زیادہ تھی حالانکہ شاہ رازق  
 کے پاس اوس سے چھ گنی فوج مسلح تیار تھی مگر اس موقع پر یہ امر قابل لحاظ ہے

کہ حملہ آور دہہاد اور جبری سپاہی تھے جنکے مایہ خیر میں شجاعت اور جنگجوی  
تھی اور مزید بریں اس موقع پر ایک نامور صفت شکن کے زیرِ کمان تھی اور  
اونکے مقابل کون تھے اونھیں حلقہ بگوش۔ یا بمنزلہ حلقہ بگوش فرار و نکل  
ٹوٹی پھوٹی جمعیت جو تمام ملک کا ظلم سہتی سہتی تنگ آ گئی اور جنکے سپہ سالاروں  
میں وہ دغا باز سردار جو ہمیشہ سے شاہ و نزار کے طرفدار اور رشتہ دار تھے  
موجود تھے مگر حقیقت میں اونکا دلی منشاء یہی تھا کہ جس طرح ہوا و سکویج میدان  
میں تینا چھوڑ کر دشمن سے جا ملین اور لڑائی کا فیصلہ اوسی کے حق میں کرین ان  
بد نصیبوں کو اپنے پیارے وطن اور ہم وطنوں کے ساتھ دغا بازی کرنیکا خیال  
بھی تھا بلکہ وہ تو یہ سمجھے بیٹھے تھے کہ حملہ آوروں کو صرف غنیمت کی حرص یہاں  
کھینچ لائی ہو چنانچہ جب لوٹ کے مال دولت سے ہاتھ رنگ چکیں گے تو اپنے  
ملک کو واپس چلے جائینگے اور اس طرح شاہ و نزار کا خاندان پھر تخت اسپین پر برقرار  
ہو جائیگا محض اس امید پر اونھوں نے دشمن کی مساعدت کی تھی جس سے ملک  
اسپین آخر کار آٹھ متواتر صدیوں کے لیے مسلمانوں کی حکومت میں آ گیا جب  
مسلمانوں نے حریف کے ٹڈی دل فوج کو اپنے مقابلے پر صفت آرا دیکھا اور شاہ راز  
جو ایک جنگ جاتی ہوئی چیز کے سایہ میں شاہانہ لباس و اسلحہ زیب تن کیے نہایت  
گرد و غبار سے بیٹھا تھا نظر ڈالی تو ذرا دل شکستہ ہو گئے مگر شیر دل طاقتور آگے  
ٹرھکر لٹکا را کہ خبر دار اے دلاوران عرب اے ہریران اسلام دیکھ یہ ہے ہو کہ بھار  
ہم گے دشمن اور تیسھے سمندر ہی برب کعبہ اگر مفری صرف اسپین۔ کہ بوشید جا  
زنان بوشید۔ ہاسنی تلوار کے جہر دکھلانے کا آج ہی تو دن ہے یہ سنتے ہی

عربوں کے حوصلے بڑھے اور سب یکدل یکن زبان ہو کر چلائے کہ اسے طارق ہم  
 ہر طرح طیار ہیں اور جہان تم جا ہو چلو تمہارے ساتھ چلنے کو موجود ہیں یہ کہا اور  
 فوراً اپنے سردار کے ساتھ دشمن کی صفوں میں گھس گئے آٹھ روز تک برابر لڑائی کا  
 بازار گرم رہا اور نقد جانفروشی ہوتی رہی اس موقع پر ذیقین نے اپنی اپنی فوج کے  
 اوٹھتے ہوئے جوش و رمل توڑ جا بازیاں نہایت دلورہ انگیز زبان میں بیان  
 کی ہیں اور قابل دید ہیں شاہ رازرق نے متواتر اپنی فوج کی صف بندی کی  
 افسوس شاہ دوز کے رشتہ داروں نے بیچ میدان میں ساتھ چھوڑ کر جنگ کو  
 دم کی دم میں ایک عبرت انگیز وحیرت خیز سین کر دیا۔ رازرق نہایت خورد  
 لشکر کو چھوڑ کے تنہا ایک طرف کو چل دیا مگر نہ معلوم کہ شاہ رازرق کہاں گیا۔ اور  
 اوسکا کیا انجام ہوا آج تک نہیں معلوم مگر دوسرے دن صرف اوسکے جوتے  
 اور گھوڑا دریائے بستی کے کنارے ملا شاید دریا میں ڈوب مرا۔ مگر اہل سین  
 یہ عقیدہ ہے کہ وہ اب تک زندہ ہے اور پھر آئیکا اس ٹبری فتح کے بعد موسیٰ گوزر  
 افریقہ نے ایک تہنیت نامہ مع مفصل رویداد جنگ بحضور خلیفہ ولید بلاغ کیا  
 اس میں کچھ شک نہیں کہ وادی بستی کی فتح نے کل اسپین کی حکومت سلیمانوں  
 کے ہاتھ میں دیدی طارق اور اوسکے دلاور جوانوں نے کل جزیرہ کو فتح کر لیا  
 اس اشارہ میں موسیٰ گوزر افریقہ کو طارق پر شک پیدا ہوا اور اسے آگے بڑھنے  
 سے منع کیا مگر طارق کبانتا تھا اوسنے اٹنیٹ کو سات سو آدمی کا ایک  
 دستہ دیکر قرطبہ کے محاصرے کے لیے روانہ کیا اور وہاں پہونچکر دن تو  
 ادھر ادھر درختوں کے آڈین کاٹا تو یہ شام کے جب حوالی شہر میں

پہنچا تو ایک چرواہے سے معلوم ہوا کہ شہر کی کسی فصیل میں ایک  
 شگاف ہے۔ اوسکی تلاش میں جب قریب دیوار کے پہنچے تو فصیل  
 سے ملا ہوا ایک انجیر کا درخت تھا ایک جوان نہایت چالاکی سے  
 اوس درخت پر چڑھ گیا اور وہاں سے فصیل پر پھانڈ کر اپنا عامرہ  
 نیچے لٹکا دیا۔ اور اس عجیب کمند کے ذریعے سے اپنے کئی ساتھیوں کو  
 لیکر دروازہ شہر پہا کھول دیا اور بات کی بات میں شہر فتح ہو گیا۔  
 وہاں کے کچھ لوگ ایک کونینٹ یعنی خانقاہ میں محصور ہو کر تین ماہ تک  
 لڑا کیے پھر آخر مطیع ہو گئے شہر خالی ہو گیا اور یہودی تمام لڑائی میں  
 مسلمانوں کے آؤں سے آخر تک خیر خواہ رہے چنانچہ جن جن ملکوں پر  
 مسلمانوں نے فوج کشی کی یہودی اور پارسی ان کے شریک حال رہے  
 طارق مظفر و منصور قدم بڑھائے چلا گیا بے روک ٹوک آڑ کے ڈونیا ترقا  
 ہو گیا تمام باشندے کو ہستان میں بھاگ کر جا چھے۔ مالاگا پر بھی قبضہ ہو گیا  
 اور الویرا پر جو غرناطہ کے قریب ہے حملہ کر کے لے لیا صرف مرشیہ کے  
 کو ہستانی درے کچھ عرصہ تک ند میر کی بہادری اور تدبیر سے محفوظ رہے  
 مورخ لکھتا ہے کہ جب ند میر کی کل فوج قتل ہو گئی فقط یہ اور اسکا غلام  
 بچ گیا اوس وقت بھاگ کر مرشیہ میں حصار بند ہوا اور مسلمانوں نے  
 شہر و قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔ ند میر نے جب دیکھا کہ کوئی مرد جوان باقی نہیں ہے  
 بجز عورتوں کے تو اسنے کل عورتوں کو لباس مردانہ پہنا کر فصیل اور دیوار پر  
 متعین کر دیا اور خود مع غلام کے گورنر منیٹ کے پاس جا کر پیغام صلح کیا۔

مغنیت نے منظور کیا جب عہد نامہ پر دستخط ہو چکے اور بموجب معاہدہ کہ دروازہ  
 شہر کا کھول کر سب اہل شہر مع مال متاع کے باہر نکل آئے اوسیں بچہ عورتوں  
 کے کوئی ہر نہ تھا المغنیت نے میر کی دلیرانہ اور دانشمندانہ حکمت پر شہر  
 رہ گیا اور یہاں تک خوش ہو کہ اس کو صوبہ ہر شہیہ کا گورنر کر دیا جو آج تک اس کے  
 نام سے مقبوس میر فسٹر یا دیا جاتا ہے الغرض طارق بعد فتوحات مکر کے چہتے  
 چہتے ٹوٹو یعنی طلیطلہ دار السلطنت کا تھہ تک پہنچ گیا اور وہاں بھی کسی سردار  
 کا قلعہ کا پتہ نہ لگا اور اس کو بھی معلوم ہوا کہ سرداران کا تھہ کوہستان آسٹریا  
 میں پناہ گزین ہوئے ہیں صرف بعض ایشل کو مینٹ جولین اور شاہ ڈنرا کے  
 رشتہ دار رہ گئے جن کو جب وعدہ اعلیٰ عہدے دیے گئے جب کوئی میزا  
 کرنے والا نہ رہا تو مسلمانوں کا قدم اس ملک میں جم گیا جب موسیٰ نے طارق  
 کی متواتر کامیابی کا حال سنا تو اس نے موسم گرما میں مع اٹھارہ ہزار سپاہ  
 دریا سٹریٹ کو عبور کر کے - کارمونا - سیوایل - اور میرٹھ فتح کرتا ہوا - ٹوٹو  
 کی طرف بڑھا - طارق نے جب موسیٰ کی خبر سنی تو ٹوٹو سے استقبال کو گیا -  
 موسیٰ نے اس کے ایک چابک مارا کہ باوجود مانفت کے تو آگے کیوں بڑھ گیا  
 اور کہا کہ تجھے سخت گیر اور تیز مزاج شخص ہرگز اس قابل نہیں کہ اس قدر مسلمانوں  
 کی حفاظت سپرد کیا دے اس کو قید کر دیا - جب اس سدا نہ نظم کی خبر لیتا کہ پہنچ  
 تو اس نے ناراض ہو کر موسیٰ کو دمشق بلایا اور طارق کو پھر اس جگہ بحال کر دیا  
 پھر اہل شام میں ایک عربی سپہ سالار - گال کے جنوبی حصے پر جو  
 سپہی مونیہ مشہور تھا اور کہ اسوں اور تربون پر قابض ہو گیا اور پھر گندی



اور ایکوٹی ٹینا پر چمک کر ناشروع کر دیا۔ لیکن مسلمانوں نے شہر ٹونہ  
 میں ایوڈیز ڈیوک کو شکست فاش دی تاہم مسلمانوں کے غم میں کچھ فرق نہیں  
 آیا اور تھوڑے عرصے میں بیون کو تاخت و تاراج کر ڈالا اور قوم سے بھی خراج لیا  
 مسلمانوں نے یوگنن پر قبضہ کر لیا۔ صوبہ ناریون کے جدید گورنر عبدالرحمن نے  
 تمام گال کے فتح کا ارادہ کیا۔ اور دریائے گارو کے کنارے۔ ایوڈیز کو شکست  
 فاش دی یہاں سے منظر و منصور نو وزیر کی طرف بڑھا اور دہ چالس جو فرانس کا  
 اصلی بادشاہ تھا استقبال کو بڑھا جہاں اس کے سینٹ مارٹن کے خزانے کا  
 پتہ لگا تھا۔ کو اکثر زاور ٹووز کے درمیان دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا  
 چھ دن تو چھوٹی چھوٹی لڑائی مابین ہوئیں۔ ساتویں دن تمام بازار  
 جان نشاری و جانفردشی گرم ہوا۔ چالس نے بذات خود داد دلیری دی  
 اوسکی جان نشاری سے فرانسیسیوں کا دل بڑھ گیا اور بہتست مجموعی  
 مخالفین پر چمک کر دیا۔ مسلمانوں کی صفیں تہ و بالا ہو کر منتشر ہو گئیں اس  
 ہنگامہ میں اکثر فوج مسلمانوں کی نذر میدان جنگ ہوئی کہ میدان جنگ گنج  
 شہیدان ہو گیا اور مسلمانوں کو اس قدر نقصان پہونچا کہ آٹھ صدیوں تک  
 حکومت ہی لیکن پھر فرانس کی طرف منہ نہیں کیا اسکے بعد جب کہ شارلین  
 ملقب سکندر ثانی کو یہ معلوم ہوا کہ بنی امیہ کا پہلا خلیفہ عبدالرحمن سر ریہا  
 اوندلس ہوا ہے اور قاعدے کی بات ہو کہ نئی سلطنت میں مخالفین گروہ  
 حسب عادت فتنہ و فساد برپا کرتے ہیں ویسا ہی اوسکے عہد میں واقع  
 ہوا مفسدین نے شارلیمین کو فرانس سے اپنی مدد کو بلایا اس میں باغی مسلمان

اور اہل اسپین شریک تھے اور اوسکو ہوس ملک گیری نے ایشیا  
 دمی اور پہلی فتح اسکی اور باعث دلیری کی ہوئی شالیمین گو بیسکن کی  
 سرکوبی سے ابھی فرصت نکلے تھی کہ یہ دوسری ملک گیری کی تدبیر عمل میں آئی  
 اور یہ قرار پایا کہ ادھر سے شالیمین اسپین پر حملہ کریں اور ادھر مسندین سپین  
 مختلف مقامات پر بغاوت کے اوسکو مدد دین ششہ عین شالیمین کے  
 موافق اقرا کے سلسلہ کوہ پر نیز سے گذر کر زیرہ گوزہ کا محاصرہ کیا کہ اچانک  
 اوسکو یہ خبر پہونچی کہ وہی کٹھنے پھر سکن پر قبضہ کر لیا اور کولون کو بڑھا اب  
 بحر لوط جانیکی اور سلطنت کی حفاظت کرنیکے کچھ چارہ نہ تھا مع دستہ باؤگلی  
 کے جلدی لوٹ گیا اور فوج عقب سے روانہ ہوئی کوہ پر نیز کے تنگ درون میں  
 قوم باسکن جو فرانسیسیوں کی جانی دشمن تھی بلارنگائی کی طرح سے ٹوٹ  
 پڑے اور اس قدر کشت خون ہوا کہ شاید ایک فرانسیس بچا ہو۔ اس خونریزی  
 کو انگلش مورخ نہایت خوفناک عبارت میں بیان کرتے ہیں جب شالیمین  
 روٹڈاسیہ لارگو موت کی خبر دی تو وہ اس آکر بحالت غم روٹڈا کو دفن کر دیا۔  
 اور فرانس کو چلا گیا اسکے بعد قریب تین سو برس مسلمانوں نے پورے مجمع  
 سے اسپین پر حکومت کی۔ اور یوں تو خاندان گاتھ کے ورثا کو ہستانی  
 اضلاع میں وقتاً فوقتاً موروثی سلطنت کے کچھ کچھ حصے بزور شیر فتح کرتے  
 رہے لیکن ایسا مخدوش اثر کبھی پیدا نہیں ہوا جو سلطنت کا باعث خرابی ہو  
 تا آنکہ گیارہویں صدی میں اضلاع گلیسا لبون کشنائل۔ سکبان میں  
 اپنے مسیح بھائیوں کو دیکھ کر یہ شرط ٹھہری کہ مسیح اس غیر آباد ملک میں آزادانہ

حکومت کرین اور مسلمانوں کے ملک میں خلل انداز نہوں غرضکہ بالائی اسپین  
 کے پہاڑ اور وادی غیر مزدور و نصارا قابض رہے پرتگال کی حد تک اور  
 ماہین شاداب ملک میں اہل عرب کی حکومت رہی اور خاصکر اسی کا  
 نام ملک وندلس تھا اہل عرب نے وہ عظیم الشان اور بدیع المثال سلطنت  
 قائم کی اور وہ تہذیب و شائستگی پھیلائی کہ جسے تمام یورپ کو حیرت میں  
 ڈال دیا گورنٹ اسلام نے نصارا کو عام اجازت دیدی تھی کہ اپنے قدیم  
 قاعدے جاری رکھیں وہ خود ہی ٹکس وصول کرتے تھے اور قضیہ فیصل کرتے  
 تھے جو گاتھ کے زمانے میں ان کے خواب و خیال میں بھی نہ تھا فقط ایک  
 ہلکا سا ٹکس یعنی خزیہ نصارا کو ادا کرنا پڑتا تھا اور خراج بطور لگان آراضی مزدور  
 کا نصارا اور مسلمان دونوں دینے میں برابر تھے حق انتقال جاہلاد رعایا  
 کو اسی مبارک عہد میں حاصل ہوا جو عہد گاتھ میں مطلق نہ تھا نہ ہی اثور  
 کسی طرح کی اخلاقی نہ تھی کہ ہر شخص جسکی چاہے پریش کرے اور جسے چاہے سجد  
 بناوے جسکا یہ نتیجہ ہوا کہ آٹھ سو برس کی حکومت میں ایک نفع بھی بغاوت  
 نہیں ہوئی اور سب ہی کچھ تھا مگر غلاموں کے لیے جو گاتھ اور رومن کے سختی  
 سے تنگ آگئے تھے نہایت مبارک ہوا ضابطہ علما می اسلام کا نہایت نرم اور  
 شائستہ قانون ہے کیونکہ جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا قدیم قانون کی نسبت کو  
 کیا تو اسکو سہل کرنے میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہیں کیا فرماتے ہیں کہ تمہارے  
 بھائیوں کو خدا نے تمہارا زیر دست بنایا ہے چاہیے کہ جو کچھ کھاؤ وہ انھیں  
 کھلاؤ اور جو آپ پہنو وہ انھیں پہناؤ اور ایسے کام کی تکلیف مت دو جو

اذنی طاقت سے باہر ہو۔ اور جو شخص اپنے غلام کو بُری طرح رکھتا ہوتا  
 میں داخل ہوگا اسلام کے اخلاقی اصول میں سے زیادہ حسان غلاموں کی  
 آزادی ہے اسپین میں علاوہ اون عربی گروہوں کے کہ جنکا دست تصرف  
 ملک وندلس میں دراز تھا بربری اور مور ایک جز غالب تھی اور ہر فرقے کو بھی  
 خواہش تھی کہ ہماری قوم کل اسپین پر قابض و متصرف رہے اور یہی امر  
 نزاع اہل بربر و اہل عرب کا تھا غرض کہ ستر برس تک باہم دست و گریبان رہے  
 جسکا آخر نتیجہ یہ ہوا کہ بحر روم کے نشیب میں مغربی کنارے پر بربریوں کی سازش  
 سے رعایا بگڑ بیٹھی اور عربوں کو شکست فاش ہوئی تاہم تیس ہزار فوج تازہ دم ملک  
 شام سے اذنی یعنی عربوں کی مدد کو آئی اور بربریوں پر حملہ آور ہوئی مگر ایک سخت  
 کشت و خون کے بعد پس یا ہو کر قلعہ سوطا میں محصور ہو گئی اور چونکہ مسیحیوں کو  
 بسبب سخت گیری عربوں کے ایک گونہ تاراضگی بھی تھی جب عربوں کی شکست  
 اور بربریوں کی فتح کی نوبت پہونچی تو جنرل منوسا نے علم فساد بلند کیا۔ اور  
 کل شمالی صوبوں میں یک بیک شورش پیدا ہو گئی اور وقت عبدالملک  
 امیر اوندلس نے شامیوں کو ملک فریقہ سے جہاز بھیجا بلایا چنانچہ شامیوں نے  
 اُس ملک کو زرخیز اور شاداب و متمول بخلاف فریقہ کے پایا۔ ملک گیری کی  
 ہوس نے یہاں تک اذنی کو مبہوت کیا کہ عبدالملک کو مغرور و قتل کر کے اپنے  
 میں سے ایک شخص کو وہاں کا امیر کر دیا اس باعث سے ایک عرصہ تک عرب اور  
 بربر میں باہمی جنگ جہال رہا۔ اور اسکے باعث سے ملک تباہ ہو گیا آخر خلیفہ  
 دمشق نے ایک لاق اور عقلمند شخص کو اپنی طرف سے گورنر کر کے بھیجا۔ یہاں

بکراؤنے جو بانی فساد تھے اونکو جلا وطن کیا اور جو لوگ کہ مصر کے رہنے والے تھے اونکو مرثیہ میں آباد کیا اور فلسطین کے باشندے تھے وہ سیدونیا و الجیرس میں آباد ہوئے۔ چارڈون کے رہنے والے اسی جی اولیٰ یعنی مالاکا میں اور دمشق کے رہنے والے البولانی گرائڈاغ غناطہ میں۔ کرن کے باشندے جن میں کیا دیوے اوسوقت اوندلس کی باہمی خانہ جنگی تو موقوف ہوئی مگر گروہی مخالفت باقی تھی۔

## پہلا عہد سلطنت اسلامی اسپانیول کا .

بعد فتح موسیٰ اور طارق دمشق کے زیر فرمان خلفا بنی امیہ دمشق کے رہا ۳۵ ہجری مطابق ۶۷۰ء سے لغایت ۳۸۵ ہجری مطابق ۶۷۷ء تک جہین اکیس امیر موسیٰ سے لیکر یوسف تک مقرر ہوئے جبکہ تقرر والی مصر اور قریہ کی طرف سے ہوتا تھا۔ اور اکثر ایسا بھی ہوا کہ وہاں کے اہل اسلام نے برضامندی سپہ سالاران فوج کے کوئی امیر منتظم مقرر کر لیا اور اسکی منظوری دار الخلافت سے ہو گئی یا کوئی دوسرا امیر اسکی جگہ پر وہاں سے مامور ہو کر آ گیا۔ ان کیلئے افسروں میں جو چھیالیس برس کے عرصے میں وہاں مامور ہوئے بعض بڑے منتظم اور مذہب تھے جب کہ موسیٰ ابن انصیر ولید کی خلافت میں مرا۔ اور اس کے بعد اسکا بیٹا عبدالعزیز دو برس حکمران رہا اور اسکو سلیمان بن عبدالملک نے جامع رسی میں قتل کیا۔ پھر عبدالرحمن ابن ملک فتنہ قبضہ کیا تھا بعض بعض مخالفانہ مایہ مسخر کر لیے بڑے معرکے جنگ کے

اونے واقع ہوئے بعض معرکوں میں شکست بھی ہوئی بعض اوقات لڑکے  
 مسخر کیے ہوئے نکل بھی گئے اور باعث اسکا یہ ہو کہ بعض افسر و زمین ایسے  
 مقرر ہوئے جو سخت غیر منتظم تھے اور اباب فوج اور سکان اسلام اونکی حکومت  
 سے بسبب ظلم و ستم کے سخت ناراض تھے آخر یہ نوبت پہنچی کہ آپس کی جنگ  
 جہاں سے حکومت میں ضعف آگیا۔ اور اہل فرنگ جنہوں نے کوہستان میں  
 اپنا معاون کیا تھا اپنے اپنے مقبوضات کو بڑھانا شروع کیا اسی ایام بد علی  
 یعنی شہید ہجری مطابق ۳۵۷ھ میں عبدالرحمن داخلی اموی مع فتح و فیروزی  
 سریر آراے اوندلس ہوا۔

### خلافت بنی امیہ و عبدالرحمن پہلا خلیفہ اندلس

باقی ماندہ مغرول شدہ خاندان بنی امیہ کا ایک ممبر عبدالرحمن اموی بن معاویہ  
 بن حشام بن عبدالملک بن مروان بن الحکم نامی بھی تھا کہ جسکے تمام غریز و اقارب  
 کو سنگدل عباسیوں نے نہایت جابرانہ طور سے ڈھونڈ ڈھونڈ کر خاک میں ملا  
 یہ بیچارہ جان بچا کر بھاگ کر دریائے فرات تک صحیح اور سالم پہونچ گیا۔ اور ایک  
 گائون کے قریب بود و باش اختیار کی ایک دن کیا دیکھتا ہے کہ گائون میں  
 تسلک مچا ہے۔ اور عباسیہ نشان کا سیاہ پھریرا لہرا رہا ہے۔ وہ اوس حالت  
 پریشانی میں اپنے بچہ خرد سال کو گود میں لیکر مع غلام سہمی بدر کے دریا کی  
 طرف بھاگا اور بلا خوف دریا میں کود پڑا اور اوسکا بھائی جو اس سے ذرا  
 پیچھے رہ گیا تھا اوسکو لشکریوں نے مار ڈالا اور یہ ریا تیر کر صحیح سلامت کنارے پہونچا

مع یحییٰ کے آگیا اور یہاں سے منزلیں طے کرتا ہوا افریقہ پہونچا جہاں اوس کے  
 قبیلے کے کچھ لوگ تھے وہ مل گئے۔ اوسوقت عبدالرحمن کی عمر پوری بیس سال  
 کی تھی۔ ہر چند اوسنے چاہا لیکن شوکت حکومت عباسیہ نے اوسکی خود سری اور  
 سرسبزی کا کوئی موقع نہیں دیا پانچ برس تک سواہل بربر پر خراب خستہ پھرا کیا  
 جب اوسنے اتبری اوندلس کا حال سنا تو اپنے غمخوار غلام بدر کو سوزا ان لائق  
 شام کی خدمت میں اوندلس بھیجا اور پھر حسب الطلب وکے <sup>۵۶</sup> شمع میں  
 اسپین میں مع الخیر داخل ہوا اوسوقت میں امیر اوندلس برائے نام یوسف  
 تھا پہلے پہل عبدالرحمن سبواہل اور آر کی ڈونا آیا۔ یہاں کے باشندوں نے  
 بڑی دھوم دھام سے اوسکا استقبال کیا اور یہاں سے ہر طرح مسلح اور ہتھیار  
 ہو کر قرطبہ کی طرف بڑھا۔ اودھر سے یوسف گورنہ قرطبہ وکے مقابلے کے لیے  
 نکلا مگر پھر وادی البکیہ دونوں لشکروں کی مانع عبور رہی بالآخر یوسف کو  
 صلح کے چلنے سے مطمئن کر کے دفعتاً دریا عبور کر کے لشکر یوسف پر جا پڑا۔ یوسف  
 کا لشکر مقتول و مجروح ہو کر مفرور ہوا یہ مفتوح و منصور شہر میں داخل ہوا اور  
 اہل شہر کو جان و مال کی امان دی اور یوسف کے حرم سرا کو باغ از محفوظ  
 رکھا۔ سال بھر میں تمام اسلامی اسپین پر تصرف ہو کر خاندان بنی امیہ کی  
 بنیاد ڈال دی جسکی حکومت تین سو برس تک قرطبہ میں قائم رہی۔ اگرچہ  
 عبدالرحمن اوندلس پر قابض ہو گیا۔ مگر استحکام اوسکا بغیر بہت سی لڑائیوں  
 کے ممکن نہ تھا۔ وہ اپنی اولوالعزمی سے اون مفید اور جنگجو قوموں میں  
 قدم جائے رہا اور داد دلیری ہی اور ہمت بلکی میں بھی مستعدی ظاہر کرتا رہا



نہایت چست و چالاک تھا ہر امین دور اندیشی سے قطعی فیصلہ کرتا تھا مگر کسی قدر  
 شکی فراں بھی کبھی درشت اور جابرانہ طریقہ کا برتاؤ کرتا کبھی خود مطلبی کے حکیمانہ منصوبہ  
 اختیار کر لیتا۔ غرض کہ ابن الوقت اور مطلب پرست تھا۔ ابھی اوندلس میں آئے  
 عبدالرحمن کو زیادہ عرصہ نہ گزرا تھا کہ ابن مہیث گورنر فریقہ بموجب حکم منصور  
 خلیفہ عباسی بغداد کے پورا بیڑہ جازون کا لیکر اوندلس کو روانہ ہوا کہ سلطنت  
 عباسیہ کے مضافات میں داخل کرے بلاروک ٹوک اوندلس میں داخل ہوا۔  
 اور عبدالرحمن کاربونہ میں محصور ہو گیا دو مہینے تک سخت محاصرہ رہا مگر عبدالرحمن  
 جو شدید موقعوں پر حکمت عملی سے کام لیتا تھا اس میں محاصرہ کی غفلت  
 دریافت کر کے ایک شب کو مع سات سو جانباز دلا ورون کے قلعہ سے نکلے  
 وفتاً عباسیوں پر جاڑا اور شکست فاش دی اور جمیع سرداران فوج عباسیہ  
 کے سر کاٹ کر ہر ایک کا نام ایک ایک پرزہ کاغذ پر لکھ کر اسکے کان میں لگا دیا  
 پھر اون سروں کو ایک بیگ میں بند کر کے ایک حجازی کے ہاتھ خلیفہ منصور  
 کے پاس بغداد روانہ کیے۔ جب منصور نے بیگ کھولا تو نہایت غصہ اور تین  
 آکر بولا کہ الحمد للہ وانشاء اللہ کہ میرے اور اس شخص کے درمیان میں سمندر حایل ہے  
 اور جب کبھی اسکا غصہ فرو ہوا تو عند التذکرہ کہنے لگا کہ سچ تو یہ ہے کہ اس نسل  
 قریش کے باد کی جرات اور پروا دشمنی اور جن تدبیریں مجھے سخت حیرت ہے  
 کہ ایسے خطرناک سستہ میں پڑنا اور اپنے تئیں دراز دشوار گزار ملک میں پھینک دینا  
 اور وہاں کے مختلف گروہوں کے باہمی حدود و عداوت سے مستفید ہونے کے  
 موقع نکالنا اور انکو آپس میں لڑا کر اپنا پہلو بچانا اور رعایا کو رضانہندی

مطیع کر لیا۔ اور تمام وقتیں دور کر کے اوس نامحزبہ پر خود سر حکومت کرنا  
 یہ سب کس قدر حیرت انگیز واقعات ہیں۔ بعد ازیں اوس کا حصہ تھانہ کسی نے  
 کیا تو نہ کر سکا۔ عباسیوں کی شکست فاش نے عبدالرحمن کے لیے کامیابی  
 کے رہتے کھول دیے اہل طلیطلہ یعنی ٹولیدو۔ اگرچہ مدت تک مقابلہ پراڑے  
 رہے مگر اوس نے اپنی حکمت علی سے اذکو بھی صلح پر راضی کر لیا اور شرط یہ ٹھہری  
 کہ وہ اپنے تمام سرداروں کو اوس کے حوالہ کر دیں اور اذکو اپنے قبضے میں لیکر  
 طح طح کی ادیت سے مار ڈالا اسی طرح فریق یمن سے خوفناک آثار دیکھ کر سبیل  
 طریق ملاحظت سے پیش آیا۔ پھر اذکو کے سرغنہ کو بھی حرم سرا میں بلا کر شربت  
 مرگ چکھایا اور اس قدر اومین باہمی تفرقہ ڈالا کہ بربری جو معاون اور مددگار  
 تھے اذکو حکمت علی سے جدا کر دیا اور بیس ہزار بربری کو قتل کر دیا جو ایک قبرستان  
 میں مدفون ہوئے بعد اذکو کے انھیں بفسد سردار باقی ماندہ نے شاربہ میں شہنشاہ  
 فرانس سے سازش کر کے شاربہ میں سینٹ۔ شاہ فرانس کو واسطے قتل کر کے  
 طلب کیا جس کا نتیجہ زار گورہ کے عبرت خیز میدان میں ظہور پذیر ہوا کہ تمام لشکر  
 فرانس کا وہاں غارت ہوا جس کا مذکور پہلے ہو چکا ہے اس معرکہ کے بعد نہ تو شہنشاہ  
 فرانس نے ارادہ فتح اسپین کا کیا اور نہ کسی عربی یا بربری سردار نے سربازی  
 کی۔ ایک قدیم مورخ عربی ابن ہشام لکھتا ہے کہ عبدالرحمن بڑا رحم دل اور  
 شایستہ شخص تھا اوس کی تقریر نہایت فصیح اوس کی قوت مدد کہ نہایت تیز اور  
 وہ معاملات پر جورائے قائم کر لیتا استقلال اور قائم مزاجی سے اوس کی مجلس  
 کی طرف متوجہ ہوتا چست و چالاک اور زندہ دل عیش عشرت سے متنفر

امور سلطنت کو خود انجام دیتا اہم معاملات سلطنت میں تجربہ کار مدبروں سے مشورہ لیتا نہایت دلیر تھا میدان جنگ میں سب سے پہلے حملہ آور ہوتا اور سکا غصہ نہایت خوفناک اور سکا چہرہ حسین دوست دشمن پر ہیبت اور جلال ظاہر کرتا۔  
 جمعہ کے دن مسجد میں خطبہ پڑھتا یا روز کی عبادت کو جاتا عام خوشی کے جلسوں میں رعایا کے شریک ہوتا مگر افسوس کہ موت نے اس کو بھی نہ چھوڑا چنانچہ ۳۵۶ھ میں قریبہ کو دارالامارۃ بنایا اور یہ سلطنت اسپانیہ مالک شرقی اسلام سے متفق ہوئی اسی نے گردشہ کے حصار بنایا نہرون کے ذریعہ سے تمام شہر میں پانی پہنچایا۔  
 بہت بڑی جامع مسجد کی بنا ڈالی خرما اور انار کے درخت دمشق سے منگا کر لگائے باوجود مخالفت آب و ہوا کے علم فلاحیت کے ذریعہ سے پیداوار عمدہ ہونے لگی اور علوم اور صنائع کو ترقی دیکر ۲۹ ستمبر ۳۵۶ء مطابق ۳۲۲ھ بمطابق ۳۲۲ھ کے برس حکومت کر کے قضا کر گیا اسکے بیٹے بیٹے تھے اوئین سے سب سے چھوڑ بیٹے ہشام کو ولیعهد مقرر کیا تھا جو اسکے بعد تخت نشین ہوا۔

### ہشام بن عبد الرحمن

بروقت تخت نشینی ہشام کے ایک نجومی نے پیشین گوئی کی تھی کہ یہ صرف آٹھ برس زندہ رہیگا ہشام کے دو بھائی یعنی سلیمان و عبد اللہ اپنی حق تلفی تصور کر کے آمادہ لڑائی کے ہوئے مگر کئی لڑائیوں میں ان کو ہزیمت ہوئی آخر ش مجبور ہو کر ہشام کی اطاعت قبول کی اور اسکے ہاتھ پر بیعت کی اہل ذنوب سے بھی ہشام کو لڑنا پڑا مگر معرکے میں وہ کامیاب ہوا

قوم برمیوڈو اور قوم ڈیکان کا بادشاہ اکیٹوریا کا ایسا زیر اور مجبور ہوا کہ ۹۷۹ء  
 مطابق ۱۰۳۷ھ ہجری میں اطاعت کا عہد نامہ نہایت ذلت کے ساتھ لکھا اور  
 دستخط کیے۔ ہشام کے لشکر کے سپہ سالاروں نے ۹۸۳ء اور ۹۸۴ء میں مطابقت  
 ۱۰۳۷ھ ہجری میں فرانس کے ملک پر یورش کی شہر مشہور اور محصور مالدارناربول  
 پر قابض ہو گئے اور سکو خوب لوٹا اور سارا شہر جلا دیا وہاں سے آگے بڑھے  
 کاماسون میں ڈیوک ولیم قیصر شارلیمان بادشاہ فرنگ کا نائب بڑے لشکر  
 کے ساتھ مدافعت پر آمادہ ہوا بڑی گھمسان لڑائی ہوئی آخر شہر ولیم  
 شکست ہوئی۔ اور اسلام کے سپہ سالاروں کو بہت غنیمت ہاتھ آئی لیکن  
 ان ممالک پر قابض نہ رہے واپس چلے آئے۔ ہشام نے پانچواں حصہ  
 اوس مال غنیمت کا کہ فرانس کے ملک سے ہاتھ آیا تھا جامع مسجد قرطبہ کی  
 تعمیر میں جبکی بنیاد اسکے باپ عبدالرحمن اول نے ڈالی تھی صرف کیا  
 اور اسے ۹۷۶ء مطابق ۱۰۳۷ھ ہجری میں قریب آٹھ برس کے حکومت  
 کر کے قضا کی اوس عرصہ قلیل میں وہ وہ نیک کام رفاہ عام کے کیے کہ  
 باید و شاید۔ دربار اسکا عالموں صوفیوں و تجاروں کا مخزن تھا نہایت  
 کریم النفس حمدل غریب پرور۔ اکثر خود بھیس بدلہ شہر کو شہر کے کل  
 باشندوں کا حال دریافت کرتا ملک میں جاسوس مقرر کیے بیمار و نکلی عیاد  
 کو بذات خود جاتا اور انکی تیمارداری کرتا باوجود رقیق القلب کریم النفس  
 ہونیکے نہایت شجاع بعض لڑائیوں میں فوج کی سپہ سالاری خود کرتا فوج  
 کی تعداد نسبت سابق کے زیادہ کر دی قرطبہ کا پل دریا وادی البیر

پراوسکا یا دگار ہے سیر و شکار کا نہایت شایق۔ مگر افسوس کہ نجومیوں کی پیشین گوئی پوری نہ ہونے پائی تھی کہ انتقال کیا سات برس سات مہینے ۸ یوم حکومت کی اسکے بعد اوسکا بیٹا۔ حکم حاکم ہوا۔

## تیسرا بادشاہ قرطبہ کا حکم بن ہشام

اوسکی کنیت ابو العاص تھی اسکے عہد میں پھر سلیمان اور عبداللہ بن عبدالرحمن اوسکے چچاؤں نے خروج کیا بعد جنگ و جدال کے سلیمان قریب والنشائے عم کی لڑائی میں مارا گیا اور عبداللہ کا قصور حکم نے اس شرط پر معاف کیا۔ کہ وہ افریقیہ میں سکونت قبول کرے اس کے عہد میں رعایا نے دو غدر خفیف کیے ایک ۳۲۲ھ ہجری مطابق ۳۲۷ھ ع کے شہر ٹولیڈو میں دوسرا ۳۲۷ھ مطابق ۳۳۰ھ ع میں خاص قرطبہ میں جسکی تفصیل یہ ہے کہ اسکے عہد میں علما و فقہا۔ اور طلبہ متعصبین نے فساد عظیم برپا کیا جسکی کیفیت مورخان سچی نے اس طرح لکھی ہے کہ مفسد۔ یا تو خود نو مسلم تھے یا نو مسلموں کی اولاد۔ اور قاعدے کی بات ہے کہ مذہبی پابندیوں میں نوبت اصل مسلمانوں پر بھی سبقت لیجاتے ہیں اور ہشام کے وقت میں بسبب بیج علم اور احکامات شریعت کے ان لوگوں کا نہایت اعزاز و اکرام تھا۔ اس باعث سے فقہا اور طلبا کی نہایت کثرت ہو گئی۔ بسبب کثرت مدارس اور اکثر احکامات کے اجرا کا مدار انھیں کی راے پر ہوتا رہا اسی عرض میں علامہ یحییٰ مدینہ منورہ سے آئے اور ہشام کی دینداری کی اڑ میں قرطبہ

نہ ہی گروہ کے ملکی اقتدار کو حد سے زیادہ بڑھا دیا جب ہاشم ثلثہ عین مرا  
 اور سلطان حکم حاکم ہوا وہ اس قدر مانند ہاشم کے متشخص اور نہ تھاندا  
 زہد و تقویٰ اور اسکے فرائج میں تھا ایک سادی وضع کا آدمی تھا تو پہلے علمائے  
 نے پابندی شرع کی ہدایت کی جب کچھ اثر نہ دیکھا تو عقل و عزمین نفیرین اور  
 نلاست شروع کی آخر تنگ ہو کر اسکے مغزول کرنے اور کوئی صالح شہزادہ کو  
 تخت نشین کر نیک منصوبہ باندھا اور ثلثہ عین اکثر عوام الناس کو سلاطین  
 بدطن کر دیا سلطان سے عجیب کو جو اسکے خیر خواہ اور ہمد تمھے باگینہ کر نیا تھا  
 نوبت پہونچی کہ اگر بازاروں میں یگا دو کا عجی ملا۔ بلا کے مار ڈالتے تھے ایک  
 مرتبہ کا ذکر ہے کہ ایک عجی سے اور عرب سے بازار میں تکرار ہوئی تمام شہر کو  
 اور فقہا جو گوشہ شہر میں آباد تھے مدد کو آہونے۔ اور جا کر حرم ستر سلطانی  
 کو گھیر لیا اور قریب تھا کہ وہاں جس کے سلطان حکم کو مغزول یا مقتول  
 لیکن چونکہ اسکا اقبال یا اور تھا اسے فی الفور ایک دستہ سپاہ کو حکم کیا کہ  
 فی الفور پہونچتے ہی جا کر فقہا کے محلہ میں آگ لگا دیں چنانچہ اوہوں نے  
 حکم کی تعمیل کی۔ جب باغیوں نے یہ تازہ آفت دیکھی اہل عیال کر بچانے  
 کو اپنے گھروں کو چلے گئے اور محصورین نے انکو تیغ کیا جو کچھ اوس سنگم  
 میں مارے گئے سوارے گئے باقی کو جلا وطن کر دیا علاوہ عورتوں اور بچوں  
 کے قریب پندرہ ہزار تو سکندریہ میں پناہ گزین ہوئے۔ اور آٹھ ہزار  
 فیض مرا کہین۔ باقی فقہا جو عربی نژاد تھے یا مذہبی پیشہ وہ سوارے جلا وطنی  
 سے محفوظ رہے اور ان میں سے ایک شخص نے عند الاستفسار جواب دیا

کہ سلطان سے نفرت کرنا عین اطاعت خدا ہے اس پر حکم نے کہا کہ جو تجھے  
مجھ سے نفرت کرے نیک حکم دیتا ہے وہی مجھے تجھ سے چشم پوشی کا۔ جا اور خدا  
کی حمایت میں رہ۔ اس ہنگامے میں اطراف کے نصرا نے وقت و صبت  
غینت جانکر اطراف سے بلاد اسلام پر چڑھائی کر کے بایسلو نہ پر قبضہ کر لیا  
سلطان حکم نے تائیس برس ایک مہینہ پندرہ روز حکومت کر کے ۶۸۲ھ  
مطابق ۱۲۸۵ھ ہجری میں انتقال کیا او کو بعد اسکا بیٹا عبدالرحمن ثانی تخت نشین ہوا

### عبدالرحمن ثانی

قرطبہ کا چوتھا بادشاہ عبدالرحمن بن حکم بن ہشام بعد انتقال اپنے باپ کے  
۶۸۲ھ ہجری میں قرطبہ کے تخت پر بیٹھا اسکو عبدالرحمن اوسط بھی کہتے  
ہیں عبدالقدوس عبدالرحمن جو ممالک غرقہ میں نظر بند تھا پھر ممالک مغربہ  
میں برسر شورش ہوا۔ مگر لڑائی میں اسکو شکست فاش ہوئی اس کے وقت  
میں اندرون ملک میں ہر طرح امن و اطمینان رہا اور بخر خند سرحدی سیحون  
کے کشتی کو کہ جکا تدارک اسنے بخوبی کر لیا۔ جبکہ ہم مختصر مذکور کرتے ہیں۔ اور  
کوئی واقعہ عظیم نہیں ہوا ۶۸۳ھ میں شہر اور ممالک بایسلو نہ۔ قوم قرطبہ  
سے پھر چھین لیا ۶۸۳ھ میں اہل اسلام کے بہازات کے پیرے نے بندر  
ماریل کو جلا کر خاک سیاہ کر دیا اور ۶۸۴ھ مطابق ۱۲۸۶ھ ہجری کے او  
پھر ۶۸۵ھ مطابق ۱۲۸۷ھ ہجری کے قوم اسکانڈینیوی کا امیر البرہر  
نے دو مرتبہ مع لشکر جبار کے اسپانیہ کے کنارے پر آیا دونوں مرتبہ شکست



ابوٹھائی۔ اور اہل سلام کامیاب رہے عبدالرحمن دوم نے اندرونی نظام اپنے ملک کا بہت عمدہ انصاف و عدالت کے ساتھ کیا۔ رفاہ عام کی عمارت کثرت سے بنائیں مسجد قرطبہ کی بھی ترسیم کی علاوہ انہیں ساحل و مدار کشش سے طیار کیے سڑکیں ملک میں ہر طرف بنائیں نہریں جا بجا زراعت کی سیراب کے واسطے طیار کیں۔ علوم اور صنائع کا نہایت عاشق تھا اس کی اشاعت میں نہایت کوشش کی دارالضرب بنایا۔ اور اپنا سکہ جاری کیا مگر اس قدر اسکے راج میں مثل عبدالرحمن سابق کو استقلال اور قائم فراہمی نہ تھی۔ نفسیہ درمی عیش پسندی میں مصروف رہتا۔ قرطبہ کو عمارات اور مکانات سے رشک بنواد بنایا۔ اور آپ بھی دنیوی زندگی بیہودہ تفریح اور عیش پسندی میں تانی ہارون رشید تھا شعر و سخن سے بھی اوسکے پوری دلچسپی تھی اور طبیعت نہایت موزون۔ اور معاملات سلطنت چار شخصوں کی پر منحصر تھے۔ پہلا فارباب جو فن موسیقی کا استاد زمانہ مشہور تھا دوسرا مولانا یحییٰ فقیہ اشکا ذکر ہو چکا ہے۔ تیسری طرب سلطان کی دلربا ملکہ۔ چوتھا نصر ایک حبشی غلام۔ فارباب سلطان کا استغدر شیر کا رنگ کیا کہ اگر ہم اوسکو اوندلس کی نفس ناطقہ کہیں تو کچھ بجا نہ ہوگا۔ نصر اور ملکہ طرب ایک قریب معتدالینہ و مشارالینہ ہی۔ فارباب اہل میں ایران کا رہنے والا اور بغداد کے کلاؤت اسحاق کا شاگرد رشید تھا ایک دن خلیفہ ہارون رشید کچھ مدت میں استاد پر سبقت لیگیا استاد نے حسد کے سبب سے خلیفہ کو برا لکھ کر کے حبلا وطن کرادیا وہ عبدالرحمن کا شہرہ سنکر اندلس آیا عبدالرحمن نے اوسکی امید سے زیادہ قدر و منزلت کی اور اوسکی لیاقت و دانائی

سے اس قدر محفوظ تھا کہ اکثر ساتھ بٹھا کر کھانا کھلاتا۔ اور گھنٹوں گانا سُنتا۔  
 فاریاب علاوہ گانیکے اکثر عجیب غریب گذشتہ فسافے اور حکایات حکمت آمیز  
 سنا کر خوش کرتا کیونکہ بسبب کثرت مطالعہ کے اسکی معلومات نہایت وسیع  
 تھی ہزار سے زیادہ اسکو راگ راگنی حفظ تھے۔ طنبورہ پر پانچواں تارا اسکا  
 نکالا ہوا ہر گانا اسکا آدمی کو محو اور از خود رفتہ کر دیتا تھا اور سکا طرز تعلیم بھی  
 سب سے نرالا تھا شاگرد کو اپنے سر میں گانیکے کوشش کرانا اگر آواز کمزور ہوتی  
 تو کمزور میں ٹپکا باندھتا اور اگر زبان لکنت یا لرزہ کرتی تو مُنہ میں لکڑی کا  
 ٹکڑا رکھواتا کہ دونوں جڑے فراخ ہو جاوین اسنے سر کے بالوں کا اپنا  
 نیا طریقہ ایجاد کیا تھا۔ گول کباب اور ایک قسم کی ترکاری جسکو ایس پی ری  
 گیس کہتے ہیں اور ایک قسم کی رکابی ایجاد کی جو قاب الفاریاب مشہور ہو  
 کانیچ کے کوزے چرمی بستر اور بہت سے اسباب شرت اسنے ایجاد کیے لباس  
 تبدیل کرنے کا طریقہ موسم کے ساتھ بتدیج اسنے ایجاد کیا غرض کہ آرام و آسائش  
 کی چیزوں کے ایجاد کرنے میں وحید العصر تھا باوجودیکہ مسلمان سیمون کے ساتھ برادر  
 برتاؤ کرتے تھے اور بڑی محبت سے پیش آتے تھے مذہبی فرائض ادا کرنے میں  
 کبھی ہارج نہ ہوتے حرفت و تجارت میں مسلمانوں کے ہمسر تھے دنیوی جاہ  
 و جلال میں برابر گورنمنٹ اسلام نے وہ آزاد پالسی آتی کہ دنیا میں اپنی آپ  
 نظیر ہے لیکن باوجود اس لطف و احسان کے مصرعِ حصورِ راجکم کو زخود  
 برنج درست نہ ایک فرقہ بنام نہاد شہد ا پیدا ہوا کہ جسنے اپنی آپ جان دنیا  
 موجب نجات سمجھا اور شہادت کا یہ نیا طریقہ ایجاد کیا کہ الفاظِ رکیک

وسب شتم آمینہ قاضی کے رو برو ادا بنے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بنین  
 کہتا کہ اسکا پاداش میں وہ حکم قتل کا دے کہ جبکہ باعث سے وجہ شہادت کاٹے  
 اور اس امر کو وہ نے یہاں تک واج پایا کہ ایک مہینے میں سات شہید ہوئے اور  
 بڑا بانی اسکا پوتو جیس تھا جسکو اصل قضیہ فلورا اور مریم اور پوتو جیس کا مریم کی  
 شہادت اور پوتو جیس کی اشتعالک اصل کتاب میں دیکھے آخر جبکا فیصلہ  
 باہمی سخی و اسلامی نے اس طرح پر کیا کہ اب آئندہ کوئی ایسی حرکت کرے گا  
 وہ ولی نہ ہوگا مردود دارین رہے گا اور ذات سے خارج تینتیس برس حکومت  
 کر کے شہر ہجری میں مرا مطابق ششوع۔ ربیع الآخر سال ۱۲۰۰ ہجری میں پیدا  
 ہوا تھا بعد اس تحریر اور عبد الرحمن ثانی کے پوتو جیس جو بانی شہدا تھا قید  
 سے رہا ہوا اسکے بعد بیٹا محمد اوسکا جانشین ہوا۔

### محمد بن عبد الرحمن

پانچواں بادشاہ قرطبہ اور مالک اندلس کا محمد بن عبد الرحمن دوم بن حکم  
 کہ باپ کے مرنے کے بعد بادشاہ ہوا۔ لیکن اس انتظام سلطنت کا نہ ہو سکا  
 اسکے مہد میں ایک ابلائی تھا جسکا نام کلب تھا۔ شہر ٹولیڈہ اور اوکو اطراف  
 پر قابض ہو گیا اسکے عہد میں برابر مفسد برپا رہے۔ اکثر ممالک غیر منظم ہو گئے  
 اس اندرونی غدر کے باعث عیسائیوں کو موقع ملا۔ انھوں نے خوب ہاتھ  
 پاؤں پھیلائے۔ الفونسو سوم کہ والی اپنی ریاستہاں موروثی گالہ ستہ اور  
 اسٹوریہ کا تھا منجملہ اوس ریاست کے کہ اوس کے ملک سے نکال کر قرطبہ میں شہر  
 کر لی گئی تھی اور مملکت لبان کا کچھ حصہ اور کچھ قدیم قسطلان یعنی کسٹیل اور

اسطرامد پورا کا۔ اور بہت بڑا حصہ لوسی ملائیہ کا انھوں نے پھر لے لیا۔ ان  
 لڑائیوں میں متواتر شکست اہل اسلام کی ہوتی رہی پھر عیایہ اسلام پر  
 قحط کے سخت مصیبت پڑی بارے نماز استسقا وغیرہ کی برکت سے یہ بلا ٹلی۔  
 ششہء میں ایک دوسری آفت پہنچی۔ ایک زلزلہ آیا جس سے کتنے قصبات  
 اور قریات دھنس گئے۔ شمالی عیسائی دریائی ڈاکوؤں اور چوروں نے شہر  
 اور شہر میں کنارے کے ملک کے لوگوں کا دم ناک میں کر دیا۔ ان مصیبتوں  
 کے ساتھ محمد بن عبدالرحمن کی سلطنت کا زمانہ طویل ہوا چونکہ میں نے س گیارہ  
 مہینے حاکم رہا ششہء ہجری ماہ جولائی ششہء میں انتقال کیا یہ نہایت ظالم اور  
 خود سر اور رنگ چشم تھا۔ اراکین دربار کی تنخواہ میں تخفیف کر دی۔ اور مستعصب  
 مزاج تھا تمام کلیسا سمار کر ڈالے۔ انھیں دنوں میں فرانس کے دور اسب  
 شہدا کے تبرکات لینے قرطبہ آئے اور یہاں سے اونکی ہریان ایک خوبصورت  
 بیگ میں اپنے ملک کو زیارت کے واسطے لیکئے۔ پھر پوچھ جس نے بدر بانی  
 پر کمر باندھی قاضی نے ہر چند ہتھکڑی لٹکیں چونکہ اوسکی موت آگئی تھی ایک سنی  
 قاضی نے بموجب قاعدہ کونسل کے کہ قتل کرنا اوسکے اختیار سے باہر تھا پوچھ کیا  
 کہ جہنم مجتہدین نصار بھی شامل تھے چالان کر دیا۔ انھوں نے بھی اسے سمجھایا لیکن اس  
 خود رفتہ نے اپنی زبان بیوہ گوئی سے بندہ کی آخر بموجب فتویٰ قتل ششہء میں  
 قتل کیا گیا۔ اب سر غنہ کے مارے جانے مفسدین کا جھٹاٹوٹ گیا اور پھر اوسکے بعد  
 کہیں کسی تاریخ میں اسکا تذکرہ نہ دیکھا ۴ برس الا میں نے کی عمر پا کر ماہ جولائی ششہء  
 ششہء ہجری میں مرا اوسکے بعد اوسکا بیٹا النذرین محمد ہوا۔

## المنذر بن محمد

چٹا بادشاہ قوطبہ کا المنذر بن محمد بن عبد الرحمن دوم تھا کہ باپ کو مرے تخت پر بیٹھا لیکن اس سے بھی انتظام سلطنت کا نہ ہو سکا اس کے باپ کے زمانے سے ایک شخص مسما کلب بڑا بہادر بلوائی شہر ٹولیدوار اور اسکی متعلق اضلاع پر قابض تھا اور اسکی متواتر لڑائی میں شکست ہوتی گئی اسلئے لوگوں نے دعا سے مار ڈالا اسکی حکومت ایک س گیارہ مہینے رہی شمسہ سحری مطابق شمسہ عین مرا اسکے بعد اسکا بھائی عبداللہ محمد کہلا

## عبداللہ بن محمد

ساتواں بادشاہ قوطبہ عبداللہ بن محمد بن عبد الرحمن یعنی المنذر کا بھائی ہوا اور بہت شجاعت اور بہادری سے بادشاہت کی اول کلب سے سخت لڑائی کی جو کہ ٹولیدوار پر قابض تھا۔ لیکن اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ آگے نہ بڑھ سکا بعد اسکے عبداللہ بن محمد کے دو بیٹے محمد اور قاسم اپنے باپ سے باغی ہو گئے محمد شمسہ عین مرا اور شکست کھا کر گرفتار ہوا اور باپ کے حکم سے قتل کیا گیا قاسم بھی شمسہ عین مرا سے لڑا اور گرفتار ہو گیا لیکن اسکا قصور معاف ہوا۔ ناظرین کو واضح ہو کہ عبداللہ بن محمد مسند لایق نہ تھا کہ مفدا اور مملکت دہ کو جسے سو برس کے عرصہ میں رفتہ رفتہ ترقی کی تھی ملک سے خارج کرنے کا بندوبست کرتا اور اسکی عادت میں بغلاف مندر کے اور زبانی کوٹ کوٹ کر بھری تھی سختی اور نرمی کا بھل استعمال کرتا اسکے ظالمانہ برتاؤ نے علایا کو سخت متنفر کر دیا اسکو تخت پر بیٹھے پورے تین برس بھی نہ رہ سکے تھے کہ اسکی قیامت حصہ بالکل باغی اور خود مختار ہو گیا۔ باشندگان بربر و عرب و اسپین وغیرہ نے اسکو سلطان الوقت کو نا لائق اور انتظام سلطنت میں خلل پایا تو ہر سردار اسکی

صاحبکمان اپنے قبضہ میں کرتے خود دوسرے حاکم بن بیٹیا سو ایل کا خود دوسرے حاکم بن جہا ہو گیا  
 صوبہ لوکا اور زارنگوزہ کا گورنر علیحدہ ہو گیا۔ عرض کہ خاص قرطیہ کے باہر سلطان  
 اور اسکے احکام کی کچھ وقت نہ ہوئی اور مغرب کے صوبوں مثل اسٹری و مجورین  
 واقع جنوب پرنگال میں بربری قابض ہو کر خود مختار ہو گئے اور بعض مشہور مقامات  
 مثل چین وغیرہ پر بھی قبضہ کر لیا یہ خرابیاں تو تھی ہیں کہ دہوتن اور اسکے  
 بیٹوں نے وہ لوٹیرے بن پر کر باندھی کہ اہل ندلس کا دم ناک پن کر دیا شہر و ملک و لوٹا  
 اور رعایا کو قتل کرنا اسکے بائیں ہاتھ کا کرتب تھا خلاصہ یہ کہ تمام عرب اور بربر  
 اور نو مسلم ایک لڑکیزبان ہو کر سلطان کو کمزور اور مغرور کرنے پر آمادہ ہو گئے  
 ان سب سے زیادہ طاقت و راہنہ خصون نامی ایک مسیحی تھا جسے صوبہ الویر یہ پر قابض  
 ہو کر قلعہ بوٹیر و کومر کہ حکومت گردانا اور گردونواح کے مقبضوں اور شہروں میں  
 تو این جاری کیے ہر چند عبداللہ نے اوپر کئی مرتبہ یورش کی لیکن شکست کھینچ کر  
 کھائی۔ اس طرح صوبہ مرشیہ میں ایک نو مسلم شہزادہ جو نہایت لائق اور مدبر اور  
 د عالم تھا خود مختار بن بیٹیا اور پانچ پور سواروں کی ایک شایستہ فوج ہر وقت تیار رکھتا  
 حضرات طلیطل بھی اس طرح بغاوت پر مجب تھے لیکن ان کے باہمی عناد و فساد سلطان  
 اور قرطیہ محفوظ تھا در نہ اندلس میں باقی ہی کیا رہا تھا۔ قصلو نہ کا حاکم ابیہیم جو علم  
 و فضل سے بہرہ ور اور کاملین کا قدر شناس تھا اسے بھی ایک محل سرسنگ مرمر سے  
 بنایا اور سونے سے گلکاری کی ممالک غیر کے بادشاہ اسے ہمیشہ تحائف بھیجتے  
 تھے مصر سے قسطنطین کے ریشمی کپڑے آتے تھے اکثر علمائے نامی اور ہر علم و ہنر کے  
 کامل بغداد اور دیلاطراف و جوانب سے آتے تھے دربار اسکا مخزن سواد و سر

تھا ایک حروشن نازین القمراہنی و لکشتل وازاد حسن سے مغل کو ہمیشہ مسرور کیا کرتی تھی جو شخص ابراہیم ابن حجاج کی ایک بار صحبت سے مستفیض ہوتا وہ نہیں چھوڑتا تھا کہ عمر بھر اس کے قدموں سے جدا ہو قوطیہ کا یہ حال کہ باشندگان شہر رات کو موتے سوتے اکثر چونک پڑتے تھے ایسے کہ پوئے کے سوار دیریا کے اس طرف شیخون مارتے تھے اور ڈاکہ زنی اور چوری سے شہر پر ایک مصیبت آتی تھی خلاصہ یہ کہ سلطان کی سفارحی سے رعایا الگٹا لان تھی فوج الگ شاکی کیونکہ صوبہ عربوں نے خراج دینا بند کر دیا شاہی خزانہ خالی ہو گیا تھا جو روپہ بطور قرض لیا وہ بد معاش چاہلو سون کے کام آیا جو بیس برس کی بے لذت حکومت کے بعد ۶۷ برس کی عمر میں ۱۵ اکتوبر ۱۱۹۱ء مطابق ۱۳۱۰ء کو دنیا سے رخصت ہوا اس نے اپنے پوتے عبدالرحمن بن محمد کو (یعنی جس بیٹے کو قتل کرایا تھا اس کے لڑکے کو) جانشین کیا۔

### خلیفہ اعظم عبدالرحمن ثالث ناصر دین اللہ

بوقت خلافت اسکی عمر اکیس برس کی تھی اور باوجود ہونے اسکے چچاؤں اور قریبی رشتہ داروں کے ایسے نازک وقت اور فتنہ خیز زمانہ میں کسی نے مخالفت نہ کی اسکا جلوہ سن طرف مبارک سجھا گیا اسے جان لیا تھا کہ مرحوم دادا کا یہ برہانہ کہ اول اس قدر نرمی کرنا کہ کمزوری کی حد کو پہنچ جائے پھر اس قدر سختی کرنا کہ ظلم سے بدلہ ہو جائے نظام سلطنت کے حق میں کس قدر خوفناک ہے اسکا اسٹے اسنے افراط و تفریط کو چھوڑ کر سب کو آگاہ کر دیا کہ اسنے حکومت کی حد میں کوئی سرکش نہ سلیگا اور چٹا بھر زمین بھی کسی باغی کے قبضہ میں نہ رہے گی چونکہ سب لوگ بغاوت کے مزہ لیتے رہے ہاتھوں سے خوب چک چکے تھے اور تمام ملک اس سرے سے اس سرے تک اتوں کا



جولانگاہ نگیا تھا پس انتظام اور اطاعت سلطان مین اپنی بہتری اور بہبودی  
سمجھی لہذا خفیف خفیف مقابلے کے بعد طبع ہو گئے سب نے لطیف طر شہر بنایا ہون کے  
دروازے کھول دیے سب پہلے انداز کے جنوبی اضلاع پھر اتر میں اور اس کے بعد  
مغربی اضلاع کہ جمین اہل بربر آباد تھے طبع ہوئے یہاں سے فاسخ ہو کر البحر  
کے میسجیون کی طرف متوجہ ہوا جو کہ کہستانی قلعوں مین محفوظ تھے مگر سلطان کی  
اہستگی اور ثابت قدمی نے رفتہ رفتہ سب کو فتح کر لیا اور اسکی حدود صحر کی رست باہری  
اور منصف مزاحی اور عمدہ ناموں کی پابندی جو پوری ایمان داری میسجیون کو ساتھ کرتا  
تھا نہایت مفید اور بکار آمد ہوئی حبیب نوجوان سلطان نے سپہ سالاری کی حیثیت  
سے اپنے لشکر کے آگے قلعہ بولٹر ڈار الخلافت ابن حفصون کی طرف یلغار کی تو  
اوس وقت تمام لشکر نے اپنے سلطان کے جلو میں جوش و خروش و جوانمردی د  
حسن عقیدت سے یلغار کر کے سب کو فتح کر لیا عبدالرحمن نے جب تفصیل پر کھڑے  
ہو کر اوس مرکز بغاوت پر نظر ڈالی تو اسکی مستحکم اور دشوار گزار گھاٹیوں کو دیکھ کر  
جوش سے زمین پر گر پڑا اور اس فتح عظیم پر سجدہ شکر بجالایا اس کے بعد رحم و عفو  
کے ساتھ شہر مین داخل ہوا جب تک ہاں رہا برابر روزے رکھتا رہا اسکے فتح  
ہوتے ہی تمام صوبہ مرشیہ نے اطاعت قبول کر لی اب فقط طلیطلہ باقی رہا یعنی  
ٹولید و جس نے اپنی فوجی طاقت اور افراط رسد کے زعم مین اطاعت سلطانی سے  
انحراف کیا۔ سلطان نے جنگ حبال و ریوش وغیرہ مین اتلاف جان و مال  
سوچ کر یہ حکمت عملی کی کہ مقابل کے ایک پہاڑی پر مختصر شہر آباد کر کے وہیں سخت  
اختیار کی آخروہ ذخیرہ کب تک اور کمانٹک فاکرنا انجام کار ایک عرصہ کے بعد

فاتح کشی نے محصورین کے حواس مختل کر دیے اور سلطان بغیر لڑے بھڑے مظفر  
و منصور شہزین داخل ہوا اور سلطنت کی اُب سست اور عظمت جو عبدالرحمن  
اموی سی مٹی تھی مع بیشی زاید کھل ہو گئی اور مسلمان اور عیسویوں کے دلوں پر اُمیہ  
حکومت کا پورا سکہ بیٹھ گیا مگر اسکو اپنے اسلاف کے نقصانات کی تلافی میں پورے  
اٹھارہ برس دوادوش کرنا پڑی اب نہ شہر اوڑتے تھے نہ کھیت ویران ہو  
تھے نہ لوگ قتل کیے جاتے تھے نہ لوٹیر و لٹا خوف رہنروں کا خطر عیاں خوش ملک آباد

## عبدالرحمن کے اصول سلطنت

عبدالرحمن نے بادشاہی اقتدار اپنے ہاتھ میں رکھے اور عام انتظام اؤن  
سرداروں کے ذریعہ سے کرتا جنکا یہی باعث عروج ہوا تھا غرض کہ اکثر اعلیٰ مناصب پر  
نودولتوں کو مقرر کرتا کہ یہ لوگ اپنے آقا کی جان شاری میں مکرستہ ہیں اور  
قدیم عربی اور بربری سرداروں کی پامالی اور مذلت کو فراموش نہ کر کے مرتب  
بلند پر پہنچنے کا شکر ادا کرتے ہیں اسے ایک قاعدہ فوج علاوہ سلطانی بادگیا  
کے چیدہ اور خاص خریدہ غلاموں سے مرتب کیے تھے اسکی سلطنت کا مدار  
فوجی طاقت پر تھا اسکے زر خرید غلام پہلے سلوبن - قوم تھے پھر رفتہ رفتہ آرمین  
فرنگ گلیشن لوم برٹ مختلف قوموں کے لوگ شامل ہو گئے جو یونان ویش  
کے برہ فروشوں سے لیکر بیان مسلمان بنائے جاتے تھے زر خریدوں میں اکثر  
شایستہ اور وفادار ہوتے تھے مملوک کیطرح سلور بھی اپنی خدمت میں غلام  
رکھتے تھے سلطان کی طرف سے بعض معافیدار دیہات پائند ملازمت تھے  
جو عند الضرورت اپنے ماتحتوں سے بادشاہ کی مدد کرتے مگر افسوس -

## ای روشنی طبع تو بر من بلا شدی

تھوڑے عرصہ میں ان دونوں نے عبدالرحمن کے بعد فرصت کو غنیمت جان کر ریاستیں قائم کر لیں اور یہی اسپین میں آخر کو باعث زوال سلطنت اسلامیہ ہوئے۔ ان زرخیز علاقوں کی مدد سے اکثر عبدالرحمن نے نہ صرف قرطبی اور بغاوت کا قرار واقعی بندوبست کیا بلکہ اپنے ختھی دشمن مسیحیوں پر کامیابی حاصل کی اور تمام سواحل بربر کو خلافت بنی امیہ کا مرید بنا کر سیوٹا کے قلعہ مشہور پر قابض ہو گیا۔ اور جہازوں کا ایک بہت بڑا بیڑا تیار کر کے بحر روم میں ناظمیوں کو خوب لڑا اسکے بعد جس وقت کہ مسلمانوں کے ابتدائی حملوں سے مسیحی معبود چند اُسٹرانز کے کوہستانی خاں کو اردگان میں جا چھے جنکی تعداد مرتے کہتے ۳۰ مرد ۱۰ عورتیں رہ گئے تھے اسکا سر پرست پولو جس باہیلیو بوک تھا جب پولو جس کے کا کناخ انفانسو ایک شہزادی سے ہوا تو اس عقد کناخ نے اس گروہ کو طاقتور کر دیا جس کے بعد تمام شمالی صوبہ مسلمانوں کے مقابلہ میں اٹھ کھڑا ہوا لیون واسٹرازی علیج بسکی کے کناخ انفانسو پر قابض ہو گیا۔ لیکن اصل میں مسیحیوں کی یہ نئی فتوحات نہ تھی بلکہ اس علاقہ پر جو بطور سرحد کے مقرر ہوا تھا قابض ہو گئے۔ نویں صدی۔ سنہوں۔ زہور اسان اسٹیم بوری گورمار۔ اوسا۔ سیکانس میں قلعہ تعمیر کیے۔ دسویں صدی کے آغاز میں مسلمانوں نے پھر دلیرانہ کوشش کی۔ لیکن مسیحیوں نے اونکو شکست دیکر اضلاع میں تاخت و ماریج کرنا شروع کر دیا کیونکہ اوس نے میں منہجی بیت پاست اور جابل مطلق تھے پڑھنا بھی کسیکو یاد نہ تھا اور کل طور طریقہ سفاکی اور نقص کے تھے۔ لیون کی سپاہ میں مغلوب اور در ماندہ دشمنوں کو پناہ ملتی تھی جس شہر کو

فتح کیا ساکن کو بے تکلف تہ تیغ کیا۔ اگر رحم کھایا غلام بنالیا بخلاف اسکے اہل و عیال  
 جنکے شایستہ طرزِ نرم اور آراؤ منشی کی پناہ میں مغلوب و سمنون کو پناہ ملتی تھی۔  
 انداز سانی کجا کسی سچی کی طرف بڑی نظر سے دیکھنا بھی پسند نہ کرتے تھے تو جو ان خلیفہ  
 نے اپنی بگڑھی ہوئی فوجیں اکٹھا کر کے فوراً جانبِ شمال روانہ کر دیں اور دھنوں  
 میں سی حد و دہر کا میابی حاصل کی۔ دوسری برس ۱۱۹۷ء میں فوجبشی کی سان  
 اٹھیں و ڈیگورماز کی فیصل کے نیچے مسلمانوں کو شکست ہوئی جب عربی سپہ  
 نے میدان ہاتھ سے جاتی دیکھا تو شمشیر بکف صف دشمن میں گھس کر لڑتے لڑتے مر گیا  
 مگر شاہ لیون نے اور جان شارولاد کی یہ قدر شناسی کی کہ اسکا سر ایکٹ کے سر کے  
 ساتھ قلعہ کے دروازے میں لٹکا دیا پھر خلیفہ اعظم نے اسکی پاداش کے لیے ۱۱۹۸ء  
 میں خود فوج کی کمان لیکر اسکا کوچا تک جالیا اور قلعہ کو منہدم کر دیا پھر سلعہ  
 سان اٹھیں و ڈیگورماز کی خالی کرا کے اسکی بھی ہی گت کی پھر نادار کی طرف متوجہ  
 ہوا اور سانگو کو دو متواتر شکستیں دیں اور وال ڈی چنگو اس یعنی وادی اب  
 میں متعدد فوجوں کو شکست فاش دی۔ اہل سرحد سرکشانہ مقابلہ اور جابرانہ برتاؤ  
 جھلکا کر مسلمانوں نے خلافِ عادت کس قدر تہمدید سے کام لیا اور اہل میوش کو قتل  
 کوڑا مارا۔ اس وادی لقصہ کے بعد ۱۱۹۹ء میں سانگو والی نادار نے پھر قلعہ مسلمانوں کے  
 چھین لیے اس پر سلطان عبدالرحمن برانگینتہ ہو کر شمال کی طرف روانہ ہوا اور جو قلعہ  
 اور شہر راستہ میں آیا اپنے مخالفوں کے وحیانہ ظلم کی تقلید کر کے بے تکلف لوٹ کر  
 مسمار کر دیا جلادیا تمام علاقہ میں اس قدر خوف پھیل گیا کہ لوگ شہر چھوڑ چھوڑ کر بھاگ جاتے  
 تھے سانگو بھی اسکی خبر آمد نہ کر سکا یہ بھاگ نکلا سلطان پیلونا کے دارالعمارت

شہر نادامین داخل ہو کر معبد اور مکانات بیرحمی سے سمار کر کے شہر پر قابض ہو گیا  
 اس کی بیانی سے واپس ہو نیکے بعد عبدالرحمن نے اپنا لقب موافق خلیفہ عباسیہ  
 کے ناصر دین اللہ رکھا اور اب تک بنی امیہ خلافت کے لقب سے ملقب تھے کیونکہ  
 خلیفہ اہل لوگوں کا لقب ہونا چاہیے جبکہ خادم حریم کا فخر حاصل ہوا اور اولاد  
 بنی امیہ اس فخر سے محروم تھی دوسرے خوف خلفا بنی عباس کا تھا جبکہ  
 بادشاہ خود سر ہو گئے اور ذاتی اقتدار خلفا کا بجز چار دیواری بغداد کے بائیں کینچن  
 اور وہ قید پوک زیادہ وقت نہ کھتے تھے خلیفہ عبدالرحمن ثالث نے اپنا لقب  
 ناصر دین اللہ رکھا بعد اسکے بیس برس اور حکومت کی اس زمانہ حکومت  
 میں مدبرانہ انتظام اور شالیتہ قوانین اور اجراء احکام منصفانہ موافق شریعت  
 غزاکے کیا اور امور دین کا معین ہا داقمی سچا ناصر دین اللہ تھا ۹۵۹ء میں تعمیر  
 ۵۰ برس بارسلطنت سے سبکدوش ہو کر آغوش لحد میں آرام کیا ۵۰ برس حکومت  
 کی ناظرین کو یاد ہو گا کہ جب اسے اکیس برس کی عمر میں تخت پر پہلا قدم رکھا تھا  
 تو سلطنت کی حالت نہایت دی تھی ایک طرف خوب بین بربری خاندان فاطمیہ  
 و ستبرہ کو طیار جانب شمال مسیحی فرمانروائیاں موثری اتھاق سمجھا استھان آبادہ رو  
 نو مسلم سردار الگ دندان طمع تیز کر رہے تھے اطراف کے صوبے خود مختار بنے جاتے  
 تھے ملکی گروہ الگ شہرت تھے جدھر دیکھو بدعمری تاخت و تاراج کا بازار گرم ملک  
 میں بد نظمی اور چاروں طرف اسبابی موجود خلیفہ اعظم نے تخت نشین ہوتے ہی ہ  
 اس انتظام کی تدبیریں نکالیں کہ باید و شاید پہلے تمام رفیقوں کا زور گھٹا کر سلطان  
 و قریبہ کا اقتدار رعایا پر کلی ٹرھایا دشمنوں اور رفیقوں مسیحی کی نظر میں گورنٹ اندلس

کی عظمت ثابت کی اسلام کی عظمت کا یہاں تک سکڑ بٹھایا کہ اپنے باہمی قضیہ فیصلہ کرانیکو دربار میں بذات خود حاضر ہوتے قسطنطنیہ فرانس جرمنی اطالیہ کے بادشاہ اخلاص مندی کے لیے سفیر بھیجتے۔ خلاصہ یہ کہ اوسے اسپین کو نہ صرف اندرونی اور بیرونی دشمنوں کے پنجے سے چھڑایا اور نہ صرف خرابی اور بربادی کے طوفان سے بچایا بلکہ عظیم الشان اور آلودہ حال بنایا۔ یہ اوسی عبدالرحمن کا طفیل تھا۔ اس کے بعد پھر ایسا دن آندس کو آج تک نصیب ہوا تاریخ المقاری میں لکھا ہے کہ عبدالرحمن کے مانند سلیم الطبع روشن دماغ کوئی فراتر و انہیں ہوا اوسی حلیم المزاجی کریم النفسی عدل گسری زبانزد عوام تھی۔ شیر رزم زینت نبرم حافی علوم کا شوقین۔ عالمون کا سریت۔ علمی مباحثہ سننے کا آرزو مند۔ پورا منصف کھرا۔ اور بے لاگ شخص تھا اوسے اپنی ۵۰ برس کی یادداشت لکھی تھی جو بعد مرینکے لوگوں نے دیکھی اوسے معلوم ہوا کہ صرف چودہ دن اسکو بفکری میں گذرے۔

### مسیحیوں کا مختصر حال

ہم اوپر لکھ چکے ہیں کہ اسٹرمائز کے مسیحیوں کا خراج اگر یہ طوفان نوح کی طرح ایک تنگ اور تاریک تنور تھا جسکو کوار و نکا کہتے تھے اسکو گاڈ کی نسل نے ایسا ماوا اور بلجا بنالیا تھا غار کی تاریکی ورتنگ جگہ میں جسکا سہم ایک تنگ گھاٹی سے بذریعہ ۹۰ میٹر جیونگ تھا یہ لوگ عرصہ دراز تک چپے رہے جسکی تعداد مرتے مرتے ۳۰ مرد اور ۱۰ عورتیں رہ گئی تھیں یہ بھی حقیر جمعیت بڑھتے بڑھتے آخر تمام اسپین پر حاوی ہو گئے اس بادشاہ کے عہد حکومت میں ایک لیل حقیر شخص مسیحی ہیلیو بوک مذکور نے بچہ اوس جماعت قلیل کا سرغنہ تھا کلیسہ میں لوگوں کو اپنی پھلی دلتون کا بدلہ لینے

اور غاصبون کو اپنے موروثی وطن سے اٹھا کر دینے پر آمادہ کیا اور دوسرے  
 محکوم رہنے اور جلاء وطن ہونے پر سخت فقرین اور ملاست کی۔ چنانچہ مسیحیوں  
 نے اپنی مقبوضات میں مسلمانوں کے حملوں کا جواب دینا شروع کر دیا اور انجا کیم  
 مسلمانوں نے کوئی شہر یا گائون ایسا باقی نہ چھوڑا جہاں اپنی حکومت نہ قائم  
 کر لی ہو۔ نیز اوس غار کے جہاں ہیلیوبوک نے صرف تیس آدمیوں کی جمعیت سے جا  
 مستحکم قلعہ بنالیا تھا۔ مسلمانوں کو جیسا ونگے ارادے کی خبر پہنچی تو کچھ التفات نہ کیا  
 اور یہی سمجھے کہ تیس ذلیل آدمیوں کی حقیقت ہی کیا ہے کہ جتنے خورد و نوش کا کچھ  
 سامان بھی نہ تھا۔ نیز شہد غرض ان کی جمعیت وقتاً فوقتاً تازہ ملک پہنچنے  
 سے بڑھتی گئی اور سطح شدہ شدہ غار سے نکل آئے اور اپنی شکست و رنجیت کی  
 درستی کرتے رہے اور ہر میت خوردہ بھی مردانہ دار غم میں اپنے آپ نظیر تھے  
 گو کہ وحشی اور جاہل مطلق ہونے میں شبہ نہیں مگر ساتھ ہی اوسکے دلاور بھی  
 اس بلا کے تھے کہ شکستوں پر شکست کھاتے ہزاروں نقصان اٹھاتے مگر ہر  
 دفعہ ایک تازہ جوش کے ساتھ اٹھتے جھکا بھی مذکور ہو چکا ہے ہم اوپر لکھ چکے  
 ہیں کہ صوبہ بیون کی طاقت کو وہاں کی خانہ جنگیوں نے کچھ عرصہ کے لیے کم کر دیا  
 تھا مگر شاہ ڈولون کا لائق جانشین زامیرون ثانی ۱۳۱۹ء میں تخت نشین ہوا  
 اور ۱۳۲۹ء میں مسلمانوں کو اللہ جابا یعنی ننڈائی میں بھاری شکست دی  
 جس میں ۵ ہزار مسلمان کھیت رہے اور عبدالرحمن حاکم قرطیس مع پچاس سوار  
 جان بچا کر بھاگ گیا یہ نامبارک سال تیک اندلس میں سن الہند جانشین ہوا  
 مگر اوسکے بعد مسیحیوں کے باہمی شک و جھگڑوں نے خلیفہ کی مساعدت کی



کہ یہ باہمی خانہ جنگی میں رہے خلیفہ نے پچھلے نقصانوں کی تلافی کے لیے اور  
 فوج بھرتی کر کے دوسری لڑائی کا سامان تیار کر لیا۔ تفصیل اسکی اسطرح ہے  
 کہ کسٹائل لیون کی سرداری تسلیم نہ کرتا تھا کسٹائل کا نواب مشہور و معروف  
 فردی سینڈ جسکی تعریف اسوقت کے شاعروں نے کی تھی اور لیون کی حکمرانی  
 ایک عورت تھی کو پٹ کسٹائل جیسا کہ نامور تھا ویسا ہی اسکو بیوی بھی ملی  
 تھی سماتا انفسا کا رشیہ شاہ نادار کی بیٹی کسٹائل بجائے لیون کی مانتی کے  
 خود سر ہو گیا تھا اپنی خود سری کی بدلت زامیرون کے ہاتھ میں پکڑ دیا  
 لیکن بعد کو معلوم ہوا کہ اہل کسٹائل بخیر اسکے دوسر کی طاعت نہ کر سکتے تھے  
 یعنی نواب کو رہا کر دیا دوسر پر پہلے یہ کہ وہ تاج لیون کا ہمیشہ تابعدار ہوا تھا  
 رہے دوسری یہ کہ انی بیٹی کی زامیرون کے کورڈو لو سے شادی کر دے  
 طوعاً و کرہاً منظور کر لیا لیکن انتقام کا منتظر رہا جب فصیح میں زامیرون  
 تلامذی زا کے میدان میں مسلمانوں کو شکست دیکر انتقال کر گیا تو کوئٹہ خود  
 بادشاہ بنکر اور ڈولو کے خلاف ہو کر اس کے بھائی سانگو کا طرفدار بن گیا اور  
 میں سانگو کو تخت نشین کیا پھر اسکو تخت سے اتار کر ایک لنگڑے شہزاد  
 کو اور ڈوچیم ملقب بانجیث نام کو بادشاہ بنا دیا۔ سانگو مخدور ہو کر ملکہ نادار  
 کے پاس جو اسکی دادی تھی گیا اور ادون دونوں نے ملکہ خلیفہ اندلس سے  
 استغاثہ اور استدعا کی جسکی تفصیل یہ ہے کہ سانگو اپنے مٹاپے سے تنگ گیا  
 تھا بلا سہارے چل نہیں سکتا تھا ادنے ارادہ کیا کہ اطباء قریب سے جنگی  
 خداقت یورپ بھر میں مشہور تھی رجوع کرے۔ چنانچہ ملکہ یوزا نے

خليفة کی خدمت میں قاصد بھیجا خلیفہ نے حسب اطلب ایک طبیب کا ذوق  
 مسمیٰ ہندائی کو علاج کے لیے بھیج دیا مگر طبیب نے بوجب ایک خلیفہ کے چند  
 شرائط پیش کیں۔ اول یہ کہ سانگو اپنے چند قلعہ خاص خلیفہ کے سپرد کرے  
 اور مع ملکہ نادار کے بذات خود قرطبہ اگر معالجہ کرے ہر چند کہ ملکہ کو منظور تھا  
 مگر اہل غرض مجنون چارنا چار اپنے بیٹے شاہ نادار اور پوتے مغرول شاہ  
 لبون کو لیکر روانہ ہوئی عبدالرحمن نے عالی حوصلگی کو کام فرمایا اور شاہان  
 مراسم سے پیش آیا اور مناسب نذاری کی۔ خلاصہ یہ کہ سانگو نے خلیفہ کی بدولت  
 نہ صرف اپنے مرض ملک سے نجات پائی بلکہ ایک جبری فوج کے ساتھ واپس  
 آکر ۹۴۹ء میں لبون پر بھی قابض ہو گیا مومنخ ابو الفدا لکھتا ہے کہ عبدالرحمن  
 نے ۳۲۲ھ میں ایک مرکب بحری اسکنہ ریر روانہ کیا کہ وہاں سے کچھ سامان  
 نادرہ اور جواری لائے لوٹتے وقت مراکب صقلیہ سے جسین تحائف علوی  
 خلیفہ مصر کے تھے مقابلہ ہو گیا اہل اندلس نے ان کشتیوں کا سامان لوٹا جب یہ  
 مرکب بید کے افریقہ کے قریب پہونچا تو اہل خلیفہ مصر نے اس جہاز کو مع  
 سامان جلا دیا اور اوسین جو کچھ تھا مع جواری لوٹ لیا جب عبدالرحمن نے  
 یہ حال سنا تو افریقہ پر چڑھ آیا اور بعد سخت لڑائی کے اندلس کو لوٹ گیا۔  
 ماہ رمضان ۳۵۸ھ ہجری میں بخاسن اس حکومت کر کے مرا۔ اسکے بعد حکم بن  
 عبدالرحمن اشرہ بالله جو ایک بڑا عالم الدہر تھا تخت نشین ہوا۔

دوسرا خلیفہ حکم بن عبدالرحمن

ہر چند کہ اسکو کتاب نے اور کتب جمع کرنے کا نہایت شوق تھا۔ اور امو

سلطنت کی طرف توجہ کم تھی پھر بھی اس کے باپ کا رعب اس قدر چھایا تھا کہ  
 کسی کو مجال سربازی نہ تھی چنانچہ ایک مسیحی مغرور شہزادہ نے قرطبہ میں آکر  
 فروتنی سے سلطان اسد عاکی کہ وہ اس کو تخت پر بجالا کر دی اس فیہ  
 سے فریقین میں صلح ہو گئی خلیفہ نے تمام اپنی سلطنت میں قاہرہ - دمشق  
 بغداد کو سفیر بھیج کر نایاب اور نئی کتابوں کا ذخیرہ اپنے کتب خانہ میں جمع کیا  
 اگر کوئی کتاب قیمتا نہ ملتی تو نقل کرانا اس طرح چار لاکھ سے زائد لکھی ہوئی کتابیں  
 بہم پہنچائیں ایسے وقت میں کہ جب چھاپے کا وجود نہ تھا اس امر کو نعمتات سے  
 سمجھنا چاہیے یہ خلیفہ محض جامع الکتاب ہی نہ تھا بلکہ ہر ایک کتاب کو بغور دیکھ کر  
 حواشی اور نظائر چڑھاتا جسے بیسوں عالم مستفیض ہوتے مگر افسوس کہ اس  
 نادر الوجود کتب خانہ کا بہت سا حصہ اہل بربر نے برباد کر دیا باقی بچا بچا اسپین کے  
 مسیحیوں نے تباہ کیا اور نایاب کتابوں کو جمع کرنے میں سرگرم اور انکی درستی میں  
 بہت تن مصروف تھا تو ادھر اکابر سلطنت ملکی اقتدار حاصل کرتے جاتے تھے آخر  
 یہاں تک نوبت پہنچی کہ پردہ نشینان حرم سرا خیل معاملات سلطنت ہو گئیں  
 انگلش مورخ لکھتا ہے کہ حکم محض ایک کتابی کثیر تھا کتب بینی اپنے موقع پر مناسب  
 اور موزون ہوتی ہے مگر الوالاعزم اور نامور سلطان بننے کے لیے اسی پر اکتفا کرنا  
 بکار آمد نہیں بادشاہ کو دنیا اور مافیہا کا معمولی علم ہونا ضروری ہے لیکن کتب خانہ  
 کو اندر نہ اپنا موالو الغریب کو مدد کر دینا اور رزمی نیکنامیوں کو چھوڑ کر کتابوں  
 کی ورق گردانی کرنا یا جلدوں کی نازک اور خوشنما بندشوں میں مصروف رہنا  
 ان امور کو رعیت کے زخمی دلوں کے مرہم لگانے پر ترجیح دینا کسی طرح شایان

جہاں داری نہیں ہم نہیں کہتے کہ خلیفہ کمزور طبیعت یا اپنے فرائض منصبی سے بچتا تھا  
 نہیں بلکہ مطالعہ کتب میں اسقدر محو اور مستغرق اور از خود رفتہ رہتا کہ زہمی ٹیکتا سیون  
 کی طرف توجہ کر سکی اور اسے فرصت ہی نہ ہوتی تھی کتب بینی کے سوا اور سکون عمارت  
 کا اور سی قدر شوق تھا اس کثرت شوق نے اسکو فن معماری کا ایک خاص نفع اق  
 پیدا کر دیا تھا علاوہ اگلے مدرسوں اور کتب خانوں کے اور بہت مدرسے بنائی  
 اور انکے مصارف کے لیے جائداد وقف کی ہر ملک کے علما اور فضلاء کو جمع کیا  
 اور جو کتب خانہ دار الخلافت قوطیہ میں فراہم کیا تھا اسکا نام کتب خانہ مردانی کہا  
 جسکی فہرست چوالیس جلد دینیں تھی اسکے صلح بستہ مرنانی اسکی عہد میں سلطنت  
 کو زیادہ نقصان نہیں پہونچایا گیارہ برس حکومت کر کے انتقال کیا اور صاحب ابوالفدا  
 لکھتا ہے کہ پندرہ برس پانچ مہینے خلافت کی ۳۳ برس کی عمر بابر ۳۶۶ھ میں مرا  
 اسکے بعد اسکا بیٹا ہشام جو دس برس کا تھا برائے نام خلیفہ ہوا۔

تیسرا خلیفہ ہشام دوم بن حکم دوم بن عبدالرحمن سوم

عمر اسکی اوس وقت دس سکی تھی لقب اسکا الموند بالشر قرار پایا اسنے محمد منصور بن  
 عامر قوطانی کو کرا سکے باپکا وزیر تھا کل انتظام خلافت کا سونپ دیا یہاں تک  
 کہ محمد منصور مثل مالک وراق بقض کے ہو گیا جسکا آگے مذکور ہوتا ہے۔

ابو عامر کی کیفیت

مسیحی مورخون نے اسکو ابن ابی امیر لکھا ہے ابو عامر محمد بن عبداللہ دلی عا  
 محمد بن ابوالولید ابن یزید المغافری اسنے مؤند کو اپنی عہد حکومت میں نظربند  
 رکھانہ کوئی خلیفہ کے پاس جاسکتا تھا اور نہ دیکھ سکتا تھا اور آخر ملقب منصور ہوا

اور اصل اسکی طرح کی پی جو قریم ہر اندلس کا پہلے منصوبہ قریب میں علم حاصل کیا  
 اور اکثر فضیلا اور علما اسکی صحبت میں رہتے تھے۔ صاحب تاریخ پنج مسیح لکھتا ہے  
 کہ منصور طالب علم شریف النسل معمولی حیثیت کا آدمی تھا باوجود علم و فضل کے  
 اس کے دماغ میں حکومت اور خود سری بھی تھی اور پورے یقین سے آپ کے طالب علموں  
 میں پیشین گوئی کرتا تھا کہ ایک وقت ایسا آئیگا کہ جب میں اندلس کا تاجدار ہوگا  
 تو تم میں سے کون کون کیا وعدہ پسند کرو گے اور لطف یہ کہ جب وہ وقت آیا تو اسے  
 اپنا وعدہ فراموش نہیں کیا پہلے منصور خطوط نویسی اور عریض نگاری میں ملازم ہوا  
 اور امیر بیت المال کے مزاج میں رسوخ پیدا کر کے ایک چھوٹی سی سامی پر مامور  
 ہو گیا۔ آدمی چالاک اور ہوشیار تھا اپنی حکمت علمی سے خوشامد اور چالوسی کو ذریعہ  
 گردان کر خاتونان مجلس تک رسائی پیدا کر لی اور اکثر بیت المال پر دست رازی  
 کر کے تحفہ اور تحائف نذر کرنا کیونکہ اس وقت میں حرم سرا کا ملکی اقتدار بڑھا ہوا تھا  
 اور ہشام کی والدہ سلطان عدورہ کفیل کا سلطنت تھی اس کے مزاج میں دخل پیدا  
 کر لیا۔ کہ سلطانہ بغیر مشورہ منصور کے کوئی کام نہ کرتی تھی تھوڑے عرصے میں اس نے  
 مختلف خدمتوں کی ترقی کرنا شروع کی یعنی پہلے ولید سلطنت کے کارخانہ کا کارکن  
 پھر دو عدالتوں کا جج اور کچھ حصہ فوج کا افسر ہوا۔ خلیفہ حکم کے انتقال کے بعد اسکی  
 جانشین ہشام کی صغیر سنی کی وجہ سے جب قدر ملک غورہ کا ہمیشہ والدہ ہونے لگی تو اقتدار  
 بڑھتا گیا اسی قدر اس کے مزاج کی ترقی ہوتی گئی اسی عرصے میں محلہ کے متعلق  
 کچھ فوج یعنی سلوٹے سرکشی کی تو منصور نے نہایت تیزی سے یا حسن تدبیر اسکی  
 سرکوبی کر دی اس سے یہ اور زیادہ ہر دل عزیز اور مقبول اتنا ہو گیا کہ کیونکہ

اہل قرطبہ ایک قوم سلوس جو اوس ملک کی رہنے والی نہ تھی سخت متعصب تھے  
اب سکا حریف خلافت بھر میں بنجر مصحفی امیر بیت المال کے جو ابتداء سے اسکا  
مرہی اور معاون تھا اور کوئی نہیں ہا اوسکے اوکھاڑ پھینکنے کے موقع کی  
تاک میں رہتا تھا اتفاقاً و سکویہ موقع ہاتھ آیا کہ یکایک شمالی علاقہ جات پر  
مسیحی پھر پڑ آئے مصحفی حیران تھا کہ اب کیا چارہ کرے اسلئے کہ اسکو بالکل نرمی  
مذاق نہ تھا بالآخر مصحفی نے منصور کو سپہ سالار کر کے اوس طرف روانہ کیا اور اس  
پوری سرگرمی سے اس کام کو انجام دیا تھوڑے عرصے میں لبون پر اسقدر کامیابی  
کے ساتھ حملے کیے کہ باید و شاید اور فوج کے ساتھ مال غنیمت سے فیاضانہ سلوک  
کیے اس سے یہ کل فوج قرطبہ کا غریب الوجود محبوب بن گیا پھر دوسری لڑائی شمالی  
مسیحیوں سے ہوئی اوس میں بھی اسنے شکست فاش دی گوکہ اوس لشکر کا سپہ سالار  
مسمی غالب تھا مگر اسنے اپنی حکمت عملی سے یہ فتح بھی اپنے ہی نام سے مشہور کی۔  
یہاں تک کہ اراکین و دربار اور عوام الناس کو یقین کامل ہو گیا کہ منصور کو فن نرم  
کی بھی قابلیت اعلیٰ درجہ کی ہے بعد اوسکے حکمت عملی سے شہر کا انتظام بھی جو مصحفی کے  
بیٹے کے تعلق تھا وہ بھی اپنے قبضہ میں کیا اور یہاں تک انصاف پر کمر باندھی کہ اگر تیر  
اپنے ایک بیٹے پر قانون خلاف ورزی کی حد قایم کی اور اسقدر بلا رعایت دے  
مارے کہ وہ جان بحق ہو گیا اسے اور لوگوں کی نظروں میں رسوخ بڑھ گیا دیون طلب  
اور مصحفی میں مدت سے نقیض چلا آتا تھا منصور نے مصحفی کو اور اوسکا ناشروع کرنے  
اور غالب سپہ سالار کے لڑکی جو مصحفی کے لڑکے سے منسوب تھے اپنی شادی  
کر لی خلیفہ حکم کے بعد دو برس کی مشقہ میں مصحفی کو بعلت تعلق بیت المال

مجلس میں گرفتار کر دیا بعض کہتے ہیں کہ اسے زہر دلا دیا۔ مصحفی کے اوکھڑے  
 ہی منصور نے عمان حکومت اپنے ہاتھ میں لی۔ اگرچہ خلیفہ اور مجلس شورہ عام  
 تھی لیکن برا نام غرضکہ جو کچھ تھا منصور تھا اپنے یوان عالیشان میں جو  
 سوا دس ہزار شاہانہ بنایا تھا بیٹھ کر حکومت کرتا تھا روکار۔ فرامین استہار اور  
 نام کے جاری ہوتے خطبہ سکھ اوسی کے نام کا تھا شاہی عبا میں بیٹا جیسو کا  
 نام کر خا ہوتا۔ اسی عرصہ میں قوم سلوے جنھیں کہ اسے نکال دیا تھا ایک شخص نے  
 اسے قتل کی فکر کی مگر کامیاب نہ ہوا۔ اور مسند مع چند سرغنوں کے قتل ہوا  
 اب قرطبہ میں جو کچھ تھا منصور۔ نو عمر شام خلیفہ کو اتنا وقوف ہے نہ تھا  
 کہ اپنے وزیر سے مخالفت کرتا ملکہ مان خلیفہ کی پہلے ہی سے ہزاران کی تھی  
 صرف ایک غالب سپہ سالار اسکا مقابل تھا اب منصور نے اسے اوکھڑے چھینک دیا  
 کی تدبیر شروع کی۔ مستقل فراجی سے جس کام کو شروع کرتا کامیابی پر ختم  
 کر کے چھوڑتا نہ کہ وہ ہے کہ ایک دن کسی مہم سلطنت میں بحث کر رہا تھا کہ دفعتاً  
 گوشت کے جلنے کی بونے تمام حاضرین کو بددماغ کر دیا دریافت کرنے سے  
 معلوم ہوا کہ منصور کی ٹانگ پر دماغ لگایا جاتا ہے اُن تو درکنار وہ پورے دلجمعی سے  
 رد و قلع میں مصروف تھا ایسے مدبر اور عالی حوصلہ کے روبرو غالب کی کیا  
 حقیقت تھی غرضکہ اسے جوڑ توڑ شروع کر دیا اور اختیارات چھوٹے چھوٹے  
 افسروں کے مثل کپتان کرنیل ہجر توڑ کر اپنے ہاتھ میں لیے۔ سپہ سالار کا زور  
 گھٹا دیا۔ پھر نئی فوج بربر۔ ازرقہ مسیحی بھرتی کی جو سبب اجنبی ہونے کے ہجر  
 اپنے محسن منصور کے کسی کو کچھ نہیں جانتے کہ غالب کس باغ کی مولیٰ ہے منصور



بنگا فوجی فسر اور نہایت متکبر تھا اگر کوئی سپاہی وردی پہننے کوئی ہتھیار  
 خلاف قاعدہ لگاتا تو اسنی قتل سزا سے سخت دیتا سپاہ کو شایستہ اور با قاع  
 رکھتا فوج کے حق میں گویا وہ جلاوت تھا لیکن جو سپاہی کہ جان توڑ کر لڑے تو  
 پورے قواعد کی پابندی کری تو اس کے حق میں اس سے زیادہ کوئی محسن نہ تھا  
 یہی وجہ تھی کہ سپاہی اس کے اشارے کے منتظر رہتے مال غنیمت میں نہایت  
 سیرچشی سے فوج کے ساتھ پیش آتا تھوڑے عرصہ میں غالب بیدست میا  
 اور محض لاشی رہ گیا اور آخر کو ایک اڑائی میں کام آیا اس کے بعد ایک فوجی  
 سردار بھی جعفر ملک لڑ رہا جو مقبول سپاہ ہونے میں غالب کے کم نہ تھا اس کو  
 بہانہ سے محاصرہ میں لگا کر پوشیدہ قتل کر دیا افسوس کہ اس کے دامن زندگی پر اس  
 قسم کے بدناما دے تھے مگر اس میں شک نہیں کہ اندلس کو جو اقبال و عظمت و سک  
 عہد میں بعد خلیفہ اعظم حاصل ہو چکا تھے خیال میں بھی نہ تھی ہر ایک محکمہ کی فوجی  
 ہو یا ملکی بلاد و سلطت و دیگرے خود نگہ رانی کرتا قانون و ضابطہ کی پابندی میں  
 نہایت سخت تھا ملک فریقہ پر کئی مرتبہ فوج کشی کی اور کامیابی حاصل کی  
 اندلس کو سوا حل بربر تک وسیع کر دیا اس کا معمول تھا کہ سال میں دو دفعہ گرمی  
 اور جاڑے کی شروع میں کشتائیل و رلبون اور الفار کے مسیحیوں پر پورش  
 کرتا کتاب اور تلوار کو پہلو بہ پہلو رکھتا جس طرف فوج کشی کرتا تھا اور علماء کو  
 ساتھ لجاتا کبھی کسی نے اس وقت تک ایسی متواتر فتوح حاصل نہیں کیں  
 جیسی سے نصیب ہوئیں گویا اقبال نصرت اس کے ہر کام تھا رلبون کو فتح  
 کر کے اس کی لویا لاٹ فصیلون اور برجون کو مسمار کر دیا بارسلونا پر قبضہ کر لیا

آخر کو گلیشہ بھی نہ بچا سینٹ یا گو کو جو سیمون کا سب سے بڑا عہدہ تھا تھا  
یا کل سبدم کر دیا انھیں معرکوں کے بعد اوسے اپنا لقب المنصور رکھا غرض کہ  
لبون۔ کسٹائل بارسلونا۔ نادار۔ پیلونا۔ کمہو سٹیل پراپنا قبضہ کیا اور بعض  
شہزادوں کو اپنا باج گزار بنا لیا ایک مرتبہ اوسکو خارجا معلوم ہوا کہ نادار  
ایک مسلمان عورت مقیدہ ہر شاہ نادار کو نہایت ذلت کے ساتھ پابوسی پر  
مجبور کیا اور عورت مذکور فوراً رہا کی گئی ایک فوج منصور سیمون کے پیچھے بلغار کے  
ایسے ایک مقام محفوظ دشوار گزار میں جا کر گھر گیا نہ تو آگے بڑھنے کی جرأت تھی  
اور نہ پس پناہ ہونے کی کیونکہ دشمنوں نے پچھلے درے بند کر دیے اگرچہ وقت  
اور موقع نہایت مخدوش تھا لیکن اوسے اپنی تدبیر سے اسی حالت میں یہ  
حکم جاری کیا کہ گرد کے تمام قصابات پر حملہ کر دو اور لوٹ مار سے یا جس طرح  
ہو سکے گھیتی اور اسباب معیشت و سکونت کا سامان بہم پہنچاؤ چونکہ مسیحی  
بوجہ کم ہونیکے حملہ تو کرنے سکتے تھے لیکن اسباب کا اطمینان تھا کہ دشمن اپنے  
قبضہ میں ہر نخل کریمان سے جاویگا جب انھوں نے دیکھا کہ اسلامی لشکر اطمینان  
سے مکانات و گھر بنانے میں مصروف ہے اور گھیتی وغیرہ کی بھی تدبیریں کر رہے  
ہیں تو بہت چکرائے اور گفتیش کرنے لگے کہ ان باتوں سے دشمن کا منشا  
کیا ہے کسی عربی سپاہی نے جواباً بیان کیا کہ ہر وقت واپس وطن جانا  
اور پھر آنا ایک طویل عمل ہے جس سے یہیں قیام کر کے جب تک کہ کل ممالک  
محدوسہ پر بخوبی قابض نہ ہوں یہیں قیام کریں مسیحی سمجھے کہ ایسا نہ ہو کہ مسلمان  
ان میدانوں کو ہمیشہ کے لیے اپنا مسکن الایس بنا بیٹھیں اس خوف سے

اور خون نے دشمن کو بخوف گزر جانے کو راستہ بھی دیا اور مال غنیمت نے بیکار  
 بار برداری بھی دی مثل ہے کہ گنوار گناہ دے اور پھیلی دے دفعتاً کٹا سائل کے  
 قطع کے بعد المنصور بیمار ہوا اور بمقام بیڈ نیا سلی سلسلے مطابق سنہ ۹۲۳ ہجری میں  
 انتقال کیا مسیحیوں کو اسکی مرگ ناگہانی سے نہایت خوش ہوئی کون ہر جو اپنے  
 دشمن کی مرگ سے خوش نہیں ہوتا المنصور کے بعد اسکا جانشین اسکا بیٹا  
 ابو مرادان عبدالملک الملقب مظفر ہوا چھ برس تک اپنے باپ کے قدم قدم  
 چلا اور سیاست اور عدالت میں وہی قوانین جاری رکھے جو اسکے باپ کے  
 وقت میں تھے اور خلیفہ کی ویسی حفاظت کی جیسی منصور کے وقت میں تھی  
 اسکو ایک سر کے میں عیسائیوں سے شکست ہوئی سنہ ۹۲۷ مطابق سنہ ۴  
 ہجری میں بمقام قرطبہ زہر دیا گیا اور وہ مر گیا اس کے بعد اسکا بھائی عبدالرحمن  
 وزیر ہوا اور اس نے اپنا لقب ناصر کے حکومت کا دعویٰ کیا جس سے عوام کٹا  
 میں جو شاہی خاندان کی حکومت کے آرزو مند تھے بڑی کینجنگی پیدا کر کے وزیر اعظم  
 کے خاندان کے مخالف ہو گئے اور اس بات پر زور دیا کہ ہشام بذات خود فرما  
 خلافت ادا کرے ہشام کی یہ کیفیت تھی کہ بیچارہ تیس برس حرم سرا کی چار دیواری  
 میں فطربند تھا اور سوکے عیش و عشرت کے امور جہان داری کی طرف مطلق توجہ تھی  
 ہر چند انکار کیا لیکن کون سنتا ہے بار خلافت اوپر رکھ ہی دیا آخر کچھ عرصے  
 کے بعد جب لوگوں کو یہ معلوم ہوا کہ خلیفہ محض تالافق اور دنی الطبع ہے  
 اسی سنہ میں محمد بن عبدالجبار بن عبدالرحمن ناصر نے خروج کیا۔  
 گیارہواں بادشاہ چوتھا خلیفہ قرطبہ کا محمد بن ہشام ہوا

یہ زور و شمشیر خلیفہ ہوا اور اپنا لقب مہدی باللہ رکھا لیکن وہ بہت دنوں تک اس  
 خلافت مختصہ کو بہ منتفع ہوا اور لوگوں نے جو فرقہ مفسدین سے تھے اور انقلاب  
 میں اپنی بھلائی جانتے تھے اسکی اطاعت قبول کی اور ہشام موید کو گرفتار کر کے  
 قرطبہ میں قید کر دیا اس صہ میں سلیمان بن حکم بن سلیمان بن عبدالرحمن کہ وہ بھی  
 اسی خاندان خلافت کے شاہزادوں سے تھا ازلیقہ سے فوج لیکر آیا اور یہ  
 محمد دوم بن ہشام سے مقابل ہوا آخر اس لڑائی میں مستترع میں خلیفہ کی  
 فوج نے شکست کھائی اور خلیفہ فرار ہو گیا اور سلیمان دار الخلافہ پر قابض  
 ہو گیا کسی مہینے بعد محمد دوم نے پھر قرطبہ پر قبضہ کر لیا لیکن اہل شہر نے اس سے  
 ناراض ہو گئے تھے اس کو ستر سالہ ہجری میں قتل کر کے سلیمان کے پاس سلو سکا  
 بھیج دیا سلیمان پھر اگر خلیفہ قرطبہ کا ہوا۔

بارہویان بادشاہ اور یا پچوان خلیفہ قرطبہ کا سلیمان بن حکم بن  
 عبدالرحمن سوم ہوا۔ اسے لقب پنا استعین باللہ عظمیٰ اسکی خلافت  
 ہجری مطابق ۳۸۷ء میں ختم ہوئی اور یہ آخری بادشاہ بنی امیہ خلفاء اندلس  
 تھا اب قندار خاندان بنی امیہ کا ملک مغربیہ میں بلکہ شوکت سلطنت اسلامی  
 میں بالکل زوال کیا حکام اور والیان ممالک بیرونی نے اقتدار حاصل کیا جو بلوائی  
 شہزادے زور و شمشیر دعویٰ خلافت کے ہوئے اور کو کسی نے تسلیم نہ کیا اب ہر ایک  
 حاکم اپنے ملک مقبوضہ میں بادشاہ متقل بن گیا اور خلافت قدیمی ٹکڑے ٹکڑے  
 ہو گئی سیمیان اہل قرطبہ کو یورش اور حملہ کر نکا موقع ملا یہاں تک کہ بتدریج اسلام  
 اس ملک سے نیست نابود ہو گیا جسکا خلاصہ یہ ہے کہ خاص تخت گاہ قرطبہ پر پڑے جسے

نامی سرکش مسلط ہوئے چنانچہ علی بن جمود بن یحییٰ کہ سادات حسنیہ اور سیدیہ  
تھا سلمہ ہجری مطابق ۱۱۸ھ میں سلیمان کو شکست دیکر تخت نشین ہوا اور پھر  
عرصے میں مارا گیا اس کے بعد قاسم بن جمود اس کا بیٹا سلمہ ہجری میں تخت پر  
بٹھا اور وہ بھی مارا گیا پھر اس کا بھتیجا یحییٰ سلمہ ہجری میں تخت نشین ہوا اور  
وہ بھی مارا گیا اس کے بعد پھر ہشام بن سلیمان سلمہ میں تخت نشین ہوا اور  
اس نے اپنا لقب رشید رکھا۔

واضح ہو کہ علی بن جمود اولاد میں ادیس بن عبداللہ بن حسن بن علی کرم اللہ  
وجہہ کے ہیں ادیس سلمہ ہجری میں خلفا عباسیہ کے خوف سے مغرب کی طرف  
چلے گئے اور کسیتھ ملک پر قابض ہو گئے وہاں ان کی وفات کے بعد ان کی اولاد  
اوس ملک پر قابض رہی ادیس کے بعد عمر پھر عبداللہ پھر علی پھر احمد پھر یعقوب  
پھر جمود ہوئے اگرچہ ان ادیسیوں کے ملک کا برا حصہ فریقہ میں خلفا قرطبہ نے  
دبایا تھا لیکن انھوں نے پڑ پڑ شیر دہس لیا یہاں تک کہ خود مالک طبع ہو گئے جیسا کہ انہی نے کوہ  
ہم اوپر لکھ چکے ہیں کہ لوگوں نے جو فرقہ مفسدین سے تھے اور انقلاب سلطنت  
میں اپنی بھلائی جانتے تھے انھوں نے ہشام مؤید کو گرفتار کر کے قرطبہ میں  
قید کر دیا اور محمد بن ہشام بن عبدالجبار ملقب مہدی کو خلیفہ گردانا اب اس کے  
فریق مخالفت نے سلیمان بن حکم کو اپنا خلیفہ گردان کر مہدی پر خروج کیا اور مہدی  
کو شکست دیکر دار الخلافہ پر قابض ہو گئے پھر تھوڑے عرصہ میں مہدی شکر  
جمع کر کے قرطبہ آیا اور سلیمان کو شکست دی اس عرصے میں تمام اہل قرطبہ  
نے روز کے جدال قتال سے تنگ آکر بیعت اجتماعی مہدی کو قتل کر کے ہشام

مؤید کو تیسری مرتبہ تخت نشین کیا اور واضح عامری وزیر اعظم ہوا تھوڑے عرصہ  
 میں وزیر اعظم کو بھی کسی سبب سے ڈر ڈالا اس عرصہ میں اہل بربر نے سلیمان بن حکم  
 سے اتفاق کر کے قوطیہ کو فتح کیا اور ہشام المؤید کو پھر قید کر دیا تو گونج سننے  
 میں سلیمان سے بیعت کی اور لقب و سکا استعین باللہ رکھا۔ بنی امیہ کی حالت  
 اس وقت نہایت خوفناک اور قابل فحس تھی مورسلو۔ بربر۔ باری باری  
 فنا ہنہ خراج بناتے تھے اور پھرنی نئی چالوں سے ایک دوسرے کو کشت و مات  
 دیتے تھے جب تیسری مرتبہ ہشام کو معزول کر کے ایک کلبہ تاریک میں مع  
 اہل حرم قید کر دیا اس وقت کا حال شدت جاڑے اور بھوک سے نہایت تنگ  
 تھا اور اندھیرے کی تکلیف مزید برآں کہ یکایک ایک شخص نے اگر کوئی فیصلہ  
 سنایا کہ قبلہ عالم آپ کل فلاں قلعہ میں قید کیے جائینگے اسکے اول نوید موت  
 کی سنا چکے تھے اسکے جواب میں خلیفہ نے یہی کہا کہ کچھ مضائقہ نہیں یوں ہی  
 سہی مگر خدا کے لیے کچھ کھانیکو دیجیے اور جاڑے اور روشنی کا بندوبست  
 کرو دیجیے گا سپر کیا موقوف اس قسم کی وحشت انگیز سانحے قوطیہ میں متواتر ہوتے  
 رہے ہر روز نیا انقلاب ایک تازہ آفت برپا کرتا رہا اس غل غلبے پر شخص کے  
 خراج میں خود سری اور آزادی پیدا کر دی جب لوگوں نے میدان صاف پایا  
 تو لوٹ مار شروع کر دی اور بعد خانہ بربادی وزیر اعظم کے اسکے قصر عالی کو بھی  
 تاخت و تاراج کر کے آگ لگا دی اور قوطیہ ایک وحشت ناک مسلح اور قتل گاہ بنو  
 گئی یہ گروہ یعنی سلو وغیرہ جب اپنی ہوسین پوری کر چکا تو اب بیرحم بربری  
 کی باری آئی اور ان کے بچے قضا میں پھنسے جذبہ جاتے تھے تباہی اور بربادی

اونکے ساتھ ہوتی تھی قصر اور محل و رشان دار عمارتیں سب برباد کرتے تھے  
 اور آخروہ سب آگ کی نذر ہوتے تھے یہاں تک کہ مدینۃ الزہرہ پر بھی قبضہ کر کے  
 لوٹ لیا اور آگ لگا دی اور وہاں کے ساکنین جو بھاگ کر جامع مسجد میں جا  
 چھے تھے ان پر جموں نے مع پچے اور عورتیں اور بوڑھوں کے قتل کر دیا  
 اور خانہ غذا کا کچھ خوف دل میں نہ آیا یہ واقعہ سننے کا ہے الغرض کہ سید  
 بحر بن جبران عامری جو قوم نوادی اور اصحاب موید سے تھا ایک جماعت  
 کثیرہ کے ہمراہ ہوئی اور علی بن جبود العلوی حاکم سبائیہ کا اس کے شریک  
 ہو کر قرطبہ روانہ ہوا اور سلیمان نے مع لشکر کے مقابلہ کیا۔ آخر شکست کھائی  
 جبران عامری نے قرطبہ پر قبضہ کیا اور ہر چند ہشام نے موید کی تلاش کی مگر  
 نہ پایا اور سلیمان کو اس جرم میں قتل کیا کہ تو نے موید کو مار ڈالا ہے حالانکہ ہشام  
 اس مجسس کی سختی سے قرطبہ سے روپوش ہو کر مکہ معظمہ کی طرف روانہ ہوا تھا  
 یہ حال دسکی ایک کثیر حرم سے معلوم ہوا غرض کہ اسے موید کے مرنے کا سب پر ظنا  
 کر کے اپنی خلافت کا استدعی ہوا اور لوگوں نے اس سے بخوشی بیعت کی اور  
 لقب سکاستوکلن لے کر رکھا اور یہ اولاد حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے تھا جبکہ خاص  
 دارالعمارت کا یہ حال تھا کہ خلیفہ پر خلیفہ ہوتے تھے کبھی مجلس امراء قرطبہ حکومت  
 کرتی تھی تو صوبہ جات ملحقہ کا اسی پر قیاس کر لیجیے منصوص ہے جو اصولی قائم  
 کیے تھے صرف اٹھ برس کے عرصہ میں سب دنیا منیا ہو گئے حایان بنی امیہ  
 کو جب یہ حال معلوم ہوا کہ ابھی تک ہشام موید قرطبہ میں ہے اور عامری سب  
 سے اب خلیفہ بن بیٹھا تو ایک شخص عبدالرحمن نامی بنی امیہ کو جو اولاد عبدالرحمن



ناصری تھا ملقب بمرتضیٰ کیا بختگر اہل شاطیہ اور و لنشیا اور طرطوش جمع ہو  
جو مخالفین جمود علوی کے تھے یہ قرطبہ پر آئے اور مقابلہ ہوا لیکن نصیحتیں پام  
واپس ہوا۔ اور غلام کرجو کو حمام میں قتل کر کے اوکوڑی بجائی قاسم کو خلیفہ الملقب  
بہامون کیا پھر اسپر خرچ کیا تبھی بن جمود نے اور قرطبہ کے لوگوں کو اس سے  
بیعت کی اس وقت قاسم اسپلیان میں تھا جب قاسم وہاں سے لوٹا تو تبھی  
بغیر لڑنے مالٹا جائزہ کی طرف چلا گیا اور ہر شہر و قصبہ ہر ضلع خود مختار بن چھا  
سرداران بربر جنوبی اضلاع پر قابض ہو گئے قوم سلونے مشرقی صوبہ و با  
جو ملک بچا اسپر اون چند نو دولت یا سبھی خاندانوں نے تسلط کر لیا جو خوش متبعی  
سے سلاطین قرطبہ کی الوالعزمی سے ادھر ادھر جان چھپائی بیٹھے تھے اور  
انہیں کے نہایت مشہور شہر قرطبہ سوائیل میں جمہوری سلطنت قائم ہوئی مگر قرطبہ  
کی حکمران عیسیٰ بن علی طبر سے بالکل بادشاہی کی مشابہت تھی خلاصہ یہ کہ نصف گیارہویں  
صدی کے قریب بنی خاندانوں کے علیحدہ علیحدہ شہروں میں خود مختار بن بیٹھے  
سوائیل کا خاندان مالاکا گین۔ حیا دنا الجرس و مالٹا میں جمود غرناطہ میں ضرائی  
زارا گوزا میں بنی صعود طلیطلہ بنی ٹولید و بین خاندانوں۔ سید طرچ و طیشیا مریشہ  
المربا کے خاندان نہایت جلیل القدر اور مشہور تھے گوانشین بعض مذہب علم و دوست  
شعر و موسیقی قدر دان بنے تھے اور ادھکا طر حکومت بھی نہایت شہادتہ اور  
منصفانہ تھا مگر بیشتر سخت گیر اور ظالم تھے اب ہم یہاں سے واسطے رابطہ کلام  
کے اون سلاطین ازرقہ کا حال بیان کرتے ہیں کہ بنکی سلطنت دیا مغرب  
مثل مرا کہ تاخیر در توسل وغیرہ میں تھے اور بیان آ کر قرطبہ میں اپنا قبضہ کیا

## مختصر کیفیت سلاطین مرابطین کی جنھوں نے قرطبہ پر حکومت کی

ابتداءً وہی ۹۹۹ء سے ۱۰۴۱ء تک ہی گیا رہا ہجریں صدی کے وسط میں آدمی ایک یحییٰ بن ابراہیم کہ حاجی تھے اور مکہ معظمہ میں اونھوں نے اکیات اور علم شریعت سیکھا تھا اور دوسرے عبداللہ بن یسین کہ مشہور معلم علم شریعت وراثت کے تھے دونوں باہم اتفاق کر کے افریقہ کے جاہل گروہوں کو کہ کوہستان طلح کے پاس پارہتے تھے تعلیم مذہبی کے حیلے سے اپنے قابو میں کر لیا اور ان کے ذریعہ سے قوطیہ کے اطراف پر قابض ہو گئے اور اونھوں نے اپنا نام مرابطین رکھا یعنی باہم ستوار اور مرو جین مذہب بھی اپنے کو کہلایا۔ عبداللہ کا لقب میر مقرر ہوا بعد ازاں اس کے ایک نامی ایک شخص ان کے قائم مقام ہوئے اور اونھوں نے صحرائے طلح کو چھوڑ کر افریقہ کے ملک فتح کرنے پر کمر باندھی اس کے بنی عم یوسف بن تاشفین نے شہر فاس کو فتح کر کے ملک موریتانیہ یعنی مراکو پر قبضہ کیا اور ۱۰۶۴ء میں شمالی اور وسط افریقہ کے لوگوں نے ان کی حکومت قبول کی۔ اس سے بین ہسپانیہ کے اسلامی سلاطین نے جنکو عیسائی الفانسون نے تنگ کر رکھا تھا یوسف تاشفین کو اپنی مدد کے لیے طلب کیا یہ ۱۰۶۴ء میں حسب طلب اپنا ہسپانیہ کو عبور کر کے قریب بادہ کے ایک مقام پر جسکو زلاگا کہتے ہیں ماہ اکتوبر نہ صدر میں نصارا کی فوج کو تاشفین کے بعد اور اکثر فتوحات اسے نصیب ہوئیں اور قوطیہ حرمین بن زوشیر اور تدبیر مالک اسلامی ہسپانیہ پر اپنا اقتدار اور اختیار جا کر کل سلاطین اسلامیہ کو اپنا مطیع اور تابع کر کے مراکو آگیا جکا مذکور پہلے درج کتاب ہو چکا ہے۔

الفصل یوسف ۱۰۶۴ء میں مراکو میں اس کے بعد اس کا بیٹا علی قائم مقام ہوا علی نے

جسٹلر مین پھر قسطلانی یعنی کشائیلی فوج کو جبکہ بادشاہ الفانسو تھا تو ایکس کے  
 شکست دہی۔ اور بعد میں نے الفانسو کے اوسکے بیٹے نابلیغ ڈان ساچونے اعلیٰ  
 قبول کی پھر سالہ ۱۴۸۰ء میں شہر سرگوشیہ بسبب غلبہ نصاریٰ کے مسلمانوں کے قبضہ  
 نکل گیا۔ اور اب ملاکشی اسپانیہ اہل اسلام کی عملداری ہمیشہ کے لیے جاتی رہے  
 اس لیے کہ علی بن یوسف تاشفین سالہ ۱۴۹۲ء میں قضا کر گئے اور انکے بیٹے تاشفین  
 بن علی بسبب یورش فرقہ ممدویہ جو دار السلطنت مراکو پر حملہ آور ہوئے تھے مصروف رہے  
 اور ملک اسپانیہ پر بالکل توجہ نہ کی یہاں تک کہ فرنگستان کے عیسائی اکثر ملک  
 اسپانیہ پر قابض ہو گئے اور اسی محاصرہ شکلوں میں تاشفین بن علی نے  
 انتقال کیا اوسکے بعد ابواسحاق بن تاشفین کل ایک برس حکومت پر کام کر کے  
 سالہ ۱۴۹۳ء مطابق ۱۴۹۳ء ہجری میں ممدویوں کے ہاتھ سے قتل ہوئے اور انکے  
 ملک پر ممدوی قابض ہو گئے یہ آخر بادشاہ مرابطین کے تھے جنکی حکومت سالہ ۱۴۹۹ء  
 لیکر ملک نکلی ہی۔

### کیفیت ممدویہ کی مختصر یونہی

نام ابن محمد بن عبداللہ اور بعض مورخ نے محمد ابن نورث لکھا ہے حضرت امام حسن  
 علیہ السلام کی اولاد تھے اطراف سوس میں عشرہ کو دن ۲۵ھ میں پیدا ہوئے  
 کم عمری میں بغرض طالب علمی قرطبہ آئے اور مصر کی سیر کی علوم دینی مکہ شریف  
 اور مدینہ منورہ میں حاصل کیے وہاں سے بغداد پہونچے تین برس امام غزالی  
 رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں رہے اور قرشی اور طوسی سے بھی علم حاصل کیا  
 اور موغنین مغرب نے لکھا ہے کہ جن دنوں امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ مدرسہ نظا

بغداد میں درس دیتے تھے اونھوں نے ایک نو عمر طالب علم کو خلافت و اج  
 ایک سو تی ٹو پی پہنے ہوئے دیکھا۔ پوچھا تم کون ہو اور کس ملک کے رہنے والے  
 ہو اونھوں نے کہا کہ میں ارض مغرب شہر سوس کا ہوں پھر امام صاحب نے  
 دریافت کیا کہ تم قرطبہ مدرسہ میں بھی رہی ہو جو دنیا میں تمام مدارس سے افضل  
 خیال کیا جاتا ہے۔ عرض کیا جی ہاں اسکے بعد قرطبہ کے علما کے نام دریافت  
 کیے اونھوں نے بالتفصیل بیان کیے پھر فرمایا کہ تنہ میری کتاب احیاء العلوم بھی  
 دیکھی کہا جی ہاں پھر فرمایا کہ اوسکی نسبت علما و قرطبہ کے کیا خیالات ہیں طالب علم  
 نے سر جھکا لیا جب امام نے اصرار کیا تو جوان نے کہا کہ اگرچہ اس امر کا اظہار کرنا  
 گستاخی ہے مگر بحکم الامر فوق الادب عرض کرتا ہوں کہ علمائے قرطبہ نے آپ  
 کتاب پر کفر و الحاد کا فتویٰ لگایا ہے اور اس کتاب کو پھاڑ کر جلا دیا۔ اور  
 سبھوں نے ملکر بادشاہ علی بن یوسف تاشفین کو اطلاع دی کہ یہاں احیاء العلوم  
 بکثرت پھیلتی جاتی ہے اس سے مسلمانوں کے عقائد کے بگڑ جانیکا اندیشہ ہے جبکا  
 یہ نتیجہ ہوا کہ بموجب حکم بادشاہ کے علاوہ قرطبہ کے مراکش مینہ فاش قیروان۔  
 اور مغرب کے تمام شہروں میں احیاء العلوم جلا دی گئی۔ نو جوان کا یہ بیان  
 سنتے ہی امام کا چہرہ تغیر ہو گیا اور حالت جذب بن ہاتھ اپنے آسمان کی طرف  
 اٹھا کر یہ بد دعا کی کہ بار آسمانی جس طرح بادشاہ نے میری کتاب کو ٹکڑے ٹکڑی  
 کر کے برباد کیا اسی طرح اوسکی سلطنت کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے تباہ کر جو کچھ  
 اوسی وراثت میں ملتا ہے سب جھین لے عین اتنا ابد دعا میں نو جوان  
 نے کہا کہ یا حضرت اتنا اور اعنا نہ فرما دیجیے کہ اسکی تکمیل میرے ہاتھ سے ہو

حضرت نے فرمایا کہ یا خداوند اسکی تکمیل اسی شخص کے ہاتھ سے ہو طلبہ نے  
آمین کہی یہ نوجوان طالب علم نہایت متقی اور پھیرگار تھا اگر کسی کو خلاف شرع  
دیکھتا تو اسکو فی الفور تنبیہ کرتا آزادی اس کے فرائض میں کوٹ کوٹ کر پھری  
تھی۔ اجرائے احکام شرعی میں نہ کسی بادشاہ کا کھٹکا تھا نہ عوام کا ڈر نہ مغل  
سے اسی آزادی اور خود سری کی بدولت مصر پہنچا وہاں بھی اسی طور کی  
صورتیں پیش آئیں آخر حیرا و قہرا وہاں سے بھی شہر بدر ہوا پڑا سفر میں بجز ایک  
چٹری اور چھوٹے سے مشکیزہ کے اور کوئی چیز اس کے پاس تھی پھر مصر سے  
اسکندریہ گیا اور وہاں نے جہاز میں سوار ہو کر شہر مصر میں مدینہ داخل ہو  
جہاز میں اسکی شیریں بیانی اور فصاحت و پذیرنے اہل جہاز کو نہایت تاثیر بخشی  
کہ اہل جہاز پابند صوم و صلوة ہو گئے اور کوئی ایسا نہ تھا کہ تلاوت قرآن میں ناغہ  
کرتا مدینہ میں ابن دنون سیح بن تیم بن مفر کی حکومت تھی اس نے جاکر مسجد میں  
قیام کیا راہ گزرنے والوں کو دیکھا کرتا۔ جان کسی کو خلاف شرع دیکھتا دست  
بگیر بیان ہو جاتا دو ہی تین دن میں بہت سی ڈھولکین بھاڑ ڈالیں طبلے  
پاش پاش کیے قرنا اور تبنورے چھین کر زمین پر دے مارے شرابوں کے  
خمر چکنا چور کر دیے غرض کہ سارے شہر میں ایک آفت مچادی اس باعث سی  
اسکی تمام شہر میں شہرت ہو گئی ہزاروں معتقد ہو گئے طلبہ نے اگر کچھ استغفار  
حاصل کیا جب میر کو یہ حال معلوم ہوا بہت اعزاز سے بلوایا نہایت قدر  
و منزلت کی اپنی حسن عقیدت ظاہر کر کے رخصت کیا یہ چند روز کے بعد  
مدینہ چھوڑ کر لمبائی پہنچا وہاں بھی اسکا یہ حال ہا کہ ایک دن حسب اتفاق

اسکا گذر ایک یہہ میں ہوا کہ اسکا نام پلاہ تھا وہاں اسنے ایک نوعمر بڑے کو  
دیکھا کمال محبت سے اسکا نام پوچھا اسنے کہا میرا نام عبدالمومن ہے نام  
نستے ہی اب اسے دولت سلطنت ملنے کا یقین ہو گیا اس لیے کہ جس طرح  
اسکو دینی فضائل کے حامل کرنیکا شوق تھا اسی طرح دنیوی حکومت کا بھی  
مادہ تھا اسکو آیام طالب علمی میں ایک کتاب علم جفر کی مل گئی تھی اسکو ذریعہ  
سے اسکو معلوم ہوا تھا کہ ایک شخص مثل بنی فاطمہ سے پیدا ہو گا جو لوگوں  
کو ہذا کی طرف بلائیگا اور اسکا دار الخلافہ وہ مقام قرار پائیگا جسکے نام  
ت-سی-م-ل-ن-ہوں گا اور ایک شخص کی جو جو نام میں ع-ب-ی-ہ-م  
و-ن-ہوں گے وہ اپنی اغراض میں کامیابی حاصل کرے گا ہمیشہ یہ اس شخص  
کا متلاشی ہر جگہ رہتا تھا یہ وہی عبدالمومن ہے پوچھا آپ کا مکان کہاں ہے  
کہا کر نیامین-کہا ارادہ کیا ہے کہا ارض مشرق کو جاتا ہوں-کہا کیوں  
کہا علم کے شوق میں-محمد بن عبداللہ نے کہا کہ علم و فضل و دولت و ثروت  
سب تمکو خدا نے دی ہے اور میرے ساتھ-اور اسکو تمام امور سے واقف کر دیا  
اور یقین دلایا کہ تھوڑے عرصے میں تو بہت بڑا شہنشاہ ہونیوالا ہے غرض کہ  
عبدالمومن اسکے ساتھ ہو گیا اسکے بعد عبداللہ شہر الہی جو بڑا فقیہ اور صاحب  
قرآن اور محدث تھا اور فصاحت اور بلاغت میں کوئی اسکا ہم پلہ نہ تھا  
انکا شریک سفر و حضر ہوا ان تینوں نے ملکر کارروائی شروع کی-شہر الہی  
بالکل گونگا بنا دیا کہ موقع پر اپنے علم و فضل و فصاحت اور بلاغت کو بطور  
معجزے کے ظاہر کرے اور اسنے اس بات کی کوشش کر کے بہت سے میر

خوش وضع نمودند تشکیل جن جن گرفتار ہم کیے اس مختصر جماعت کے ساتھ  
 نجاتی سے کلکڑ شہر مراکش میں پہونچا شہر کے باہر ایک یران مسجد میں اوترا  
 اور پندرہ وعظ شروع کیا اور خلاف شرع امور پر حکام کو لعن ملعن کرنے لگا  
 بادشاہ وقت ابو حسن علی بن تاشفین نہایت نیک نفس تھا ایک دن کا مذکور  
 ہو کہ محمد بن عبد اللہ نے ایسی حرکت کی کہ تمام شہر میں ہلڑ مچ گیا اوسل یام میں ہا  
 یہ رسم تھی کہ شاہزادیان بسبب صحبت نصارا اسپین کم پردہ کرتی تھیں اسی بنا  
 پر ابو حسن کی بہن گھوڑے پر سوار ٹرک سے گزری اسکو دیکھ کر کب برداشت نہ ہوتی  
 تھی کہ خلاف شرع بات کو گویا کرے۔ اپنے مریدوں کو لیکر عورتوں کے  
 غول پر جھپٹ پڑا اور اکثر لڑکیوں کو مار پیٹ کر زخمی کر دیا اور شہزادی کے  
 گھوڑے کیو بھی ایک ہڈا مارا کہ وہ گھوڑے سے گر پڑی پھر شہزادی کو مارتا جاتا تھا  
 اور کتا جاتا تھا کہ مسلمان عورتیں اور یون بے پردہ سیر کریں۔ استغفر اللہ  
 غرض کہ یہ تو مار پیٹ کر جلدیا اور شہزادی کو لوگ اڑھا کر محل سرا میں لیکے  
 یہ خبر سارے شہر میں پھیل گئی اور لوگوں کو اس بزارت اور دلیری پر نہایت تعجب  
 گذرا اس واقعہ کے بعد جمعہ کے دن جامع مسجد میں پہونچا اور خاص اس جگہ کھڑا  
 ہوا جان بادشاہ نماز پڑھا کرتا تھا لوگوں نے منع کیا تو اسنے اونکی طرف  
 گھور کر دیکھا اور خبیثگی کے لہجہ میں کہا کہ المساجد منہ یعنی مسجد میں صرف اللہ  
 ہی کی ہیں اور اسے تردید منہیات میں ایک پر جوش تقریر شروع کی تقریر  
 ہو ہی رہی تھی کہ بادشاہ آگیا لوگ آداب بجالائے اور یہ وہیں بادشاہ کی  
 طرف سے منہ پھیر کر بیٹھا رہا بادشاہ نہایت سلیم الطبع تھا اسنے دوسری جگہ



کھڑے ہو کر نماز پڑھ لی جب نماز سے فارغ ہوئے تو محمد بن عبداللہ نے کھڑے  
 ہو کر پہلے سلام علیک کی پھر کہنے لگا کہ ای بادشاہ رعیت پر جو ظلم ہوتے ہیں  
 اور انکی خبر لے خدا کے یہاں تجھے جواب دینا ہو گا یہ کہہ کر نہ چھوٹ سکیگا کہ مجھے  
 خبر نہ تھی بادشاہ سمجھا کہ یہ کوئی عالم اہل غرض ہے جاتے وقت کہہ گیا کہ اس سے  
 دریافت کرو جو کچھ اسکی غرض ہوگی پوری کر دیجو گی اسنے جوابا بادشاہ کے  
 پاس کھلا بھیجا کہ میری کوئی غرض دنیوی نہیں فقط مسلمانوں کی بھلائی چاہتا  
 ہوں اس واقعہ کے بعد بادشاہ کو اسکے حالات تشدد اور سب کے زخمی ہو چکا  
 اور سلطان کی مخالفت کا حال معلوم ہوا اسنے علما کو بلا کر حکم صادر دیا۔ اور  
 حسب الحکم محمد بن عبداللہ دربار شاہی میں حاضر ہوا قاضی بن محمد رشید نے تقریر  
 کی کہ تم ایسے بادشاہ کو جو نیک فطرت بنیرگار ہے برا بھلا کہتے پھرتے ہو اور اس کے  
 جواب میں محمد بن عبداللہ نے نہایت جرات اور فصاحت سے کہا یہ جو آپ  
 پوچھتے ہیں کہ بادشاہ کے خلاف شان کلمات میں نے کہے یا نہیں۔ ہاں کہے  
 اور بیشک کہے باقی رہا بادشاہ کا منصف پر بنیرگار خدا ترس ہونا اسی قدر کافی  
 ہے کہ اونے تمہاری باتوں پر اعتبار کر لیا جو تم سب کہتے ہو اور سیکوچ جانتا  
 خدا کے یہاں وہی جواب دہ ہو گا نہ کہ تم قاضی صاحب کیا آپ نے نہیں سنا  
 کہ مسلمانوں کی آبادی میں سو مارے مارے پھرتے ہیں شراب علانیہ پک  
 رہی ہے یتیموں کا مال ستم اس تقریر نے اس قدر اثر کیا کہ بادشاہ نے آپ دیدہ  
 ہو کر مذمت سے سر جھکا لیا اور دلیمن کہا کہ بیشک یہ سچ کتاب ہے تمام فقہا  
 نے عرض کیا کہ اسکی باتوں سے بڑے بغاوت آتی ہو اور اس بات پر علامہ ابن

وہ بے جو مصاحب خاص تھا زور دیا اور کہا کہ اگر اس کا قتل خلاف مصلحت ہے  
 تو حراست میں رکھا جائے مگر ایک وزیر نے کہا کہ یہ لوگ خود روٹیوں کو محتاج ہیں  
 بین سلطنت کو کیا نقصان پہونچا سکتے ہیں انکی سزا یہ ہے کہ خارج البلد کر دیں  
 جا میں غرضکہ بادشاہ نے طوعاً و کرہاً اس بات کو منظور کر کے شہر مراکش کو نکال دیا  
 یہ وہاں سے بگلر ایک چھوٹے سے شہر العجات میں پہونچے وہاں عبدالحق بن  
 ابراہیم نے انکو صلاح دی کہ شہر العجات میں آزاد سی سے رہ کر اسکی محافظت نہ  
 کر سکو گے تمکو مناسب ہے کہ کوہستانی قصبہ میں جو پہاڑوں کے اندر واقع ہے وہاں  
 قیام کرو اس گائون کا نام تین مل ہے محمد اسکا نام سنتے ہی مارے خوشی  
 کے اوچھل پڑا جب تین مل میں پہونچا تو اہل قصبہ نے نہایت تعظیم و تکریم سے  
 اودتارا اور سکونت کے لیے اپنے مکان خالی کر دیے یہاں وہ اکثر بادشاہ  
 کے خلاف وعظ کیا کرتا تھا اسکی شہرت علم و فضل تہجد و تقویٰ کی لوگ سن سن  
 کر دور سے آتے اور اسکر شرف بیعت سے مشرف ہوتے ایک اسکایہ بھی ہوا تھا  
 کہ توانا اور تندرست اور نو جوان اور مالدار کو زیادہ اپنے حلقہ ارادت میں لیتا  
 ایک دن اتفاقاً اوسکے حسب کرہ لوگوں نے کہا کہ ہر سال خراج وصول کرنے کی یاد دہانی  
 غلام رومی افرنجی بیان آتے ہیں اور وہ آتے ہی ہمیں گھروں سے نکال کر جاری  
 عورتوں کو بیعت کرتے ہیں اور یہ جو آپ بھورے اور زر درنگ کے ٹوکے  
 دیکھتے ہیں یہ سب و خنین کی نسل ہے محمد نے نہایت طیش سے کہا کہ واللہ اس  
 زندگی سے تو موت اچھی ہے پھر پوچھا کہ اگر اس نے رہ میں کوئی تمھاری اور سی  
 کرنا چاہے تو تم ادھکا ساتھ دو گے اوصوفیوں نے کہا کہ ساتھ دینا کیسا ہم

جہاں تشار کرتے کہ موجود ہو جاؤ گئے بموجب اسکے حکم کے جبہ غلام ہنزل کے  
 موافق بیان آئے تو ان سب کو گھر گھر شراہین پلا کر بست کر دیا اور محمد  
 بن عبداللہ کو خبر دی اوسنے فوراً حکم قتل عام کا دیدیا اور ان واحد میں سب کو  
 مار ڈالا۔ صرف ایک غلام نے بچکر دربار شاہی میں حال واقعہ کی اطلاع دی  
 اور کہا کہ محمد بن عبداللہ کی سازش سے یہ قتل وقوع میں آیا ہے بادشاہ کو  
 سزا دینا چاہیے۔ فکر پیدا ہوئی اور اپنی نا تجربہ کاری اور مالک بن وہب کی سزا  
 کے خلاف کرنے سے نہایت نادام ہوا اور فی الفور دس ہزار سوار اور دس ہزار  
 روانہ کیے محمد عبداللہ نے مال کا ریسہ کھیلے ہی سے یہ تجویز کر رکھی تھی کہ پہاڑوں  
 کی گھاٹیوں پر دونوں طرف لوگوں کو بٹھا دیا تھا جسے ہی بادشاہ کی فوج  
 آئی پہاڑوں کی چوٹیوں پر سے پتھر مارنا شروع کر دیا اس حکمت سے دس ہزار  
 فوج پتھروں کے نیچے کچل کچل کر تباہ ہو گئی یا قیامندہ نے بادشاہ کو اطلاع دیا  
 آخر یہ تجویز پٹھری کہ اب تین مل والوں سے کچھ مزاحمت نہ کیجاوے کہ ان  
 بغاوت کرینگے۔ تھوڑے عرصے کے بعد جب اوسکو بادشاہ کی یورش سے  
 اطمینان کامل ہو گیا تو اسکو یہ سوچھی کہ اس سے نکل کر بادشاہی شہروں پر  
 حملہ آور ہوں ایک دن اوسنے تمام لوگوں کو بلا بھیجا جب سب جمع ہو گئے تو محمد  
 بن عبداللہ کے اشارے سے وہی گونگا شراہی ممبر پر جا کر گھڑا ہوا اور سبکی طرف  
 مخاطب ہو کر کہنے لگا کہ اے مسلمانوں آج تک میں گونگا تھا احمد اللہ کہ رات کو ایک  
 فرشتہ نے اگر میرا سیتہ شق کر کے دل میں ایمان اور علم کو بھر دیا کل تک میں  
 ایک جاہل گونگا تھا آج خدا کی عنایت سے ایک زبردست عالم بن گیا

قرآن شریف اور موطا امام مالک ہون اس صحیح تقریر اور اطہار کرامات  
 نے صدق دل سے سبکو متقدم بنا دیا پھر محمد نے کہا کہ الحمد للہ خدا نے آپ کو  
 ہمارے لیے ہاوی بھیجا ہے پھر اسے پوچھا کہ میرے بارے میں آپ کیا فرماتے  
 ہیں اس نے کہا کہ تم مہدی قائم باعدہ موجود کوئی تمھاری پیروی کرے وہ ناجی ہے  
 اور جو تمھاری مخالفت کرے وہ ناری ہے اس جملہ نے اور بھی اعتقاد لوگوں کا  
 بڑھا دیا اور جو کچھ لوگوں کو فی الجملہ شبہات تھے وہ بھی دور ہو گئے اب  
 محمد بن عبداللہ نے لڑائی شروع کر دی اور دس ہزار کوہستانیوں کی فوج محمد  
 اور عبداللہ کے ہمراہ کر کے مراکش روانہ کی لڑائی میں فوج کو شکست فاش ہوئی  
 اور عبداللہ مراکش کی دیواروں کے نیچے مارا گیا اور عبداللہ موسیٰ مع جندرقا کے  
 تین مل کی طرف بھاگا یہاں پہونچا بھی نہ تھا کہ محمد بن عبداللہ کے قضا کر نیکی  
 خبر سن لی محمد کو مرنے سے پہلے اس شکست کی خبر ہو گئی تھی اس نے قبل مرنے کے  
 موجودہ لوگوں کو بلا کر کہا کہ اب میں رخصت ہوتا ہوں میرا یہ پیغام عبداللہ موسیٰ  
 سے کہدینا کہ میرے بعد دین کی تقویت کے لیے تمکو خدا نے میرا جانشین بنایا اور  
 اسکی اطاعت تم پر فرض ہے اور لڑائی میں شکست کا کچھ مضائقہ نہیں مگر خدا کی رضا  
 یہی ہے کہ آخر عبداللہ موسیٰ ہی کامیاب ہو گا عبداللہ موسیٰ کو اس کے مرنے سے بڑا  
 صدمہ ہوا مگر اسکی وصیت پوری کرنے پر آمادہ رہا اور اسکی نصیحت کا  
 یہ نتیجہ ہوا کہ چند ہی روز میں سرزمین مغرب میں عبداللہ موسیٰ سے بڑا کوئی شاہ  
 نہ تھا محمد بن عبداللہ نے ۳۸ھ ہجری میں انتقال کیا اس کے مرنے کے بعد عبداللہ  
 خلیفہ مہدی نے ۲۱۰ھ عین ایک بڑے لشکر کے ساتھ مرا بطین سے لڑائی

کی اور بعد فتوحات متواتر کے ۲۵۰ سالہ عین - مراکو - اور فاس وغیرہ مددیہ  
 کے قبضہ میں آگئے اور بلا شرکت غیرے کل فریقیہ پر قابض و تصرف ہو گیا  
 مقوڑے عرصے کے بعد اسپانیہ کی فتح کا بھی خیال ہوا کہ اسکو بھی ملحق ممالک  
 افریقیہ کریں اسی تہیہ میں تھا کہ ۱۶۳۰ء مطابق ۱۰۳۹ھ ہجری میں قضا کی  
 اس کے بعد اس کے بیٹے ابو یعقوب یوسف نے ۱۶۳۰ء عین انبار اسپانیہ کو  
 عبور کر کے مقام سویلی میں ایک جامع مسجد بنوائی کہ وہ بافضل کنیہ توفیقی  
 مشہور ہے اور ۱۶۳۰ء میں الفانوشتم بادشاہ قسطلان پر فتح پائی اور  
 سائر ملک تاخت و تاراج کر کے اور چند قلعوں پر قبضہ کر کے افریقیہ میں آیا پھر  
 ۱۶۳۰ء میں دریا شور کو عبور کر کے سائرام کے قریب ملک پرتغال کے مغرب  
 میں زخمی ہوا اور انجین زخموں کے سبب وہیں انتقال کیا اس کے بعد  
 ابو یوسف یعقوب دسکا بیٹا جبکہ لقب منصور تھا اسکا قائم مقام ہوا - وہ  
 الجزائر پر دریائی راہ سے اوترا اور قسطلان کے بادشاہ الفانوش میدان الارکاس  
 میں بڑی لڑائی ہوئی جس میں انفا سو کی فوج کو شکست ہوئی بعد اس کے ابو یوسف  
 نے وہاں سے کوچ کر کے ٹولیدوکا کہ دار الحکومت اون ممالک کا تھا محاصرہ کیا  
 اگرچہ ابو یوسف باوجود کوشش بلنج کے اس شہر کو مسخر نہ کر سکا لیکن اس کے  
 اطراف کے بڑے بڑے شہروں پرشل میڈرڈ - اور گواڈالاگز اس کے قبضے میں  
 آگئے یہ ابو یوسف ماہ اگست ۱۶۹۰ء میں قضا کر گیا اس کے بعد بڑے ہو  
 اور لایق اور شجاع اور بڑی خوبی کے دیبا دشاہ ہوا ایک محمد بن عبداللہ  
 ملقب المناصر دین القدر آخر سلاطین مددیہ سے ہیں کہ تخت گاہ اور ممالک

اسپانیہ پر قابض ہوئے بحرِ روم تحت نشینی کے قصد کیا کہ مالکِ اسپانیہ جکا پر حصہ  
 عیسائیوں کو لگ بے اس کے مورثوں سے لیا تھا چار پنے قبضہ میں لاوے۔  
 اور اسی قصد سے مشہور ہو کہ کئی لاکھ آدمی اس نے فراہم کیے۔ اور وہ افریقہ سے  
 ۱۲۰۰ عزمین روانہ ہوا اور آہناے اسپانیہ سے عبور کر کے اس قلعہ جبال کے  
 سلسلہ پر لشکر گاہ کیا جسے قطلان جدید کو کیٹل انڈس سے بہا کہا جوتاہان  
 عیسائیوں کی طرف سے یہ سامان ہوا کہ پوپ نے جو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نشان  
 سمجھا جاتا ہے اور جگانام انوسنت سوم تھا عیسائی بہادار کا رکھ رکھاؤ غطا  
 جس کے سلاطین متفقہ کے لشکر تمام ترکستان اور دیگر ممالک سے فراہم ہوئے  
 لاکھوں سے تعداد ان کی بڑھ گئی سخت گھمسان کی لڑائی ہوئی لیکن آخر کو فوجِ حق  
 کو شکست ہو کر پوربب زوالِ سلطنتِ اسلامیہ کا ہوا۔ اور محمد بن عبداللہ  
 مین ۱۲۰۰ عزمین قضا کر گیا یوسف دوم مسمی ابو یعقوب محمد بن عبداللہ کا بیٹا  
 گیا رہبر کی عمر بن باب کہ قائم مقام ہوا اس کی سلطنت میں برابر فتور اور فساد  
 رہا اور ماہِ جنوری ۱۲۰۰ عزمین قضا کر گیا اور اپنا کوئی وارث بھی نہ چھوڑا۔  
 دوسرا ابو الملک عبدالواحد اس کا قائم مقام ہوا چند عزمین کے بعد ابو محمد  
 لقب بہ العادل کے ہاتھ سے قتل ہوا جسے خود دعویٰ سلطنت کیا مگر وہ  
 بھی ماہِ اکتوبر ۱۲۰۰ عزمین مقتول ہوا پھر ابو علی لقب بہ المامون اس کا قائم مقام  
 ہوا یہ برگشتہ بخت تھا افریقہ میں اس کے اقارب میں سے تین نامی ایک شخص  
 برسرِ جنگ تھا اور اسپانیہ میں ابن ہود نامی ایک چھوٹا سردار مخالفت کا اور  
 ہوا جس نے اپنے کو سلطنتِ اسلامیہ اسپانیہ کا بادشاہ قرار دیا اور اس مملکت

کو مدد دینے سے کمال لیا الغرض المامون <sup>۳۲</sup> علیہ السلام میں قضا کر گیا مگر قائم  
 المامون نے بیکار کوشش کی کہ اسپانیہ میں اپنا اقتدار پیدا کرے۔ اور  
 اوں ممالک سے دست بردار ہونے پر مجبور ہوا اور سلطنت اسلامیہ <sup>۳۳</sup> اسپانیہ  
 تین شخصوں پر کہ مخالفین سے تھے تقسیم ہو گئی جمعیت بن زین نامی ایک شخص  
 وانشیا اور اسکے حوالی پر قابض ہو گیا۔ ابن ہود کے آراکان آردکان  
 اور کچھ اندلس کے لوگوں نے اطاعت کی محمد بن الاحمر مملکت چین اور اچھے حصہ  
 غرناطہ یعنی گرنادہ پر ظالمانہ حکومت کرتا رہا۔ اور یہ تینوں بھی باہم ایک  
 دوسرے سے لڑتے رہے اور وہ تینوں عیسائی بادشاہ فرنگ سے مغلوب ہو  
 کسی میں طاقت ان کے مقابلے کی نہ تھی۔ قرطیبہ کو کہ معتبر اور نامور دارالخلافہ  
 سلطنت اسلامیہ <sup>۳۴</sup> اسپانیہ کا تھا ماہ جون <sup>۳۵</sup> علیہ السلام میں عیسائیوں نے لیلیا وانشیا <sup>۳۶</sup> شہر <sup>۳۷</sup>  
 میں اہل اسلام کو ہاتھ کر لیا وینیا <sup>۳۸</sup> علیہ السلام میں مسلمانوں نے حکم کیا <sup>۳۹</sup> علیہ السلام میں  
 سے قلعے و درون کنارہ و دریا گواڈل کو ہر کسی کو ہٹائے جو عیسائی لیکر شہر سبلی کو دروازہ  
 تک تھوڑا ایک شاہ غرناطہ کا برائی نام اہل اسلام کا محمد بن الاحمر تثنیٰ طبری نامی سلطنت <sup>۴۰</sup>  
 اسپانیہ میں لگیا جس نے اطاعت فرڈینانڈ سوم کی قبول کی اور فرڈینانڈ نامی ہسپانیہ کو

### خلاصہ احوال سید یعنی سیدو

منجملہ اوں طوائف الملوکی کے جو ملک اندلس میں بعد خرابی خلافت خلفاء  
 بنی امیہ کے واقع ہوئی ایک سچی بڑا نامی گرامی مشہور تھا جس کے قصے الواغری  
 کے اسپین میں زبان زد خلاق تھے وہ کون سیدو یعنی سید کہ جکا ذکر خالی از  
 لطف نہیں واسطے ملاحظہ ناظرین کے تحریر کیا جاتا ہے۔



جبکہ طوائف المنلو کی کا بازار اندلس میں گرم تھا تو اوسے ایام میں فروغیاد  
 نے نیون اوکشاہیل کو فتح کر کے اول شہریال درگارشہ کو اسے طمع کر دیا۔ اور پھر  
 زاریگو۔ و سکو کو ام واقعہ یہ تھا کہ کو فتح کر کے شامل کر دیا لیکن قی وقت تمام  
 کوتین بیٹے اور دو بیٹوں کو تقسیم کرنے میں سخت غلطی کھائی جسکی وجہ سے اس  
 علاقہ میں عرصہ دراز تک خانہ جنگیاں ہوتی رہیں آخر الفانسو پنجم نے اس کو بھر  
 ہوئے شیرازہ کو پھر ایک جامع کیا اوس وقت سے آج تک مسیحی روز بروز ترقی  
 کرتے رہے اوسے وقت میں یعنی الفانسو کے عہد میں سیڈ یعنی سید مذکور  
 قومی نامور گذرا ہے جسکا اصلی نام راڈری گوڈیا ز آف دیوار تھا  
 اور جسکو مورخ سیڈ المواضع سے موسوم کرتے ہیں۔ مورخون  
 میں اختلاف ہے بعض اسکو نہایت تصدق باوصاف حمیدہ کہتے ہیں اور  
 بعض لکھتے ہیں کہ یہ کوئی نامور بہادر نہ تھا بلکہ ایک روز غبارِ خاک تھا اور وہ  
 اسکی محض بھاٹون کی جودت طبع ہے اصل یہ ہے کہ وہ بیکل عیوب کے بہر  
 نہ تھا بلکہ بعض اوقات خطائیں بھی اوس سے بقضائے بشریت سرزد ہوتی  
 تھیں مگر وہ ایک مضبوط بہادر اور جویاںی جاہ و جلال تھا جس طرح عیسائیوں  
 کی طرف سے مسلمانوں سے لڑتا اوسے طرح مسلمانوں کی طرف سے عیسائیوں سے  
 مسجد ہو پا کر جا اوسکو کسی شے کہ تباہ کرنے میں دریغ نہ تھا بشرطیکہ اسے  
 مال غنیمت ہاتھ آتا لکن عہد میں جس برکی عمر میں اسے نمود حاصل کی۔  
 ہسپا اور نا دار کی لڑائی میں ایک مورخ شجاع کو مار کر المواضع کا خطاب حاصل کیا  
 اور تھوڑے عرصے میں افواج کشائیل کا سپہ سالار ہو گیا اسی اثنائیں

شاہ نادار یعنی سانکو کے ساتھ ہو کر اوسکے بھائی الفانسو شاہ لیون کو مقلوب  
اور عقیدہ کر لیا آخر سانکو دیلی بوڈ کے ہاتھ سے زامورہ کی فضیل کے نیچے  
قتل ہوا اور پھر الفانسو جسکو سید نے بعد قید کے جلا وطن کیا تھا تخت نشین  
ہوا الفانسو نے پہلے اسکی نہایت خاطر کی بلکہ اپنی چچا زاد بہن کی بیٹی سے  
شادی بھی کر دی مگر بعد کو جاسد دن کے بہکانے سے اور گھنٹہ جلا وطنی  
کے شدید یاد آنے سے سید کا مخالفت ہو گیا اور آخر کو یہ حکم دیدیا کہ سید نوڈ  
کے عرصہ میں شہر بدر ہو جائے ورنہ سراسے موت کا سزاوار ہو گا سید ساٹھ  
آدیسون کے ساتھ پہلے برگوز گیا جب وہاں جگہ نہیں پائی تو بوساٹہ گیا اب  
وہاں اوسکی مدت کے تین دن باقی رہ گئے تھے چھ دن گزر گئے تھے۔  
اسکے بعد سید نے الفانسو کی حد سے کلک شاہ زارا گوزا مسلمان کی ہمارت  
اختیار کی اور اوسکی طرف سے اراگون علاقہ الفانسو پر حملے کے پیشتر  
ریاست کوتہ و بائگیا پھر اوسنے کوئیٹ بارسلونا کو شکست فاش دیکر شاہ زارا  
گوزہ کا حلقہ بگوش بنایا اور اوسکی طرف سے ولینشیا کا محاذ مقرر ہوا۔  
اور یہ شرط ٹھہری کہ قلعہ جات ملحق کو مطیع رکھے اور جو کچھ خرچ دینے چلے  
آئے ہیں وہ شاہ بھی کو بھی دین اور ولینشیا میں سکونت اختیار کرے اور  
لوٹ مار سب اسکی اور عہد نامہ جابین سے تحریر ہوا اسلئے ولینشیا کے اس  
اعلیٰ منصب کے ممکن ہوتے ہی قرب و جوار کی ریاستوں پر الفانسو شروع کر دی  
جدھر گیا منظر و منظر جس طرف رخ کیا فتح و نصرت ہر کاب پھر شہنشاہ  
مین الفانسو نے ازراہ مکر سید کو عفو جرم گزشتہ کر کے واپس بلالیا۔ اور

حکم دیا کہ قلعہ جات مقبوضات سابقہ لینگے اور آئندہ سید کے فتوحات  
 خود بادشاہ کے فتوحات خیال کیے جائینگے۔ گویا اسکو شہزادہ خود مختار تسلیم  
 کیا جسوقت کہ سید شمالی علاقہ جات کے تاخت تاراج میں مصروف تھا۔  
 الفانوس نے فرصت عنینت جانکر ولینشیا پر قبضہ کر لیا جب سید نے سنا تو  
 الفانوس کے علاقہ جات کو تباہ اور برباد اور خاک سیاہ کرتا ہوا ولینشیا  
 میں آیا۔ نو شہر نیاہ بند تھا مگر نو مہینے تک محاصرہ کر کے ولینشیا فتح کر لیا  
 بعد فتح کے اسنے اکثر لوگ سحر علا دیا اور کوئی دقیقہ لوٹ مار کا باقی نہ رکھا۔  
 اور ولینشیا کا خود مختار بادشاہ بن کر ریاستہائے قرب و جوار سے زر و کثیر بلوہ  
 خراج سالانہ مقرر کیا۔ چنانچہ خاص ولینشیا سے ایک لاکھ بیس ہزار اشرفیان  
 والی البراسن سے دس ہزار۔ اور ولعیبد الیومٹ سے دس ہزار اور حاکم  
 لموڈلوس سے چھ ہزار لیتا تھا اور اسنے نہایت کجی سے سینٹ پٹرسبرگ جان  
 پہلے اسنے اہل و عیال چھوڑ آیا تھا بلو لے اب اسکو غرور نے لیا۔ اکثر یہ کہا  
 کرتا تھا کہ ایک راڈرک نے سلطنت مسلمانوں کو دسی دوسرے لے لگا ہی عرصہ  
 میں یوسف تاشقین نے ولینشیا کو آگیر۔ سید سلیم میدان کا رزار کو حصار  
 کیے باب العفی سے سید جامع لشکر مروانیوں کی طرٹ چلا جب بخون نے سید کا  
 لشکر آجے ہوئے دیکھا تو جلدی جلدی گھوڑوں پر زین رکھ کر مقابلہ کو آئے اور جنگ  
 ہونے لگی۔ آخر بعد لڑائی کے مروانیوں کو پس پا ہونا پڑا مورخ لکھتا ہے کہ اسی  
 گھرو دار میں تعاقب کے وقت شاہ یوسف اسکے سلسلہ آگیا اور تین مرتبہ  
 سید نے اوسپر وار کیا مگر یوسف نے دار خالی دیا غرض کہ اس کشت و خون

مین یوسف کے پچاس ہزار فوج مین سے کل پندرہ ہزار بچے اور یوسف نے قلعہ گابرہ مین پناہ لی پھر اطمینان سے یوسف تاشقین نے فوج تازہ زور کو جمع کر کے ازمرن و یلیشیا کا محاصرہ کیا اور سید نے اسی طرح سے مقابلہ کیا بالآخر اسکو شکست فاش ہوئی اور اسی صدمہ سید خود کے منہ زور مین مر گیا اس کے وفادار و بچے مین معرکے مین سید کی لاش کو ٹوٹکا گھوڑے پر اس طرح باندھا کہ وہ زلزلہ معلوم ہوتا تھا اور تلواریں قبضہ کر کے مع یاخیز اسلم جو انون کے خدم و حشم سے آہستہ آہستہ شہر کے باہر نکل کر محاصرین کے درمیان سے بکھن گزرتے ہوئے کشائیل کی سڑک پر چلے گئے اس کے بہت دیر کے بعد مسلمانوں کو اس سوانگ و اس کے انتقال کی خبر معلوم ہوئی تو نہایت متعجب ہوئے

### خاندان نبی نصر غرناطہ یعنی گرانڈا

نبو مہدی جو ایک متعفف اور موحد فرقہ تھا جب فریقہ مین سلاطین مراکوفلو اور میل کر چکے تو اس صوبہ کے فتح اور احاق کی طرف متوجہ ہوئے کہ اپنے پیشرو مغلوب کا پورا پورا قائم مقام ہو بیان سلطنت کی یہ حالت تھی کہ مدت سے مرحوم مغفور رہو چکی تھی اور اجزای منفرد باقیہ یعنی شہزادگان خود سر آپس مین دلی کاوش مین رکھتے تھے۔ اور فنا و پر تلے بیٹھے تھے یہ فتوحات کے باعث ہوئے پہلے سال ۳۷۶ مین نبی مہدی الجیرس پر قابض ہو پھر ۳۷۶ مین سیو ایسل اور مالنگا پر پھر چار برس کا عرصہ نہ گذرا ہو گا کہ قرطیہ اور باقی ضلاع شمالیہ پر تصرف ہو گئے۔ اگرچہ بعض عامل کچھ سرکشی پر اڑے رہے مگر اطل قیور فوج کے روبرو انکی حقیقت ہی کیا تھی رفتہ رفتہ سب مطیع ہو گئے۔ نبو مہدی

نے گواندلس کو فتح اور ملحق کیا۔ مگر دارالقراب بھی نہیں سمجھا ہمیشہ از قیہ میں  
 بیٹھ کر حکمرانی کی۔ مراکو سے دوسرے یا تیسرے سال کوئی سردار مع فوج  
 اتفاقہ عقد الضرورت آتا اور مسیحیوں کی سرکوبی کر کے چلا جاتا چنانچہ ۱۱۹۷ء  
 میں مسیحیوں کو الارکوس کے میدان میں جو بازار اورا کے قریب ہے بھاری  
 دوی ہزاروں مسیحی کام آئے اور مسلمانوں کے ہاتھ بے انتہا مال غنیمت  
 آیا لیکن اللہ عین لاس نایاس کے میدان میں مسلمانوں کو شکست ہوئی  
 اور باوجودیکہ مسیحی بھی بہت قتل ہوئے لیکن مسلمانوں کی چھ لاکھ فوج  
 میں سے معدود دوی چند جان بچا کر بھاگے اور باقی شہید ہوئے اس خبر  
 مشہور ہونے ہی یہ حالت ہوئی کہ شہر شہر مسیحیوں کے قبضہ میں آنے لگے  
 اور دولت مجددی کو زوال شروع ہو گیا اور ہر اہل اندلس نے حکومت کے  
 دور تسلسل سے تنگ آکر بار حکومت حسین اب کچھ جدت باقی نہ رہی تھی زمین پر  
 چکنا چاہا اور شیعہ میں بالکل سکدوش اور مطلق العنان ہو گئے اور میں  
 ایک سردار عربی ابن ہود نے ایوان حکومت کو خالی پا کر قبضہ کر لیا اور ملک  
 کے بیشتر جنوبی حصوں پر حکومت شروع کر دی آخر اس کے انتقال ۱۲۱۷ء  
 میں عنان حکومت چکر کھاتے کھاتے بنو نصر فرار وایان غرناطہ کے ہاتھ  
 میں آئی۔ اور ابن الاحمر آخری بادشاہ بنو نصر کا ہوا۔ اسکا عہد اندلس میں  
 مسلمانوں کی بزم آخری تھی۔ کیونکہ اب اس کے قبضے میں ملک کا کم حصہ باقی  
 رہ گیا ۱۲۱۷ء سے لیکر ۱۲۱۸ء کے درمیان فردی نیڈ ثالث والی کشاکش  
 اویچی۔ اول والی ارگون نے بلاد ولینشا۔ اور مرشیہ۔ اور سوائیل فتح

کے اور سکوکم اور کمتر کر دیا اب بنو نصر کے قبضہ میں اسی قدر ملک بگیا  
جو صوبہ غرناطہ کے متعلق تھا یعنی وہ اضلاع جو کہ ہستان سر آنتی ڈرا کے  
قریب اور ساحل سمندر پر ایلرہ۔ اور جبل طارق کے واقع ہیں باقی رہ گیا  
اس تھوڑے سے محدودہ ملک پر مسلمانوں کی قسمت میں اور دو سو پچاس  
ہزار حکومت کرنا لکھا تھا بلاو و اصنا و غلو بہر یا ستہامی اسلام کے باشندے  
جو عیون کے ظلم سے اڑیں متفرق تھے سلطان غرناطہ کی خدمت میں جمع ہو گئے  
کیونکہ اب سوائے اسکے ملک میں کوئی مسلمان بادشاہ باقی نہیں رہا تھا۔  
ولیشیا سے ۵۰ ہزار اور سو ایل و زر برس کھنڈا سے ایک لاکھ مسلمان ہمار  
ہو کر ظل سلطانی میں پناہ لی۔ لیکن با اینہم شور و شرابن الاحمر والی  
غرناطہ کو تاج کسٹائل کا باج گزار ہونا پڑا ہر چند کہ وہ نہایت دلیر اور اولوالعزم  
تھا ایک وقت گواوئے اپنے آپ کو اس کند عنایت سے آزاد ہونے کی کوشش  
بھی کی یعنی بعد مرنے فردی نیڈ کے الفاسود ہم اسکے بیٹے کے عہد میں بھی  
لڑا مگر ہوتا ہی کیا ہوا سب سے کہ تمام اسپین پر مسیحی قابض تھے۔ کامیاب نہ ہوئے  
بعد عیون نے پھر غرناطہ کی طرف منہ نہیں کیا بلکہ اسکو اپنی حالت پر  
چھوڑ کر مقبوضہ اضلاع کے نظم و نسق میں مصروف ہوئے اور ۱۲۵۶ء میں  
پھر ایک عہد نامہ موقت ہوا جس سے لڑائی چندے کے واسطے موقوف  
رہی محمد بن الاحمر ماہ جنوری ۱۲۵۷ء میں قضا کر گیا۔

بعد انتقال محمد بن الاحمر اسکا بیٹا محمد دوم جانشین ہوا اسکے عہد میں ابن  
یوسف بادشاہ فارس اور مراکونے پھر قصد اپنے اقتدار بڑھانے کا مالک

اسپانیہ میں گیا اور ۱۲۷۵ء میں بڑے لشکر کے ساتھ آبنامی اسپانیہ کو عبور کر کے اسپانیہ کے کنارے پر ٹھہر کر معرکہ جنگ درمیان محمد دوم اور ابن یوسف کے گرم ہوا اس معرکہ میں تھوڑی سی کامیابی ابن یوسف کو ہوئی لیکن آتش شکست فاش ہوئی۔ اور اپنے ملک کو پھر گیا اب محمد دوم نے قصد کیا کہ جو ملک اوسکے باپ کے عہد میں عیسائیوں نے لے لیا تھا اوسے بحال لے لیکن ناکام رہا۔ ۱۲۸۰ء میں اوسنے انتقال کیا اور کاٹیا مہم دوم باپ کا قائم مقام ہوا مگر زمانہ نے اوسکے ساتھ ناموافقت کی اور سکی عملداری میں دو جگہ بغاوت ہوئی۔ یعنی گولوس میں اور المیریا میں۔ اس فتنہ و فساد کی فکر میں مصروف تھا کہ عیسائیوں نے اوسکے ملک پر یورش کی حتی المقدور وہ مقابلہ کرتا رہا آخر ش قلعہ اور شہر جبل الطارق کہ آج کل جبرالٹر کہلاتا ہے۔ عیسائیوں نے اسکی فوج سے چھین لیا ۱۲۹۰ء میں المیریا پر بادشاہ ارکان نے جو قبضہ کیا تھا اوسکے استرداد کیواسطے گیا لیکن ناکام رہا اور اپنی دارالسلطنہ میں واپس آیا لوگ اوس سے ناراض ہوئے اور وہ حکومت مستعفی ہوا۔ اوسکا بھائی ناصر بادشاہ ہوا ابتدائی سلطنت ناصر کی بہت اچھی تھی مملکت المیریا اہل فرنگ سے پھر چھین لیے قبوٹہ کہ افریقیوں کے قبضے میں تھا اور جب سے جبل الطارق پر عیسائیوں نے قبضہ کیا وہی آبنامہ اسپانیہ کی تھی لے لیا۔ ۱۳۱۲ء میں جنہوں نے کہ ناصر کو تخت نشین کیا تھا اوس سے پھر لگے اسماعیل بن فرج کو بادشاہ کیا۔ ناصر لڑنے پر آمادہ ہوا۔ آخر ش ناصر کو شکست ہوئی اور اوسنے سلطنت ترک کی اسماعیل فرج کو ایک سلطانی خاندان کا شاہنشاہ



تھا جسکی گینت ابو الولید تھی اور وہ بڑا شجاع اور مدبر اور سلطنت کے لائق تھا  
 اوس تخت نشین کیا اور اسلئے کہ مہین او سکوطبری فتح عیسائیوں کی فوج پر حاصل  
 ہوئی جسکی سپہ سالاری خود پدر و بادشاہ مظلمان و مراو کے چچا سے اہان  
 نے کی تھی اور وہ دونوں میدان جنگ میں مارے گئے ممالک مارطاس اور  
 بوزا او کے قبضے میں آئے اور شرقی حصار کے ممالک کی بہت بڑھ گئی باہمیہ  
 او سکوا مذرونی و شمنون سے نجات ملی ۛ

محمد نامی کہ ایک شاہزادہ اوسی خاندان سے تھا کچھ تشک ہو گئی اوسنے قسم کھائی  
 کہ میں او سکابہ لالو لنگا شمس علی میں ایک دن دہس اپنے وزیر کے قصر مخمرہ کے  
 صحن میں چل قدمی کرتا تھا محمد چند اشخاص کو لیکر وہاں گھس گیا اور بادشاہ  
 اور وزیر دونوں کو قتل کیا اسمیل کے قتل کے بعد او سکابٹیا محمد چہارم امر کے  
 اتفاق سے بادشاہ ہوا۔ اسکے شروع سلطنت میں کچھ فتنہ اور فساد پیدا ہوا  
 عثمان نامی ایک شخص کہ کیتان اسکے باڈی گارڈ کی فوج کا تھا اوسنے غدار  
 کر دیا اور محمد بن فرج کو بادشاہ مشہور کیا شمس علی عین قسطلانیوں نے دیرا  
 اور البیریا اور بعضے اور قلعوں پر قبضہ کر لیا۔ محمد چہارم بذات خود اس فتنہ  
 کے دور کرنے کے لیے نکلا لیکن او سکوشکست ہوئی اور اوسکی فوج منتشر ہو گئی  
 اور عثمان بلوائی کہ خاندان فاس و مراکو سے تھا او سکوا فریقیہ نے مدد پہنچی  
 اور اوسنے انجرائز اور مارہلا اور رومند پر بھی قبضہ کر لیا مگر آخر ایام او سکلی سلطنت  
 میں کچھ سخت مساعد ہوا شمس علی میں بڑے شہزادی اور معتبر کو ظاہر عیسائیوں  
 سے لیلیا اور اوسی سال جبر الٹر پھر لے لیا اور شمس علی میں ساہر بلوائیوں کو

بطبع کر لیا۔ لیکن <sup>۳۳</sup>عمر میں محمد چہارم ابو الحسن بادشاہ فاس و مراکو کی  
 دوستانہ ملاقات کے واسطے افریقہ میں جانیوالا اتفاقاً دریا شور کے عبور کے  
 قصد سے جبرالٹر میں تھا کہ وہاں اوسکو دشمنوں نے قتل کیا ابو الحجاج  
 یوسف محمد چہارم کا بھائی کہ اوس صہ میں دارالسلطنت غرناطہ میں تھا  
 فوراً بادشاہ مشہور کیا گیا۔ مورخین عرب کی یہ ہے کہ یوسف بڑا صلح جو  
 وطن رفاه خواہ عام بڑا دانشمند اور لائق بادشاہ کہ نسل اوسکے سلاطین  
 غرناطہ میں دوسرا بادشاہ نہیں ہوا اوسنے اپنی سلطنت میں بڑی کوشش اور  
 انتظام محکمات عدالت میں کی صنائع اور جہتیں اور مفید کم ہنر و نیکو بڑی  
 ترقی دی اوسکی سلطنت کے زمانہ میں ابو الحسن بادشاہ فاس و مراکو فریبی  
 آخری کوشش کی کہ وسط ممالک اسپانیہ میں جہان عیسائیوں کا قبضہ ہو  
 تھا پھر اسلام کا جھنڈا اڑا دے مگر وہ اس کوشش میں ناکام رہا۔ تاہ  
 اکتوبر ۱۳۷۱ء میں دیباے سالادو کے کنارے قریب تارفا کے ابو الحسن کی  
 فوج سے اور پرتگال و قسطلان کی فوج سے بڑی جھگڑا لڑائی رہی لیکن آخر  
 ابو الحسن کے لشکر کو شکست ہوئی اور عیسائیوں کو اس میں بہت غنیمت ہاتھ  
 آئی <sup>۳۴</sup>عمر میں ملک الجزائر سلطنت غرناطہ کی عیسائیوں نے مسخر کر لی اور <sup>۳۵</sup>عمر  
 میں آونگی معتبر معمرات اوس سلطنت کے چھین لیے جس اوس سلطنت کی سرحد  
 بہت تنگ ہو گئی یوسف ابو الحجاج مثل اپنے پیشینیوں کے قتل کیا گیا ماہ ستمبر  
 ۱۳۷۱ء میں جامع مسجد میں نماز پڑھتا تھا ایک مجنون آدمی نے اوسکو قتل کر ڈالا  
 محمد نجم یوسف کا بڑا بیٹا اپنے باپ کا قائم مقام ہوا اوسکی طبیعت میں ہی صلح جوئی

اور رفاہ عام شمل باپ کے تھی رفاہ عام سے خاص خاص مالداروں کو کسی قدر  
 نقصان پہونچتا ہی اس سبب بعض چھوٹے چھوٹے زمین محمد نجم کو دشمن  
 ہو گئے اور ۱۳۵۹ء میں قصر سلطانی میں دفعۃً گھس گئے اور سپاہ محافظین ذاتی  
 کو بادشاہ کے قتل کر کے شورش کی محمد نجم کو اس ہنگامہ میں موقع ملا اور کسی  
 مادہ سے نکل سجاگا باغیوں نے جب قصر شاہی کو خالی پایا فوراً سیٹل بن پوٹ  
 کو تخت نشین کر کے بادشاہ مشہور کیا۔ سیٹل دوم مشکل تمام فتنہ پردازوں کے  
 پیادوں سے صرف ایک برس بادشاہ رہا ابوسعید اسکے امراؤں میں سے جس نے  
 پہلے اسکے بادشاہ ہونے میں مدد کی تھی فوراً اس سے باغی ہو گیا اور  
 قصر الحرام میں اسکو قید کر لیا اور ماہ جولائی ۱۳۶۱ء میں اسکو قتل کر کے  
 خود تخت پر بیٹھ گیا لیکن اس غصہ سے وہ بھی بہت دنوں منتفع نہوا پیر قسطنطین  
 کا بادشاہ ابوسعید سے لڑنے پر آمادہ ہوا اور خاص اسی ملکات میں محمد نجم  
 لشکر فراہم کر رہا تھا کہ غاصب نے اپنے ملک کو واپس لی غاصب نے دیکھا کہ  
 دونوں طرف سے سربراہ ہونا مشکل ہے اسلئے اسنے پردہ کے پاس تحفے  
 ہدیے بھیجے کہ حسین پردہ راضی ہو اور عہد نامہ چاہا۔ پردہ نے سولی میں  
 اس معاہدہ کے انجام کے لیے ابوسعید کی دعوت کی اور جب وہ دعوت  
 میں گیا اسکو گرفتار کیا اور مار ڈالا۔ الغرض محمد نجم دوبارہ تخت نشین ہوا  
 تھوڑی سی زحمت اسکو بلوے سے پھر پوئی لیکن اسنے انسداد کیا بعد  
 اسکے ۱۳۶۲ء میں محمد نجم نے قضا کی۔ یوسف دوم اسکا بیٹا باپ کے قائم مقام  
 ہوا اسکی کنیت ابو عبد اللہ تھی خود اسکے ایک بیٹے نے بلوہ کیا کہ چاچا را

عیسائیوں کا دوست ہے اور اس کا نام محمد تھا لیکن عوام کے بلوے سے  
 بچ گیا بعد اسکے بلوہ فرو ہو گیا۔ الغرض یوسف دوم نے ملک مرثیا کو  
 تاراج کیا مگر اوس سے کچھ متعلق نہ ہوا <sup>۹۴</sup> شیع میں عیسائی رئیس جسکو  
 گرانڈ ماسٹر آف الکٹرا کہتے ہیں ایک رسالہ سواروں کے ساتھ غلط  
 کے دروازوں تک پہنچ گیا یوسف نے اس جہاز کے دور کرنے میں  
 ٹیوی بنادری دکھائی۔ بڑی لڑائی ہوئی جس میں وہ گرانڈ ماسٹر مارا گیا اور  
 سوار لٹری اور اسکے کہ یوسف کی مافلانہ حربے تدبیر سے گھر گئے تھے  
 مارے گئے اور بہت غنیمت ہاتھ آئی یوسف دوم <sup>۹۵</sup> شیع میں قضا  
 کر گیا مجرد اسکے قضا کرنے کے اور سکا بیٹا جسے بلوہ کیا تھا سخت پر  
 ہما بیٹھا اور ملک پر قبضہ کر لیا اور بنام محمد شہر کے ملقب ہوا اور اپنے  
 بڑے بھائی کو جس کا نام یوسف تھا قید کیا اول سال او سکی بادشاہت  
 کا بار صلح پر تھا۔ عیسائیوں سے ملت کر لی بلکہ یوری کوئی سوم کی ملاقات  
 کو تولیڈ و گیا تھا لیکن بسبب بد نظمی قلعہ اران سرحدی کے دونوں  
 طرف لڑائی شروع ہو گئی <sup>۹۶</sup> شیع مسلمانوں نے ملک آبا ناچی کو فتح کر لیا اور  
 اس کے دوسرے سال عیسائیوں کے تھوڑے لشکر کو شکست دی لیکن سائیون  
 نے اس کے بدلے میں شیع میں زاہرہ وغیرہ پر قبضہ کر لیا۔ ہمد ششم  
 میں مر گیا یوسف سوم اور سکا بھائی جو کہ قید میں تھا بادشاہ ہوا اور  
 چودہ برس صلح کے ساتھ سلطنت کی اور <sup>۹۷</sup> شیع میں مر گیا  
 بعد اسکے اور سکا بیٹا محمد ہفتم بادشاہ ہوا اور سکی اول

کوشش یہ ہوئی کہ عیسائیوں سے عہد نامہ جدید کر لیا اس کے لوگ ناخوش  
 ہوئے دوسرے یہ کہ وہ بہت غصہ کرتے تھے تیسرے یہ کہ انہیں کھیل کود کی  
 ممانعت کی اس سبب ۲۲۲ سالکے عین مفسدون نے بلوہ کیا قصر سلطانی  
 میں گھس آئے اس ہنگامہ میں اوسکو موقع ملا اور جان بچا کر بھاگا اور  
 ٹونس پہنچا جان اوسکے قریب مندرجہ تھے محمد ہشتم کو لوگوں نے  
 تخت نشین کیا دوسرے سال محمد ہفتم بادشاہ ٹونس کی مدد سے بڑی فوج  
 کے ساتھ اندلس پہنچا اور قصر سلطانی کو گھیر لیا محمد ہشتم کو پکڑا اور ۲۲۳  
 میں اوسکو قتل کر ڈالا اور پھر بادشاہ بن بیٹھا مگر یوسف بن احمد غرناطہ کے  
 پہلے بادشاہ کے بیٹے جان دوم عیسائی بادشاہ قسطلان سے مدد لیکر  
 بڑی فوج کے ساتھ آیا۔ اور محمد ہفتم کو شکست دی دوسری مرتبہ بادشاہی سے  
 مغرول کیا اور اسے بھاگ کر ملاگین پناہ لی یہ واقعہ ۲۳۵ سالکے عین ہوا  
 یوسف جبارم بلا فراحت قصر شاہی میں داخل ہوا اور بادشاہ ہوا اچھے  
 بادشاہت کر کے مر گیا پھر محمد ہفتم تیسری مرتبہ بادشاہ ہوا اس مرتبہ بھی وہ  
 آسائش سے بادشاہت نہ کر سکا اوسکے ایک بھتیجے محمد بن عثمان نے غلہ  
 کر کے ۲۴۵ سالکے عین قصر الحمر کو گھیر لیا اور محمد ہفتم کو قید کیا جان لقیہ عمر  
 اوسے بسر کی اور خود بنام محمد نهم مشہور ہوا اس بادشاہ کو بھی اطمینان و  
 آسائش نصیب ہوئی ایک شخص محمد بن اسمعیل نے عیسائی بادشاہ قسطلان  
 سے مدد لیکر ایک قلعہ کو سخر کیا اوسکی مدافعت میں محمد نهم نے بہت کوشش  
 کی لیکن بیکار تھی آخر جب محمد بن اسمعیل کو اور عیسائی بادشاہ سے

مدد پہنچی تو اس نے غرناطہ کا محاصرہ کیا اور محمد دہم کو شکست دیکر اوس پر قابض  
 ہو گیا محمد دہم بھاگا اور محمد بن اسماعیل محمد دہم کے لقب سے ۵۴۲ھ میں بادشاہ  
 غرناطہ ہوا اس نے اکیس برس سلطنت کی اس کے عہد میں بلوے  
 نہیں ہوئے لیکن روز بروز اس کا ملک برابر کم ہوتا گیا اور عیسائیوں  
 نے جبل الطارق یعنی جبرالٹر اور ازکید ونا پر قبضہ کر لیا اور سارے ممالک  
 متوسطہ کو مغلوب کیا اور روز بروز سرحدی ممالک کے نکل جانے سے اہل اسلام  
 کے ممالک بہت کم ہو گئے۔ ایک عہد نامہ مصاحف کا ۵۴۳ھ میں مابین  
 بادشاہ غرناطہ اور عیسائی بادشاہ مطلقان یعنی کسٹیل کے منعقد ہوا اس  
 پر کہ اول باطاعت و تابعداری بادشاہ رہے اور بارہ ہزار ڈاگینے یعنی اشرفی  
 سالانہ خراج دے اور علاوہ اس کے قلعہ جبل الطارق اور الجبرالٹر سے لیکر اپنے  
 قبضہ میں کیا سب کے پھر کوئی فتنہ و فساد اس عرصے میں نہ ہوا پھر توبی نصیر  
 نے دجینی سے علوم و فنون کی ترقی اور تہذیب شائستگی کی اشاعت کی تہوڑے  
 عرصہ میں غرناطہ بلحاظ اس علمی اور کسبی کمالات کے رشک قرطبہ بن گیا اس کے  
 عالیشان اور خوبصورت عمارتیں مثل قصر الحمرا بیع المثال اور عجوبہ منار  
 کے سب سے مشہور آفاق ہو گئیں جکاشیے نمونہ از خردارے سفرنامہ میں درج  
 ہوگا بالجامہ محمد دہم ۵۴۶ھ میں قضا کر گیا۔ اس کے بعد اوس کا بڑا بیٹا ملا علی  
 ابوالحسن اپنے باپ کا قائم مقام ہوا ۵۴۸ھ میں قریب شاہ فردی نیہ اور ملکہ  
 النیرہ کے عقد نکاح سے کسٹیل اور آراگون کی سلطنت متحد ہو گئی اس وقت  
 ابوالحسن المعروف بلوی علی جو غرناطہ کا جنگ جواد تین فرزند ہزارہ تہا و بارہ

دربارہ ادا ای خراج سالانہ جو اوصاف دیا کہ خراج دینے والے تو غلام آباد  
گئے ہماری دارالضرب میں تو بچا ہے اشرفیوں کے صرت خون آشام  
ملواریں ہیں۔ اور اس قتل کی تاخیر میں تاخت و تاراج بھی شروع کر دی اور  
پہلا حملہ نہ ہو پر کیا جسکی تفصیل یہ ہے کہ ابو الحسن ایک جری فوج لیکر غناطہ  
کو فتح کر کے کوہستانی درون سے گزرتا ہوا آدھی رات کے قریب حوالی شہر  
کے آسپو بچا اور کندین لگا کر قلعہ پر چڑھ گیا شہر والوں کو اس وقت خبر ہوئی  
جب شہر انکے قبضہ سے نکل گیا ابو الحسن نے اونکی آہ و زاری پر کچھ انتقام  
نہ کر کے حکم دیا کہ انکو قید کر کے غناطہ لیاؤ اور تھوڑی سی فوج محافظ قلعہ میں  
چھوڑ کر آب منظر اور منظر مع بے انتہا مال غنیمت غناطہ میں داخل ہوا  
گیڈر کے بادشاہ مارکوس فی بوجیب حکم فرمایا نیڈ کے اچانک اگر۔ اگر پر  
قبضہ کر لیا اور فوج کی چھاؤنی ڈال دی ہر چند کہ ابو الحسن نے غناطہ سے  
نکل کر کئی محلے گئے مگر کوئی نتیجہ نہ ہوا کوئیٹ ٹولیڈو نے تمام لوگوں کو  
تاخت و تاراج اور ویران کر دیا اور مال غنیمت کو خچروں پر لاد کے اور  
بھٹیر بکریوں اور گایوں کے گلے دارالصدر کو روانہ کیئے اور بہت سے  
قائفے مسلمان قیدیوں کے جبین عورت مرد اور بچے بھی تھے مارکوس زمین جو  
حکم ہو چنانے گئے کوئیٹ ٹولیڈو ذبائی ملک کے فتح کرنیکا قصد کیا اور لگا  
کا۔ انکی کورین سے موہبت تک اور شان سے فتح کر کے روانہ ہوا آخر چلتے  
چلتے وہ اس مقام پر پہنچے کہ جبین بے شمار چوٹی چھوٹی بستی ان آباد  
سلسلہ کوہستان میں واقع تھیں اور مسکواگ زنگوا کہلاتے تھے۔ یہ عقد ثریا



کی خرابی ہو یہاں کے باشندہ اس بلخار سے واقف ہو کر پہلے ہی مال  
 موسیقی لیکر ح آل و عیال کو ہستانی قلمون اور برجون میں جا چھے  
 تھے انہوں نے نام خالی جھونپڑوں میں آگ لگا دی اور عام علاقہ  
 کو خاک سیاہ کر دیا۔ رہتہ میں چند مسلمان کسان جو مع اپنے مویشیان  
 کے کبیلہ پہاڑ گئے جاتے تھے اونھیں گرفتار کر لیا اثنائے راہ میں پہاڑ  
 پہنچتے نہایت دشوار گزار تھا میان مسلمانوں کی ایک بڑی جمیعت  
 قلعہ کوہ سے بڑے بڑے پتھروں کا مینہ برساتا شروع کیا۔ دلی سلاطین  
 نے مارکولس اور گیدڑ کی مدد سے فوج کو اس خوفناک درے سے باہر نکالا  
 اور ایک سہل راستہ سمجھ کر اس طرف روانہ ہوئے اور دہا پندرہی واقعہ  
 پیش آیا اور بہت سے سوار اور گھوڑے مجروح اور مقتول ہوئے غرض کہ  
 وہ شام تک پہنچ چکے اور اونکو کہیں رہتہ کھنے کو نہ ملا۔ اور رات کے  
 ایک تنگ ریل غار میں ٹھہرے اس عرصے میں الذابل بھی کمک کو  
 مسلمانوں کی مالک سے شریک ہوا آخر شام سیسی بد بہت سے سہلے اور تھکے  
 کے بھاگے بعض رہتہ میں ناہوار چٹانوں میں اونچے گہرے گئے بعض ادھر  
 اور دھر جان چھپاتے پھرتے تھے جو مسلمانوں کے قدم تیر و لنگاہ ہو اور جو  
 پیچھے گرفتار ہو کر قتل ہوئے اسکے بعد جب کسے میں سلطان عبداللہ نے  
 ابوالحسن اپنے باپ کو موزوں کر کے بحان حکومت ہاتھ میں لی تو غارتگری  
 کے لیے سیسی علاقے پر شیخون کر نیو بڑے اور اثنائے راہ میں اپنی دلی منشا  
 حاصل کرنے پایا تھا کہ ایک شب کو شیخون نے اور پھر شیخون مار کر اسی سو کہ

میں سلطان عبداللہ کو گرفتار کر لیا۔ اوپر فروری نیڈ نے میدان خالی دیکھ کر  
 مانگا کی خوبصورتی اور زرخیزی کو خاک میں ملا دیا جب ابو الحسن کو یہ حال معلوم  
 ہوا تو نہایت پیچ و تاب کھایا لیکن غناطہ کی چار دیواری سے کمر ہی کیا کرتا  
 تھا سلطان ابو عبداللہ کی گرفتاری نے مسلمانوں کی رہی سہی طاقت کو ادھر ہی  
 مضحمل اور کمزور کر دیا غرض کہ جب سلطان غناطہ بند یون کی حیثیت سے دربار  
 قرطبہ میں پہنچا تو شاہ فردی نیڈ اور ملکہ النیرہ نے بڑی تعلیم اور تکریم کی اور شاہانہ  
 مراسم ادا کر کے پھر اسکو نشیب و فراز دنیا کا سمجھا کر اس بات پر راضی کیا کہ تاج  
 سترطبہ کا خود کو ہوا خواہ اور مطیع سمجھے اور غناطہ کی طرف رخصت کیا ابو الحسن  
 کی دہلی بی بی عین ایک عاتقہ عبداللہ کی ماں دوسری زاریہ جو ایک سچی عورت  
 تھی اس کے باہمی نہایت رشک و حسد تھا کیونکہ ابو الحسن زاریہ کو زیادہ عزیز رکھتا تھا  
 اب بسبب زیادہ اقتدار ہونے کے ایک بربری فہیدہ منی جزر عالشہ کا طفرار  
 ہو گیا اور بنی سراج زاریہ کا حامی ہوا اور نوبت چیمڑ چھاؤنی شروع ہوئی جکا آخر کار  
 یہ نتیجہ ہوا کہ باپ بیٹوں کے آپس میں بگاڑ پڑ گیا جنگ جدال کی نوبت آئی۔  
 اور بنی سراج کے سرغنہ عبداللہ کی سازش سے اکھرہ کے اوس ایوان میں  
 قتل ہوئے جو آن تک مقتولین کے نام سے مشہور ہے اب عبداللہ فلیق بنی  
 زجر کی حمایت سے ابو الحسن کا مقابلہ کرتا رہا ابو الحسن وہاں سے طرح وکیل المیر  
 چلا گیا آخر بڑھاپے میں بیٹے کی ناسعادتمندانہ سرکشی اور سلطنت کی تباہی کے  
 صدمے سے اس کا تھوڑے عرصے میں دنیا کو خیر باد کہہ کر اسی ملک عسدم ہوا  
 اب غناطہ کے ملک پر آدھے میں عبداللہ حاکم بنھا اور آدھے میں اسکا چچا

از ذہل میں سچوین کا پورا دوست اور چچا اسکا بچا دشمن۔ کار پر دازان  
 قصداً و قدر جب کسی سلطنت کو تباہ کرنا چاہتے ہیں تو اول بادشاہ وقت  
 کی عقل پر پردہ ڈال دیتے ہیں کہ اس سے بادشاہ عاقبت اندیشی کا بالکل نہیں بہتسا  
 دوست دشمن پہچان کی تیز نہ اصلاح معاملات نہ رخصت بندی کی عقل  
 طبع فضائیت صفات انسان جیسی تک ہے کہ اپنی حد سے نگزرے یہی  
 حالت بعضہ قریب از دایان غناطہ کی تھی وہ ایسی جنون خیز بلا میں مبتلا  
 کہ جس میں انسان اپنے آپ کو اپنے ہاتھ سے ہلاک کرتا ہے فرصت گوشت  
 جانتا بالکل چھوڑ دیا ایسے نازک وقت میں جبکہ باہم شفق ہو کر مسیحون  
 کو پس پا کر نامناسب تھا وہاں عاقبت اندیشی سے باہم جنگ و جدال کر کے  
 رہی سہی طاقت کو تلف کرتے رہے خاص بن خندگان غناطہ ہر دو فریقوں پر  
 ستم ہو کر ایک دوسرے کے سخت مخالف بن بیٹھے اپنے ساختہ پرواختہ  
 بادشاہوں کو ہمیشہ بھڑکاتے اور لڑاتے رہے جدت پسند متلون فرج  
 انقلاب کے شائق سلطنت کے غل و غلب کو بہتر زندگی سمجھتے ہیں اس  
 اوتھیں کچھ غرض نہیں کہ اس میں بھلائی ہو یا بُرائی بسودگی ہو یا بر بادگی  
 الغرض ابو عبد اللہ تو اس میں مین کہ اپنے دلاور چچا از ذہل کی دلاور تھی  
 کو مسدود کر کے ادھر بھیجی اس سوچ میں کہ جس طرح ہو سکے مسلمانوں کی  
 سلطنت کیا بلکہ نام و نشان تک بر باد کر کے صفحہ ہستی سے شل حرف غلط  
 کے پھیل ڈالے روز بروز علاقہ کو محدود کیے جاتے تھے آج یہ شہر لیا تو کل  
 وہ چنانچہ کہ اسمین فردی نیڈ نے اپنے اکٹ بخانے کی مدد سے الورا

اور دیگر قلعہ جات پر قبضہ کیا اگلے برس کائن قرطبہ روئے پرست نامین  
 مسیحی سلطنت کا متفرق حصہ کل دباٹے مگر اس تہ از ذابل خوب ہی  
 داد مردی دی مگر ہو ہی کیا سکتا تھا ایک سو راجا کنا بھاڑ کو ہو رہے  
 از دابل جب مسیحیوں کے مقابلے سے فی الجملہ ناکام واپس ہوا تو غرناطہ کے  
 اہل شہر نے حکومت سے خارج کر کے ابو عبد اللہ کو ایسے راستہ بنا کر بادشاہ  
 بنایا عبد اللہ نے اپنے زعم میں چچا کے مخالف بنکر غرناطہ میں دست درجہ  
 غیر ممکن سمجھ کر مسیحیوں سے استمداد چاہی اور اس فریو سے چچا کا مقابلہ شروع  
 کیا اسی اشار میں خبر ہوئی کہ شار فردی سب نے قلعہ و بلز کا محاصرہ کیا  
 از ذابل سینکڑے بیٹے عبد اللہ کو نظر انداز کر کے سلمان کی مدد کے لیے ویز  
 روانہ ہوا لیکن ناکامیاب شکست کھا کر لوٹ آیا جب اہل شہر کو اس ناکامی  
 کی خبر ہوئی تو اہل شہر نے اوسکو دغا باز کا خطاب دیکر حکومت سے معزول کیا  
 اور شہر میں نہ داخل ہونے دیا۔ یہ مجبور دروازہ سے پھر کر کاٹ کس میں قیام  
 کیا اور اوسکو دارا حکومت بنایا اور ہر مسیحیوں نے قلعہ ویز کو لیکر ناکام  
 شروع کر دیا الجزری سر لشکر ایک بڑا شیر دل تھا جو پہلے قلعہ روندا کا عامل تھا  
 اور بسبب پھین لینے قلعہ کے مسیحیوں سے سخت متشدد ویزار تھا نہایت  
 جرات سے محافظت قلعہ میں سعی ہوا اور فردی نیلہ کی کوئی تدبیر نہ چلی  
 ہر چند کہ اوسنے گولے مارے و قلعہ فی اور بلے پر ہلا کیا لیکن اوسکی  
 جرات کے سامنے کوئی تدبیر نہ چلی لیکن تقدیر سے چارہ نہیں کہ قلعہ فی آکر  
 خبری اہل شہر نے بسبب شدت فاقہ کشی کے الجزری کے کئے پر التفات

تکب کی کیونکہ اونکو تو بیرونی مدد کی توقع ہی نہ تھی اور ازواجہل نے دوسرے  
 مرتبہ جو مدد کے لیے فوج روانہ کی تھی اوسکے سوا و تہمتہ بھتیجے عدا  
 نے اشد راہ میں خبر لی اور مار کر بھگا دیا مجبوراً دروازہ شہر کا کھول دیا اور  
 انگریزی بالاحصار میں پھوڑی فوج سے محصور ہو کر بدستور مقابلہ کرتا رہا لیکن  
 بھوک سے اوسنے بھی مجبور ہو کر دروازہ بالاحصار کا کھول دیا فروی نیڈ نے  
 باشندگان شہر کو حکم دیا کہ اپنے مال و متاع اثاث البیت جو انکے پاس موجود ہے  
 وہ اس وقت میں اور خون بہا جو مقرر کیا وہ باقی آٹھ ماہ کے عرصہ میں ادا کریں  
 ورنہ غلامی قبول کریں عرض کہ تمام مسلمان مالگاہ سے نکال کر سو ایل میں آباد کیے  
 گئے۔ اور بعد ختم میوا و معینہ جب بقیہ خون بہا وصول نہو سکا تو پندرہ ہزار  
 بموجب شرط عہد نامہ نسلا بعد نسلا غلام قرار دیئے گئے۔ اب تک ایک  
 غرناطہ باقی رہا جس پر ابو عبد اللہ چند روزہ حکومت پر بھولا ہوا تھا۔ فتح مالگاہ۔  
 کا۔ تہمت۔ نامہ۔ فروی نیڈ کو لکھا۔ اب فقط ازواجہل ٹوٹی پھوٹی جمعیت سے  
 مقابلہ پر مجبور ہوا تھا۔ اور جس سے آئیر مین بالکل خود مختار حاکم بنا ہوا تھا۔ عرض کہ  
 میں فروی نیڈ مسلمانوں کے بچے کچے علاقہ کی طرف متوجہ ہوا۔ اور درشہ سہ فوج  
 جمع کر کے مغرب کی طرف بڑھا اور اول بازار پر حملہ کیا مگر کچھ پس چلا کیونکہ ازواجہل نے  
 مسیحو بکھوڑے شمشیر پس پا کیا اور دھڑا بالالا اونکے علاقہات میں غارتگری شروع  
 کر دی یہاں تو یوں ہی گذرا دوسرے برس فروی نیڈ نے پھر بازار پر حملہ کیا۔ اور قرب  
 نواح کے علاقہات تاخت تاراج کرنا شروع کیے مگر کائنات میں کچھ اور فاقہ نشی  
 کا وقع ہوا۔ اگرچہ محاصرہ میں چھ مہینے صرف ہوئے اور کل میں ہزار آدمی قتل

اور مقابلے میں ضائع ہوئے لیکن انجام کار ۱۶۹۹ء میں شہر فتح ہو گیا اس طرح وہ  
 قلعہ جو البک نذر کے علاقے میں متحکم اور محفوظ تھے تھوڑے عرصے میں بندوبست  
 رشوت یا حکمت عملی کے فتح ہو گئے ازواجہل نے نہایت انشمندی سے خاتمہ کار  
 پر نظر کر کے اطاعت قبول کر لی اور شہر الکیر یا خود بخود فردوسی نیڈ کے سپرد  
 کر دیا بادشاہ نے اتنا اللہ اس کے ساتھ سلوک کیا کہ البک کے چھوٹا قصبہ  
 اس کی حکومت کے لیے چھوڑ دیا۔ لیکن ازواجہل کو یہ بات گوارا نہ تھی کہ حسن  
 ملک میں اس کی عزت و عظمت برباد ہو جائے پھر وہیں بسکی دست نگری کرے  
 کچھ عرصے میں اپنی ریاست فروخت کر کے اوقیہ چلا گیا وہاں سلطان فیض نے  
 اس کے ساتھ سلوک کیا کہ اس کی آنکھیں نکلو اور الین جو شخص اس کو حالت سکیں اور  
 لباس و ریوزہ گرمی میں دیکھتا وہ ضرور اس کی مصیبت پر روتا اس کی کہ نہ اور  
 وریدہ عبا پر عربی میں لکھا تھا کہ میں ہوں بد نصیب ندس کا بادشاہ بد نصیب  
 مجھے عبرت اور ہے نام اللہ کا اب مسلمانوں کے پاس صرف غرناطہ باقی رہ گیا  
 جبکہ حاکم عبد اللہ تھا اور عبد اللہ کا یہ حال کہ جب اس نے یہ خبر حجاب کی بد قبالی کی  
 سنی تو اسے خوشی کے پھولانہ سما یا۔ اس خوشی میں کہ اب فی کھٹکا ملک میں  
 نہیں رہا اور شاہ فردوسی نیڈ میری مدد پر ہے مگر اس بات سے غافل کہ عہد نامہ  
 کی ایک شرط یہ بھی تھی کہ جب ازواجہل کا علاقہ فتح کر لیں گے اور الکیر پر  
 قابض ہو جائیں گے تو ابو عبد اللہ غرناطہ خود بخود سپرد کر دیا۔ جب یہ ازواجہل  
 سے فارغ ہوا تو فردوسی نیڈ نے عبد اللہ کو خواب خرگوش سے جگایا کہ غرناطہ  
 خالی کر دیجیے اور اپنا وندہ پورا کیجیے چندے اس نے لیت دل میں رکھا۔

پھر اس نے اور کو لکھا کہ انیوار و جدہ کے سوا آپ کہ اور کوئی چارہ نہیں رہے  
 آپسے وہ ملوک کیا جاویگا جو اہل مالک سے کیا گیا اب یہ حیران کہ کیا کیجے  
 لیکن اہل شہر نے موسیٰ نامی کو کہ ایک شخص نہایت دلیر تھا سرگروہ بنا کر جواباً  
 لکھ بھیجا کہ اگر آپ ہم سے متجہار چاہتے ہیں تو آپ خود آئے اور متجہار تہجئے۔ فروری ۱۸۵۷  
 کب چھپ چٹھے والا خطا۔ چھپیں ہزار فوج لیکر تاخت و تاراج کرتا ہوا چالیس دن  
 تک ملک و ملک کو خوب مہار و کر کے قریب کو واپس ہوا پھر موسیٰ کی استعلاک  
 سے عبداللہ نے جنگ کی طیارہ کی اور شیر کیف مسیحیوں کے علاقہ کی طرف  
 بڑھا۔ گو دفرح کے تمام مسلمان کیا اون کی کیا اعلیٰ ہر چند کہ مسیحیوں کو خطا غلامی  
 لکھ چکے تھے تمام عہدہ بیان بالا طاق رکھ کر اس آخری جہاد میں شریک ہوئے  
 اور مسیحیوں کے چند قلعہ پھر فتح کر لئے۔ اور سرحدی علاقہ کو تاخت و تاراج  
 کر ڈالا اور قتل کے جوش و خروش سے معلوم ہوتا تھا کہ غرناطہ پھر ایک مرتبہ  
 عالم شباب پر آئیواں لیکن افسوس کہ یہ روشنی چراغ سحری کی تھی ۱۸۹۶ء میں  
 فروری میں طبع ملک از املہ معمولی سالانہ جہاد کے لئے کمر بستہ ہوئے اور عہد کیا کہ  
 بغیر فتح غرناطہ کے ہرگز واپس نہ ہونگے۔ چالیس ہزار پیادے اور بیس ہزار  
 سوار کا ایک لشکر حیرا ہراہ سٹھا اور علاوہ ازین والی لیون اور والی سینٹ یا کو  
 والی گینڈر۔ نواب سہ زانو۔ نواب کھیر۔ حاکم ولینشیا۔ حاکم مالگا  
 والی الیز ہراہ تھے۔ اب ابو عبداللہ نے مشورہ کیا بعض نے تو کہا کہ مقابلہ  
 فضول ہے مگر موسیٰ نے یہ صلاح ہرگز منظور نہ کی اور کہا کہ اگر آج دوست  
 بنے عزت سے بیٹھے ہیں تو واللہ عزت سے پہلے جان پر بنے گی یہ کہا اور تلوار



ٹیک کر اوٹھ کھڑا ہوا موسیٰ کی پر اثر تقریر نے سکے دلون پر اثر کیا اور کل  
 لڑائی پر کمر بستہ ہو گئے اور فوج کی کمان موسیٰ کے جو اسے ہوئی فہم کے حوالی  
 شہرین آئے پر دروازے بند کر دیے تھے لیکن موسیٰ نے تمام دروازے  
 کھول ڈالے اور کہا کہ بجائے کو اڑ کے ہماری آنکھیں ان دروازوں کی حفاظت  
 کر نیگی بلکہ گا کا حصہ بین شہر اور سچی لشکر کے معرکہ کارزار بھارتیہ کا معمول  
 تھا کہ ایک مسلمان مسلح ہو کر لشکر میں اگر کچھ تاہل مبارز منگم ہے کو اپنی جو عمرو  
 تم میں جو مقابلے پر آئے جو سچی کہ اس کے مقابلے کو آنا دزدہ واپس جانا نصیب  
 ہوتا فردی نیڈ نے جب دیکھا کہ تمام جنگ آورا ایک ایک کر کے میدان کے  
 نذر ہوئے جاتے ہیں اور حاصل کچھ نہیں ہوتا تو اسے مبالغت کی کہ کوئی  
 سچی مقابلے کو نہ نکلے جب محاصرہ کو طول ہوا اور حملوں اور ہلوں سے کچھ کام  
 نہ نکلا تو فردی نیڈ نے قحط کے زور سے دروازہ کھلوانا زیادہ مناسب سمجھا  
 اور یہ اپنے خلیفہ پیشین عبدالرحمن ثالث کے قدم بقدم چلا اور شل طلیطلہ کے  
 محاصرہ کے ایک ہفتہ میں چھوٹا سا قصبہ شہر کے محاذی میں آباد کر لیا اور  
 بشیر خنگ بدل منتظر انجام کار کا رہا قحط نے اس موقع پر وہ کام کیا کہ لاکھ  
 بہادر ہوتے تو نکر سکتے بل شہر ضروریات سے مجبور ہو کر عبداللہ سے شہداء  
 فائدہ بخشی کی شکایت اور صلح کرنے پر اصرار کرنے لگے مجبوراً نصیب باہنشاہ کو  
 پناہ اگر شیر دل موسیٰ نے صلح کو پسند نہیں کر کے ہتھیار لگاکر اور گھوڑے پر  
 سوار ہو کر شہر سے باہر ہوا مومن لکھتے ہیں کہ اکور سترہین دن مسلح سواروں  
 سے موٹھ بھیر ہوئی چونکہ یہ تھیلی پر جان لیے پھرتا تھا اور اسکی یہ آرزو نہ تھی

کہ اپنی زندگی میں غرناطہ کو ٹوٹا دیکھے۔ اون سب ایک ساتھ وار کیا اکثر کو مار لیا باقی  
 زخمی ہوئے اور خود بخوبی زخمی ہو کر زمین پر گر پڑے لوگوں نے چاہا کہ اُسکو لیجا کر عالی  
 معالجہ مرہم پٹی کیجا دے مگر موسیٰ نے منہ پھیر کر جواب دیا کہ میں چاہتا کہ میری لاش  
 دشمنوں کی شرمندہ احسان ہوں۔ اور کھٹنوں کے بل غرناطہ کو برابر لڑتا رہا تاکہ  
 کہ ہاتھ پاؤں نے بالکل جواب دیدیا۔ پھر اسنے آخری کوشش سے خود کو دریائے  
 نیل میں گرادیا۔ اور غرق آب فنا ہوا۔ ۲۵۔ نو مہر ۱۶۹۱ء کو عبداللہ نے کلیجہ پر چھڑ  
 دھر کر فردی نیڈ کو کھلا بھیجا کہ آئیے ہمارے گروں پر کیا بلکہ دلوں پر قبضہ کر لیجیے جب  
 فردی نیڈ کی سواری پس آئی تو اسنے اپنا منوس ہاتھ بڑھا کر غرناطہ کی کچی سوئی کر  
 معال عیال کو بہستان کی طرف روانہ ہوا چلا گیا۔ اسکی والدہ اسکے ہمراہ تھی اسنے کہا  
 کہ جس چیز کو تم کل مردوں کی طرح نہ بچا سکے اُسکو آج عورتوں کی طرح رونے سے کہا  
 خالدہ غرضکہ بیان سے پھر عبداللہ افریقیہ میں چلا گیا اور دیوڑہ گری پر اوقات بسر کی  
 اس عرصہ میں بڑھئیہ بل غرناطہ نے سلطان ترکی اور خدیو مصر کو قاصد بھیجے  
 لیکن سفائدہ کسی نے التفات نہ کیا بد نصیبان مسلمانان اٹریس یون تو پہنچ ہی پہنچے  
 کے ہاتھوں تباہ ہو چکے تھے لیکن اوسکی لہذا اور بھی تباہ و برباد ہوئے کیونکہ  
 فردی نیڈ اور بالکہ الیزہ کو مذہب مسیح کی اشاعت منظور تھی جب تک پاؤں بر سر  
 باختیار و خور ہاؤں وقت تک کسی قسم کی تکلیف نہ ہو گی کیونکہ وہ مسلم الطبع ہی  
 ایسا تھا جب کارڈی نل فرطین آیا اوسے اشاعت مذہب میں سہولت دینا  
 نہ تھی۔ احمد دار اسپر ٹھہرا کہ مذہبی بنا پر شدید قوت دیا دے اور جو مذہب مسیحی سے  
 انکار کری اوپر حرم نجات قرار دیکر گرفتار کر لیا جاوے۔ اس نے اس جرم میں ایک

عورت بھی ماخوذ ہوئی تھی اور اسکو جبراً قید خانے میں لیجانے لگے تو مسلمانوں نے حملہ کر کے چھڑا لیا اور غرناطہ میں ایک عذر کی صورت پیدا ہو گئی اور قریب تھا کہ آتش فشاں مشتعل ہو لیکن کارڈی نل کو یہ امر نہایت ناگوار تھا ملک کو سمجھا کر ایک فرمان اس مضمون کا جاری کر دیا کہ تمام مسلمان جلاوطن ہو جاویں یا دعوت نصرانی قبول کریں اس فرمان کے جاری ہوتے ہی کل مسجدیں جبراً بند کر دی گئیں اور لاکھوں کتاب جو علمی سرمایہ تھا جلا کر خاکستر کر دی گئیں۔ اس ہنگامے میں اکثر لوگ عیسائی ہو گئے جسکے سبب سے بغاوت غرناطہ کی کچھ فرو ہوئی لیکن الکترہ کے کوہستانی باشندوں میں اس سے زیادہ جوش پیدا ہو گیا اسکی سرکوبی کے لیے لشکر الکلیڈوس فوج کے روانہ ہوا جنہل مذکور وہاں پہونچ کر مع فوج کے تباہ ہو گیا اس باعث سے آتش غضب نصرانی اور مشتعل ہو گئی پھر تو کوئیٹ اداوت سنڈ لانس قلعہ گوجا کو چھین لیا اور کوئیٹ آف میری نے ایک مسجد کو باروت سے اوڑھایا حسین تمام عورتیں اور بچے بھرے تختے شاہ فردی نیٹ نے قلعہ رنجان کو فتح کر لیا اکثر مسلمان ان حملوں میں کام آئے باقی ماندہ مراکو اور مصر و ترکی طر ف بھاگ گئے اور وہاں جا کر پناہ لی اس واقعے کے بعد ۵ برس تک امن رہا مگر کینہ کی آگ اندر ہی اندر سلگا کی سلمان اگر چہ ظاہری عیسائی ہو گئے تھے اور فرائض نہیں بھی ضرور پورا کرتے تھے لیکن نہایت بد دلی سے پاڈیوں کے روبرو اپنی اولاد کو بوٹما کا پانی ڈلواتے تھے اور پھر آکر اسے دھو ڈالتے تھے پہلو نکاح گر جاگھر میں ہوتا تھا۔ پھر اگر شرع کے مطابق گھر میں عقد ہوتا تھا رفتہ رفتہ یہاں تک بت پہونچی کہ مسلمانوں کو اس حکم پر مجبور کیا کہ اپنا قطعہ اور لباس چھوڑ کر مسیحیوں کے چلوں

اور ٹوپی لیکر پہنیے زبان اور رسم و رواج بلکہ نام تک بدیے۔ اوغنین کا طریقہ  
 سیکھیے یہ طریقہ اور قانون ۱۲۷۶ء عین چارلس پنجم نے جاری کرنا چاہا لیکن بسبب  
 مصلحت وقت کے اسکا عمل درآمد نہ ہوا تھا۔ فلپ دوم اس کے بیٹے نے ۱۲۸۶ء  
 میں سختی سے حکم عام دیا کہ زبان اور آداب و رطرز معاشرت بدلے۔ اور اس غرض  
 کہ مسلمان ملہارت سے جو آقا و امرا اسلام و مہنیا تشرع مسیح میں داخل ہو باز رہیں ان سے  
 الحاح کے تمام خوبصورت حمام مسمار کر دیے علاوہ اسکے ٹکس وصول کرنے  
 والوں کے رعایا پر ظلم اور لوٹ مار شروع کر دی سپر اتفاقاً چند کسانوں اور سپاہیوں کے  
 جھگڑا ہوا۔ اور سپاہی کو مار ڈالا جب نوبت کشت خون کی پہونچی تو عاقبت اندیشی سے  
 مسی فری نہامی جو بنی سراج سے تھا۔ اور رنگ زری کا کام کرتا تھا کو ہستان میں  
 لکھ گیا مسلمان مظلوم نے جو یہ سنا تو چاروں طرف سے بیان اگڑ جمع ہو گئے اور بنی امیہ  
 کی نسل سے ایک شخص کو مولوی مجید بن امیہ کا خطاب دیکر اندلس کا بادشاہ بنایا ایک  
 ہفتہ کے اندر تمام سپاہیاں خون سے بھر گیا یہ الگیزا کی دوسری بغاوت ہی چھ ۱۲۷۰ء  
 میں واقع ہوئی یہ پہاڑ قریب بیلونس میل لمبا اور گیارہ میل چوڑا ہے اسے اسکے  
 نہایت دشوار گزار ہیں۔ اور جا بجا آبی سنگین نامور رختا ہیں تھیں یہ آتش  
 بغاوت دو برس تک مشتعل رہی اور یہ مسلمانوں کی آخری کوشش تھی چونکہ وہ جان  
 چکے تھے کہ دشمن چاروں طرف سے گھیرے ہوئے ہیں۔ اور سوائے اس مختصر جگہ کے  
 دوسری جگہ انکی مفرینہا کہیں سے امداد کی امید نہیں انھوں نے مجنونانہ  
 جوش میں آکر اوٹھتے ہی گذشتہ سو برس کے ظلم و تشدد کا بدلہ لیا اور جو بن سکا  
 لوٹ مار اور غارت و قتل میں کوئی بات باقی نہیں رکھی پھر حاکم غرناطہ

سسیمی مارکوئیس اور موٹری جا رہے تھے فیاضانہ سلوک اور مہر و محبت کرب کے  
 بغاوت کو بہت فرو کر دیا تھا مگر اور الویس کے حیلخانہ میں مسلمان کل قیدیوں کو قتل  
 کر دینے سے فساد کی آگ اور بھڑک اٹھی اور واقفون کے بعد مسلمانوں  
 کی طاقت روز بروز بڑھتی گئی اور ابن امیہ تمام کو ہستانی ملک کا مالک بن  
 بیٹھا اور ۵۶۹ء میں اسکے سبب نالایق اور اوباش ہونے کے کسی نے سوتے  
 وقت گلا گونٹنے یا اس کے بعد ایک اور شخص مسی مولوی ابو عبد اللہ مسند نشین ہوا  
 ۵۷۹ء میں سرزمین ڈون چون آٹ اسٹریا بادشاہ فلپ کا سوتیلہ بھائی  
 شاہی فرمان حاصل کر کے مسلمانوں کو متہمل کرنے کو روانہ ہوا اور اسے لٹے  
 ہی قتل عام شروع کر دیا کہ خون کے ندی بنائے بہ گئے اسے ہزاروں  
 عورت مرد اور بچے اپنے سامنے ذبح کر دیا اسے تمام الکتر کے دیہات کو مسلح  
 تیج بنا دیا مولوی ابن ابو عبد اللہ کا سر کاٹ کر غناطہ کے ٹھہر کے دروازے  
 پر لٹکا دیا۔ چونتیس برس تک دیکھنے والوں کے لیے سراپا جبرٹ رہا حلیل القدر  
 سالار نے سر کو بی سے خارج ہوتے ہی عام قتل اور غارت گری کا بازار  
 گرم کیا یا پنجون نومبر سے پہلے ایک پر کالہ آتش بغاوت کا باقی بچھوڑا کہتے  
 ہیں کہ بیس ہزار سے زیادہ مسلمان پہلی لڑائیوں میں کام آئے اور پچاس ہزار  
 ایک تیوہار کی خوشی میں جوہ۔ دمبر کو تھانج کیلے اور جو بچے اونکو جلاؤ طین کیا  
 ہزاروں تو سیدنا داری اور فاقہ کشی کے رستوں میں مر گئے اور اس جلاؤ طینی  
 کا سلسلہ ۱۶۷۹ء تک برابر جاری رہا ۱۶۸۰ء سے ستر دین صدی کے عشرہ  
 اول تک علاوہ مقتول اور مقررہ وغیرہ کے تیس لاکھ مسلمانوں کو دیس سے نکال دیا

اور ایک گزارشات سوسترہ میں یہ واقعہ ہیبت ناک پیش آیا بیشک خدا ہی کے  
قبضے میں تمام ملک اور سلطنت ہیں  
وہ جسکو چاہتا ہے اوسکو دیتا ہے

شہیدہ کے بودمانند دیدہ

کوئی مذہب کوئی مشرب کوئی ملت کوئی پنتھ دنیا میں ایسا نہیں کہ جو  
ہماری سرخی عنوان کا مقرا و محترف نہ ہو کیا ہند کیا سندھ کیا روم کیا شام  
کیا فرنگ کیا چین کیا ایشیا کیا افریقہ کیا امریکہ کوئی ملک دنیا میں ایسا نہیں  
جہاں کے عقلا و حکما کا اسپر عمل درآمد نہ ہو کہ شہیدہ کے بودمانند دیدہ  
اگر غور کیا جاوے تو بہت سے ایسے امور ہیں جو مشاہدات اور تجربات  
سے تعلق رکھتے ہیں خواہ وہ تاریخ اور واقعات سے متعلق ہوں یا کسی دین و امر  
سے جو فقط سماعتی ہوں گواہوں کے نقل نے نہایت احتیاط سے ادسکا غلط آمد  
کیا ہو۔ مگر جب اسکو کینے بنظر غور ملاحظہ کیا ہوگا تو کچھ نہ کچھ فرق کی روشنی کا  
ضرور پایا ہوگا کیونکہ بعض اسباب ہی اسکے ایسے ہیں منجملہ انکے کچھ ہم اپنے  
کلام کی تصدیق کے لیے ظاہر کرتے ہیں مثلاً کوئی حال کسی قوم واجب کا  
کینے درج کتاب کیا تو اسنے وہ حال کچھ خود تو دیکھا نہیں فقط کسی مخبر  
کتاب سے درج کیا اب ہمیں اعتبار اوسکا کس طرح آئے اسکے کئی سبب ہیں  
سبب میں بڑا سبب تو رعایت قومی اپنی اپنی قوم کی ہر شخص بابت کرتا ہے  
دوسرے تعصب ابھی غیر مذہب دلیکیو امانت کرتا گویا فرض منشی ہے اب  
رہا قابل جس نے کیفیت انہی دریافت کی ہو تو ہزاروں میں ایک آدمی

درک کلیات و جزئیات ہوتا ہے کہ ہر شخص کبھی واقعات ایسے سماعت میں  
 آنے جنکی کچھ اصل ہی نہیں ہوتی ہر شخص نے اپنی زندگی میں بہت سے ایسے  
 واقعات مشاہدہ کیے ہوں گے منجملہ ان کے منٹے نمونہ از خرد اسے۔ عروہی  
 گھس گھس تو مشہور ہی ہے۔ گوالیار میں ہمارا جہینکو باجی کے بیان لڑکا پیدا  
 ہوا تو پین سلائی کا ٹیٹن صدر لینڈ صاحب بہادر جو اس زمانے میں پریسڈنٹ  
 صدر کورپورٹ کی وہاں سے خرید مبارکبادی آیا۔ صاحب سو شو خوشی  
 خوشی لیکر دربار میں آکر بیٹھی آؤ بھگت ہوئی سب غیر معمولی تشریف آری  
 کا دریافت کیا خرید پیش ہوا معلوم ہوا کہ لڑکا نہیں لڑکی پیدا ہوئی ہے  
 یہ سکر صاحب کے ہوش پران و حواس ناخستہ اب نادم و پشیمان ہوئے کہ صدر  
 کو کیا لکھوں انقض صاحب بہادر نے انکار وں کو ڈانٹ بتائی اور کوٹھی  
 کو واپس آنے یا مثلاً نواب دولہ مرہوم اور یکم صاحبہ قدسہ کا تازی تھا اور  
 نواب صاحب س فوج آٹھ مین مقیم تھے اور او دھر سے روانگی فوج کی تیاری  
 و لکشن صاحب بہادر یوٹیکل بحینٹ سیور محرم کا مینہ تاریخ دسویں سفر کا وں  
 کر بلبا کے قریب تغریون کی دھوم خلقت کا جوم یکامک شور ہوا کہ وہ نواب  
 دولہا آگئے۔ بھگدڑ پڑ گئی مین تجہر تو مجہر سیکڑ وں مندیلا وں وں دشا لے  
 اور کشتین تمام رستہ مین مارے مارے پھرتے فتح گڑھ کی توپیں بھی باد ہوئی  
 وں وں چلنا شروع ہوئیں سیکڑ وں آدمیوں کے تغریے شہید ہوئے بلقیٹا  
 نے صاحب بحینٹ کو سیور سے طلب کیا اب صاحب حیران کہ نواب جناب  
 کے پاس سے آٹھ سے ابھی خط آیا ہے یہ کیا ہوا ہو گئے۔ ابھی بھوپال پہنچے



محبوبہ چھو پال آئے یہاں دریافت کیا معلوم ہوا کہ ایک گائے کسی سبب سے  
 بچک کر کہ ایک تقریب پر ہجوم میں گر سی۔ تقریب ٹوٹا۔ ایک دفعی ہوئے وہ چلائے  
 کہ ہاے مارڈا لا جب دوسرے تقریب پر گر سی تو او سے کہا وہ یہ آگئے۔ لوگوں نے  
 جانا نواب دولہا میں پھر کیا تھا میدان صاف تھا صاحب بہادر نے جو کچھ  
 دلیں آیا کہا لیکن پھر ہوتا ہی کیا تھا اور شیخ محمد حسن صاحب مخزن الادویہ کو لوٹا  
 لوگ جانتے ہوئے کہ مشہور آفاق ہیں۔ کیونکہ انکو علم و فضل میں کمال ہی ایسا تھا  
 میرے اطوار کی چنداں ضرورت نہیں آپ لوگ خود مجھے زیادہ جانتے ہوئے  
 لیکن افسوس کہ باوجود اس علم و فضل و کمالات کے ہماری سرخی عنوان پر عمل  
 نہیں کیا تو آج ہماری نکتہ چینی کے مورد ہوئے کہ آپ مخزن میں تحریر فرماتے  
 ہیں کہ برگ قافلہ مثل برگ امانت یا وحشت اگر ذرا بھی آپ لوگ کوشش کے  
 ملک میوہ کہ جو ایک مدراس کا ضلع ہے یا سیلان کو ملاحظہ فرمائیے تو آپ کو اس  
 قول کی تصدیق بخوبی ہو جائیگی میرے زیادہ تصدیق دینے کی ضرورت نہیں  
 اور اسپر کیا موقوف ہے بعض میں کے حالات ملاحظہ کرو کہ جکا کچھا ڈرنک چین  
 میں مذکور ہو چکا ہے۔ اب تو انہیں پر اکتفا کرتا ہوں۔ اسی پر ہم حالات ایسے  
 بھی قیاس کرتے ہیں کہ وہاں کے واقعات لکھنے والے و قوم میں اہل سلام  
 یا ضارا تو اہل سلام کا جنھون نے بخشم خود دیکھا تھا تو اوکا وہاں خاتمہ ہی ہو گیا  
 رہیں اونکی کتاب میں وہ سب برباد ہوئیں اور باقی رہے اور مورخ عرب و انھوں  
 دور سے سنائے واقعات قلمبند کر دیے کچھ حال واقعی اور کچھ رعایت قومی  
 اب رہے نصارا سپین تو انھوں نے ان واقعات کو بطور زور نہایت تعصب

نہ ہی ریح کی اہل کماشل نے کہ ان کے مزاج میں چنانچہ تقصیر ہی نہیں اور  
انصاف پسندی ہے۔ اوسمین سے چھانٹ چھانٹ کر لکھا لیکن چھر کو ہاں  
اسیے آپ کے خادم نے اس عنوان - شنیدہ کے بوہا تندریدہ پر غلط لکھا

### بقیہ سفر نامہ

ہم شروع کتاب میں اپنا سفر نامہ مختصر بندر اسرائیل تک نہ کوہی کر چکے ہیں  
یہاں اعادہ کی اوسکی کچھ ضرورت نہ سمجھی غرضکہ تاریخ اس ۳۱ نومبر ۱۹۳۸ء بندر  
ماریسل علاقہ فرانس پہونچے وہاں دو دن قیام کیا اس واسطے کہ مترجم کی تیار  
ضرورت تھی غرضکہ بذریعہ کمینٹ کوک کمپنی ایک فرانسیسی کو جو کچھ چھوٹی ٹرولر  
عربی جانتا تھا ایک پونڈ روزانہ علاوہ خوراک اور کرایہ مکان اور ویل پر نوکر  
خادم کو وہیں چھوڑ کر اور نہایت تغیر کر کے آٹھ بجے شب کو باریسلونا کی طرف  
روانہ ہوئے دو بجے شب کو اسلیس ریل کی بدلی ہوئی چار بجے پر ایک سوچے  
یہ علاقہ اسپین ہے۔ علاقہ فرانس تمام ہوا یہاں مال کی تلاشی ہوئی ریل کی  
ہوئی دتل بجے دکنو بندر باریسلونا پہونچے۔ ماریسلونا ایک پر فضا بندر ہے۔

اسپین کی بڑی تجارت گاہ۔ ڈھائی لاکھ آدمیوں کی مردم شماری ہو کل جہاز  
یہاں سوداگری ہیں سرکاری جنگی کوئی نہیں ہے۔ ماریسل سے دریا کے کنارے  
ریل آتی ہے کہیں لب دریا واقع ہے کہیں پہاڑوں میں سے ہر بڑے اسٹیشن  
یہاں آرا (۱) ترسکن (۳) مجلی (۴) شت (۵) بی ریر (۶) سیرغی -

یہاں دو آثار قدیمہ مور کے وقت کے دیکھے۔ دونوں مسجدیں عالیشان ہیں  
جنکو کلیسہ بنائے ہیں۔ اور عینہ بنی موجود ہیں فالمدہ مور یہاں کل مسلمانوں

کو کہتے ہیں اور وہ تہہ تسمیرہ ہے کہ بیان پہلے مسلمان ملک موراکے آئے تھے اور  
 اسی وجہ سے چین میں بھی موراکے ہیں کہ پہلے اہل چین نے اسپین والوں کی  
 زبانوں کی جگہ انکی پہلے وہاں تجارت گرم تھی یہی نام سنا تھا یہ وہی بارسلونا ہے کہ  
 سلسلہ ہجری میں خلیفہ حکم ثالث کے عہد میں جبکہ مسلمانوں اور عبداللہ  
 ابن عبدالرحمن ثانی اسکے چچاؤں نے اسپر خروج کیا تھا اور سلطنت اندلس میں  
 کمان درجہ تھلکہ تھا اور وقت نصار نے فرصت غنیمت جانا اسپر قبضہ کر لیا تھا  
 اسکا یہی نام قدیم مور کے وقت کا ہی کسی طرح کی اسپین تحریف واقع نہیں  
 ہوئی ہم کٹر نش فون بارسلونا ہو ٹل میں اور ہے تھے وہاں سے یلیٹشیا  
 کو آٹھ سو پیل میں روانہ ہوئے راستے میں تین بڑے اسپین (۱) (۲)  
 تراگونا (۳) کنٹیل (۴) سنگت - سیکور وید بھی کہتے ہیں جہ چچہ بھی ہو چکے  
 بارسلونا یلیٹشیا ایک سو ساٹھ کلومیٹر ہے کلومیٹر سے کچھ ہی کم ہوتا ہے یلیٹشیا  
 کی مردم شماری ایک لاکھ پچتر ہزار ہر نصف شہر کے قریب کل پیرانی عمارت سے  
 اور گلی کو چے بھی بہت تنگ ہیں یہاں تین مسجدیں ہیں ایک کا نام کلوسو  
 دوسرے کا نام کنڈران سن ترمیر تسمیرے کا نام سن بانزل کیتو علاوہ ازیں  
 ایک دروازہ گول محراب کا عظیم الشان اسکے دونوں بازو پر دو برج قدیم  
 شہر پناہ کے مندرمہ دیوار کا اب تک یادگار باقی ہے اور اسپین مور کے  
 وقت کے چوٹی کو ارٹکنہ موجود ہیں دوم دروازہ رفیع دارالحکومت جسر  
 کچھ عمارت بلند بطور الان کپہری کے ہے حکا نفث کتاب ہذا میں مزید مرنکے  
 بیان کا انا ریت بڑا اور عمدہ مثل دمشق اور انگور گول دانہ کا خوش رنگ

اور لطیف ہوا ہے۔ ولینٹیا سے دو بجے دن کے روانہ ہونے رات کے دو بجے  
 الکسٹر شاید القصر وہین ریل بد لگئی ولینٹیا سے کارڈوبا پانٹو شاہی کلوٹھریت سیتے  
 کے برے اسٹیشن یہین (۱) بد اخزا (۲) جبالپو (۳) الکسٹر (۴) بودلیا  
 راستے میں ایک ندی ملی (اندو غا) دن کو راستے میں بجز نازنگی کے  
 درختوں کے کو سون ٹرولون دوسرا درخت نظر نہیں آیا سر سے پانون تک  
 خوب لہے ہوئے پھر دوسرے دن زیتون اسی کثرت سے ملا۔ یہاں تاہی  
 پرتیکس کو جاتی ہیں راستے میں تریخے کھجور عرب کا یادگار بھی کثرت سے  
 ملتے ہیں مگر شیرین کم۔ دوسرے روز دس بجے دن کے کارڈوبا پہونچے  
 کارڈو یعنی قرطبہ

سجدا تہ برائی آرزو اور قرطبہ دیکھا بھرا تھا دلیں میرے شوق کا ایک کپ  
 قبل اسکے اوجاڑ قرطبہ شہر کا حال چشم دیدہ اور مسجد کی کیفیت کہ مقصود کلی اور  
 غایت اصلی اس سفر سے ہرگز ارش کرتا ہوں جو داسطریاق کلام کے پہلے تجربہ  
 انگریزی اور عربی سے مثل کارنامہ مورا اور طبقات اندلس جو ملاحظہ میں آئے  
 داسطریاق ملاحظہ ناظرین کے تریب ادراک کرتا ہوں تاکہ مطالعہ کنندگان اخبار  
 دہصار و سیر بر اصل حقیقت بموجب منشا اس شعر کے شعر و نقش و نگار درود  
 دیوار شکستہ آثار پدیدست متناہد عجم را بہ بخوبی سنکشف ہو جائے خلیفہ کا  
 شہر ایک مورخ مسیحی لکھتا ہے کہ عرب کا قول ہے کہ قرطبہ عروس اندلس ہے اسکا  
 لمبا سلسلہ سلاطین کا اسکی ناموری کا تاج ہے۔ اسکی پچھلی اون موتیوں کی ہو  
 جو اس کے شعر نے زبان کے سمندر سے نکالی ہے اسکی پوشاک علم و فضل ہے

اور فن و ہنر و سلی پوشاک کی مجال ہے ہم جب یعنی انگریز اسکا خیال کریں کہ وہ  
 تخریج و غریبی مورخوں نے کی ہے قرطبہ کی نمود کی دسویں صدی سے متعلق ہے  
 در حالیکہ اس وقت ہمارے بزرگوار لکڑی کے جھونڈوں میں رہتے تھے اور پال  
 پرستے تھے زبان ہماری بے ترکیب تھی لکھنا پڑھنا چند ملکوں میں تھا تو ہم مسلمانوں  
 کی عجیب و غریب تہذیب کو کسی قدر سمجھ سکتے ہیں کہ تمام یورپ اس وقت جہالت  
 میں ڈوبا ہوا تھا۔ صرف مسططنیہ اور اٹلی کے بعض مقامات پر تہذیب کے آثار باقی تھے  
 تو دارالسلطنت اہلس کی کچھ قدر ہو سکتی ہے باشندہ وہاں کے۔ تپاک اور بگلف  
 پیرا و عقل و فراست خوش خوری خوش پوشی شہسواری کے لیے مشہور تھے۔ ارباب  
 علم و فضل و کمال میں عظیم المثال رؤساء وہاں کے قیاضی میں مشہور اور ہنر  
 کے جگت عدل سے ماہر دنیا کے تمام حصوں سے طالب علم اگر ہر قسم کے علم حاصل  
 کرتے تھے مسکن علما اور قیام تحصیل علوم تھا اہل علم اور اہل حرفہ ہمیشہ ایک دوسرے  
 پر بھکت و بچانیک کی کوشش کرتے تھے۔ شریف اور نیک لوگوں کا دنگل تھا قرطبہ  
 اہلس کے لیے ایسا تھا جیسے سہرجم کر لیے۔ اسکی وسعت اور خوش وضع کا اندازہ  
 کرنا ناممکن ہے جو خلیفہ عظم کے وقت میں تھی محفل القصر اب ویران ہے  
 اس کے خرابات مجمل و مکانات کے کام میں لائے جاتے ہیں دریاے وادی البیہ  
 پر ایک پل موجود ہے جو پہلے خلیفہ بنی امیہ کے سیاحوں کو ایک حیرت میں ڈالتا  
 اس شہر کی وسعت کی بابت مورخوں میں اختلاف ہے مگر صحیح اندازہ لمبائی کا دو  
 میل تھا وادی البکیہ کے کنارے سنگ مرمر کے مکانون مسجدوں اور باغوں جگمگاتے  
 تھے جن میں نمایاں پھول و درخت دوسرے ممالک کے ہوشیاری سے لگائے

جاتے تھے۔ اور عربوں نے اپنا طریقہ آبپاشی کا جاری کیا جس میں اہالیان  
 اسپین اونکے پیشتر اور بعد کبھی برابر اونکے زمین ہوئے پہلا بنی ایسے کا سلطان  
 ایک خرما کا درخت شام سے لے لیا تھا تاکہ اوسکو اپنے وطن کی یاد دلاوے  
 اور اوسکے نام پر اسے ایک غلین نظم اپنی جلا وطنی کی توجہ میں تصنیف کی۔  
 یہ درخت خرما اوس باغ میں نصب کیا گیا تھا جو اوسنے اپنے دادا شام کے  
 باغچہ واقع دمشق کے دیکھا دیکھی ترتیب دیا تھا جہاں وہ بچپن کی حالت میں  
 کھیلتا کرتا تھا اوسنے اپنے کارپرداز تمام دنیا میں مالک غیر کے درخت پودے  
 اور تخم لائیکے لیے بھیجے اور سلطان کے باغبان ایسے ہوشیار تھے کہ اگر کوئی  
 ان غیر ملک کے درختوں کو بہت جلد پرورش کر دیا اور محل سے تمام ملک میں بھیلے  
 اسی طرح اندر ایک تخم سے بویا گیا جو دمشق سے لایا گیا تھا ان بہتے باغوں کی  
 آبپاشی کے واسطے پہاڑوں سے پانی بذریعہ شیشہ کے ٹلون کے لایا جاتا تھا  
 چنانچہ پہاڑوں پر نشانات ادا پانی کے کاموں کے اب تک دکھائی دیتے  
 ہیں اور اونکے ذریعہ سے بہت سی پانی سنگ مرمر کی جھیلوں اور چشموں اور  
 ممالکوں میں پہونچایا جاتا تھا۔ مورخ لوگ سلطان کے محلوں کی عجیب غریب  
 باتیں لکھتے ہیں اون میں سے خاص ایک محل سکونت تھا جکا پھاٹک نہایت  
 عمدہ بنا تھا اوس میں سے مسجد کلان کو جائیکہ رہتے تھا جس میں بادشاہ ہر جمعہ  
 کو جاتا تھا اور اوسکے تمام بہتہ پر ایک سرے سے دوسرے سرے تک عمدہ  
 قالینوں کا فرش ایک محل پہونچا کا محل کہلاتا تھا دوسرا عشاق کا تیسرا قناعت  
 کا چوتھا تاج کا اسی طرح اور دن کے نام تھے۔ چنانچہ منجملہ اونکے ایک بنی ایسے

کے پورے وطن کے نام پر دشت گملاتا تھا اس آخر محل کی جیتیں سنگم  
 کے ستونوں پر نصب تھیں اور فرش پر سنگ موسیٰ کا کام تھا یہ محل ایسا خوبصورت  
 تھا کہ جسکی تعریف شاعرین نے لکھی ہے۔ قوطیہ کے بعض باغون کے نام  
 دلکش ہیں جنہ دیکھنے والوں کو بھرتے ہوئے پانی کے قریب سونے اور چھو  
 اور میوؤں کی عمدہ خوشبو کے لطف اور ٹھانکی ہوس ہوتی دریا وادی الکبیر  
 کا خاموش بہاؤ باشندوں کے لیے دائمی مسرت کا باعث تھا اسکے اوپر  
 ایک نہایت عمدہ پل سترہ محرابوں کا تھا جواب تک اہل عرب کی لیاقت انجیری  
 کا گواہ ہے تمام شہر نفیس نفیس عمارتوں سے بھرا ہوا تھا جنہیں سے ۵۰ ہزار سے  
 زیادہ مکانات امرا اور سرکاری لوگوں کے تھے ایک لاکھ سے زیادہ مکانات  
 عوام کے تھے اور سات سو مسجدیں اور نو سو حمام تھے۔ یہ اسلامی شہر دین  
 مندوی خیر ہے کیونکہ مسلمانوں میں صفائی صرف طہارت کی غرض سے ہے  
 بلکہ ہر عبادت سے قبل اسکا ہونا ضرور ہے بخلاف اس قون اوسط کے کہ نصرانی  
 نہانے دھونے کو مسلمان کا دستور سمجھ کر اسکی ممانعت کرتے تھے اور سنگ  
 لوگ اپنی کثافت پر یہاں تک ناز کرتے کہ ایک نصرانی زاہدہ لکھتی ہے کہ آٹھ  
 سات برس کی عمر تک اپنے جسم کا کوئی عضو نہیں دھویا بخراؤ ٹکلیوں کی پورو  
 کے جب وہ ماس لینی جاتی جب غلاط خاصہ نصرانی تقدس کا ٹھہرا تو مسلمان  
 نہایت مبالغہ کے ساتھ طہارت کرتے اور اپنے جسم کو بغیر پاک کیے اپنے خدا  
 کی طرف جانے میں جرات نہ کرتے جب اسپین پھر نصرانی بادشاہوں کے ہاتھ  
 آیا فلپ دوم بادشاہ اسپین شوہر میری ملکہ انگلستان نے حکم دیا کہ تمام حمام



کہو دواے جادین۔ اس بنیاد پر کہ پیادگار اسلام میں قرطبہ کی عمارتی چیزوں  
 میں بڑی مسجد منبر اول ہوا کی تعمیر شہداء میں عبدالرحمن اول نے شروع  
 کی اور انہی ہزار اشرفیان صرف کیں جو اسے گاہتوں سے بطور غنیمت  
 پانی تھیں یہ مسجد نہایت عمدہ نمونہ پورا نے اسلامی کمال کا دنیا میں ہے  
 ایک نے ستونوں اور دیواروں پر سونا چڑھایا دوسرے نے نیا مینار بنوایا  
 لداؤ کا برآمدہ نمازیوں کی آسائش کے لیے زیادہ تعمیر کیا۔ اس طرح سقف  
 مکان پورے کچھ تک اونیس اور اوتر سے دکھن تک کیس ہیں اس میں  
 ایکس دروازوں نے نمازی داخل ہوتے چھت ایکہزار ستونوں پر تھی فرش  
 میں چاندی اور سنگ ہوسا کا کام تھا اور ستونوں میں سونے جو اہرات کے  
 پچھکار جی مبر عمدہ لکڑیوں اور ہاتی دانت کا تھا اکثر قیمتی تھیر سونیکے کیلون  
 جڑے تھے چار حوض وضو کے لیے جن میں دنرات پہاڑوں سے پانی آتا  
 مسجد کے متعلق بہت سے مکانات کچھ کطیف تھے جن میں غریب مسافر کھا  
 پاتے سیڑوں پیل کی لائٹن گرجوں کے گھنٹوں سے بنائی گئی تھیں  
 مسجد کو روشن کرتی تھیں ایک بڑی موٹی تی پچاس فوٹ کی رات دن وعظ  
 کے سانسے ماہ رمضان میں جلا کرتی تھی اس مسجد عالیشان کی عمارت کا ابتدائی  
 سلسلہ بھی ہنوز نا تمام تھا اسکا سکا بانی یعنی عبدالرحمن اول جل بساؤ کے بعد  
 اس کے لڑکے ہشام قدسی نفس نے صوبہ ہارون کے غنائم سے اوم عمارت  
 کے سلسلہ کو ختم کیا پھر حکم بن ہشام نے اس کے تمام دروازوں اور ستونوں  
 کو مٹا کر نے ہیں پیش بہاد دولت صرف کی پھر عبدالرحمن ثانی نے ایک نیا

مینا بطلانی کا جو ایک سو پچاس فٹ بلند تھا نصب کیا۔ غرض کہ ان کے بعد جو دروازے  
 ہوئے ان کا اپنا بیٹھا نام اور حصول ثواب کے خیال سے اس عجیب و غریب عمارت  
 میں کچھ ترسیم کرتا رہا یہاں تک کہ خلیفہ اعظم عبدالرحمن ثالث نے ایک اور دروازہ  
 بڑھایا۔ تین سو باون آدمی خدام فقط اس کام پر مبعور تھے کہ اگر کی بتیان اور عود  
 وغیرہ نقل ہنری میں جلا کے ان کے بخورات سے نمازیوں کا دماغ موثر کیا کرتے تھے  
 اور لائبنیوں کے لیے جن میں روزانہ دس ہزار بتیان جلتی تھیں روشن کیا کرتے  
 اس مسجد کی بہت خوبصورتی اب تک باقی ہے۔ سیاح لوگ ستونوں کے جنگل میں  
 کھڑے ہو کر تصویر حیرت بخاتے ہیں ہر جانب بے شمار ستون نظر آتے ہیں سنگ  
 ساق زبرجد سنگ مرمر اب تک اپنی جگہوں میں قائم ہیں عمدہ سنگ موسیٰ کو شیشہ  
 جکے بنائیکے لیے بی بانی زمین تم سے کاریگہ آئے تھے جو اہر ات کی طرح اب تک  
 چمکتے ہیں صحن نازکیوں کے درختوں سے اب تک بھرا ہے دیکھنے والا جب اس  
 مسجد کے سامنے کھڑا ہوتا ہے تو تصور بے اختیار قرطبہ کے ایام اقبال کی طرف  
 جاتا ہے یعنی خلیفہ اعظم کے اوج اقبال کے زمانہ کی طرف جو پھر نہ لوگ گناہ شہر بہار  
 کے نشیب کی طرف لب دریا واقع ہو اور سکنا نام وادی الکبیر سے اسپانیہ کے  
 گوڈر کیوا۔ کہتے ہیں لب ساحل قلعہ کی فضیل بھی بلند بلند دروازے اور شیشہ  
 دیوار باقی ماندہ اب بھی اس کی عظمت اور شان کی گواہی دے رہے ہیں۔  
 ایک دروازے کے روبرو پل قدیم ہے۔ تیرا محراب کا نقشہ دیکھو دریا کو دوسرے  
 کنارے پر بھی آبادی ہے اور اس طرف پل کے بھی دروازہ عالیشان ہے۔  
 جس کے گوشے میں لب ساحل ایک برج وسیع جو ایک مختصر عمارت کے شامل ہو رہا ہے

معلوم ہو کہ اس سے زیادہ عجیب و غریب شہر اور محل نہ ہر تھا کہ جو عبدالرحمن ثانی  
 نے اپنی زوجہ زہرا کی خواہش سے اس کے نام سے بنایا تھا جل الجحور میں گئے  
 دس مین قوطبر کے قریب ہر سال اپنی آمدنی کا ایک ثلث اس تعمیر میں صرف  
 کیا اور یہ سلسلہ اس کی سلطنت کے بقیہ پچیس سال تک اور اس کے بیٹے کی سلطنت  
 پندرہ سال تک جسے بہت اضافہ کیا جاری رہا دس ہزار مزدور ہر روز کام  
 کرتے اور چھ ہزار پتھر ہر روز شہر کے مکانات کی تعمیر کے لیے ترانے اور  
 حواریہ کے جاتے تھے ہزار لڈو جانور مصالحہ موقع پر پہنچانے کے لیے ہر روز  
 کھانہ کرتے اور چار ہزار ستون اسادہ ہوئے جہین سے اکثر امیر قسطنطنیہ کی  
 طرف سے ہدیہ ہوتے یا دیگر بیج سفار اور دیگر مقامات سے آتے علاوہ اس  
 سنگ مرمر کے جو تراگوئے اور المیریا کی کانوں سے نکالا جاتا وہاں پندرہ ہزار  
 دروازے تھے جس پر لوہا صاف کیا ہوا پیل سے چڑھا تھا اس نئے شہر میں  
 کے محل کی چھت اور دیواریں سنگ مرمر اور سونے کی تھیں اور اس میں  
 ایک عجیب و غریب تراش کا فوارہ تھا جو گر یک امیر نے نذر دیا تھا اور ایک  
 مادر موتی بھی تھا یہ بھی تھا کہ وہ کے وسط میں ایک طرف پارہ سی بھرا ہوا تھا اور  
 دونوں جانب آٹھ دروازے دندان فیل اور آبنوس کے چوکھٹوں میں جوڑے  
 تھے اور پیش بہا پتھروں سے مرصع تھے جب ہوپ ادن دروازوں سے  
 آتی اور سیاب کو بقرار کرتی کل کمرے میں بجلی کیسی لپکین نظر آتیں اور اہل ذہا  
 چکا چودہ کے وجہ سے آنکھیں بند کر لیتے موزان عرب عجیب و غریب فسانہ  
 مزیہ الزہری کے بابت بیان کرتے ہیں ایک معوج لکھتا ہے کہ اگر ہم

تمام اصلی اور مصنوعی خوبصورتیاں جو مدنیۃ الزہرہ میں ہیں بیان کرین تو بہت  
 طوالت ہوگی اس میں چشمہ جاری تھے پانی عورتی سامان تھا املاہا ذیباغ  
 دربانوں کے عمدہ مکانات اور اعلیٰ عمدہ داروں کے نفیس محل تھے ہر قوم و  
 ہر مذہب کے سپاہیوں چوکوں غلاموں کا ہجوم تھا جو ریشمی اور کچوے کے کپڑے  
 نپتے شہر کی چوڑی سڑکوں پر پلتے پھرتے تھے محل کے عمدہ کمروں اور وسیع  
 صحنوں میں جوق جوق پھرتے قاضی فقیہ اور شاعر تانت سے خزانہ آئے  
 محل کے ملازمان ستم ذکر کی تعداد تیرہ ہزار سات سو پچاس تھیں کی گئی تھی جبکہ  
 ہر روز گوشت علاوہ میٹھوں اور مچھلی کے تیرہ ہزار دو پونڈ دیا جاتا اور مختلف اقسام  
 اور درجہ کی عورتوں کی تعداد جو حرم سلطانی میں داخل تھیں یا ان کی خواہشوں  
 میں منسلک تھیں چھ ہزار تین سو پچاس تھیں جبکہ تیرہ ہزار پونڈ گوشت ہر روز  
 دیا جاتا تھا بعض کو دس پونڈ روز دیا جاتا تھا اور بعض کو باعتبار ان کے منصب اور  
 درجہ کو کم اور زیادہ یہ مقدار علاوہ مرغی اور تیترون وغیرہ اقسام کے پرندوں  
 شکار کے گوشت اور مچھلی کے تھے مدنیۃ الزہرہ کے تالاب کی مچھلیوں کے واسطے  
 بارہ ہزار روٹیوں کا رات بوقت مقرر تھا اور اسکے علاوہ چھ وزن مسور جو ہر روز پانی  
 میں بھگوئی جاتی اس ستم کے بہت واقعات نہایت شرح و بسط کے ساتھ اس  
 زمانہ کی تاریخوں میں موجود ہیں اور فقہا اور شعرا نے انکی توضیح میں ثنا و صفت  
 بہت کچھ کی جو جن لوگوں نے ان سب کو دیکھا اور انھوں نے اقرار کیا کہ بلاد اسلامیہ  
 میں انکے مثل کہیں نہ تھا دروازہ ملکوں کے سیاح اور ہر رتبہ اور ہر پیشہ کے لوگ  
 گواہ کچھ ہی مذہب ہو وایان ملک - سفیر - تاجر - حاجی - فقہا - اور شاعر

سب اسے متفق تھے کہ اوٹھون نے اپنی سیاحت میں ادنیٰ کے مثل نہیں دیکھا  
 فی الواقع اگر اس میں چکنے سنگ مرمر کے چھجے اور سہرے کمرے اور ہر طرح اور  
 ہر قسم کی دستکاری کے کام سواے عمارت کے صناعاتی نقشہ کی عمدگی مناسب  
 اور خوبصورتی دیوار گیر یون اور آرائش کی نفاست اور نیزستونوں کی بنیاد  
 اور ہواداری میں اسی طرح معلوم ہوئی گویا کل سے ڈھال میں ہیں رنگ آمیز  
 جو نہایت عمدہ منظروں کے متشابہ ہوتے مصنوعی جبل نہایت مضبوطی سے  
 بنائے گئے تھے۔ اور حوض جس میں ہمیشہ پانی مصفا بھرا رہتا تھا۔ عجیب  
 فوارہ قابل حمد و ثناء وہ خدا برک برتر ہے جس نے اپنے ناچیز بندوں سے ایسے  
 عجیب و غریب محل تعمیر کرائے اور انکو بطور معاوضہ کے اس دنیا میں آباد ہوئے یا  
 اور انکو نیکی کے رستہ پر مستقل ہونے کے لیے یہ نعمتیں عطا کیں جو عکس بڑی نعمتوں  
 کا ہے جو جنت المادے میں ہر مومن مسلمان کو ملیں گے محل زہرہ میں اسی  
 محل میں وہ سفیروں کی آداب بھگت کرتا۔ گریک امرائے اوسکے دربار میں اپنا  
 سفیر بھیجا ماہ ربیع الاول ۳۲۹ھ ہجری مطابق ۱۹۳۹ء کمان افسران فوج کو اس  
 تقریب کے لیے تیار ہونیکا حکم دیا تھا کہ نہایت خوشامانی سے آراستہ کیئے گئے  
 اور تخت جو ہیرے اور جواہرات سے جگمگاتا تھا وسط میں رکھا گیا تخت کے  
 دونوں جانب خلیفہ کے دونوں بیٹے کھڑے تھے انکے پیچھے دائیں بائیں ہوا  
 اپنی جگہ تھے بعد انکے حاجب وزرا کے بیٹے خلیفہ کے مولا اور محل کے کا مدار  
 محل کے صحن میں نہایت نفیس قالین بچھائے گئے اور دالانوں پر ریشمی پرکار  
 پردے آویزاں کیئے گئے اب سفیر لوگ داخل ہوئے اور اس عظمت و شان

اور بادشاہ کے جلال سے جسکے روبرو وہ کھڑے تھے تھیں ہوی پھر دو چند قدم بڑھے  
 اور پھر آقا قسطنطین یسوفی فرما زوای قسطنطنیہ کا خط جو یونانی زبان میں تھا اسکا غلط پڑھنا  
 حرفوں نے لکھا ہوا تھا پیش کیا عبدالرحمن نے دربار کے ایک نہایت خوش بیان کو اس  
 موقع پر مناسب پہنچ کرنے کے لیے حکم دیا مگر ہنوز اسنے ایک لفظ بھی شروع نہ کیا تھا  
 کہ منظر کی چمک مک نے اور امرا اور وزراء کی سنجیدہ خاموشی نے اسکو ایسا خوف دیا  
 کیا کہ اسکی زبان تالو میں چپک گئی اور وہ بیہوش ہو کر گرا دوسرے اوجھلے پر کہنے کی  
 کوشش کی مگر اسنے بہت کچھ نہ کہا تھا کہ وہ بھی ساکت ہو گیا الغرض خلیفہ عظمیٰ نے  
 محل کی تعمیر میں ایسا مستغرق تھا کہ وہ تین جمعہ شریک نہ رہا اور جب مسجد میں  
 داخل ہوا پیش امام نے اسکی غفلت پر شائد و توح کی دھمکی دی کل قرطبہ کے محل اور  
 گلستان بنیظیر تھے اسکے علما اور فضلاء نے اسکو یورپ کے علم و فضل کا مرکز بنا دیا تھا  
 شایقین علم یورپ کے ہر حصے سے سبق لینے کے لیے آتے تھے جبکہ پریس نہ نام نہ اپنے  
 دور دراز سکسکی نوٹ مقام گو اشلیم میں قرطبہ کی تعریف گائی تھی علم طب میں اندس  
 طبیعوں رجراجوں کے دریا تجربہ سے بہت اسی باتیں معلوم ہوئیں جو لیکن زمانہ سے باوجود  
 میں یافت ہوئی تھیں ابوقاسم خلف گیارہویں صدی کی ایک نامی جراح تھا اور اسکے  
 بعض عمل انسانہ کے بڑاؤ کے مطابق تھے ابن ظہر نے اسکے بعد بہت علم طب رجراجی  
 دریافت کر نیلے لیے سفر کیا اور اسپر ایکٹ می صمیم کتاب لکھی اور یورپس فلسفی گویا خاص لکھی  
 اوس زنجیر کا تھا جو قدیم یونان کے فلسفہ کو قرن اوسط کے یورپ سے متعلق کرتے ہیں  
 علم ہیئت - جغرافیہ - کسٹری - علم حیوانات نہایت شوق سے قرطبہ میں پڑھے جا رہی  
 فصاحت و بلاغت اسکی بابت اتنا لکھا کافی ہے کہ پورے یورپ میں کبھی

ایسا زمانہ نہیں ہوا جب نظم ہر شخص کے نوک زبان ہوتی ہو اور ہر درجہ کے لوگ  
 عربی اشعار فی البدیہہ کہتے کہ اس سے غالباً اسپین کے مغنیوں اور پردہ و دوش  
 اور اعلیٰ کے کبیشروں نے نمونہ لیا ہے۔ کوئی تقریر یا گفتگو بلا مثال ہونے نظم کے  
 مکمل نہ ہوتی۔ جو بولنے والا فی البدیہہ تصنیف کرتا یا کسی نامی شاعر کا مصنفہ شعر  
 پڑھتا یہ معلوم ہوتا تھا کہ کل اسلامی دنیا واقف شاعری ہو گئی ہو خلیفہ سے  
 طالع تک شعر بناتے اور اندلس کے شہروں کی عمدگی اسکے دریاؤں کے خوش گوار  
 رفتار و سکی پر نور ستاروں کے نیچے خوب صورت رات عشق و شہراب کی مست  
 خوش مزاجی کی صحبت اور ماہ سپیکران حور جمال کے خفیہ ملاقاتوں کا حال گاتے  
 جنگی زنجیر زلف گانیو الیکو اپنا قید کرتی صنعت میں اندلس نمبر اول تھا مدینہ انور  
 یا مسجد قرطبہ تعمیر نہ ہوتی اگر اسکے کاریگر دست کاری میں یہ طوطے نہ رکھتے ہوتے  
 رشیم بانی کا کام اندلس میں نہایت پسندیدہ کاموں سے تھا۔ فقط قرطبہ میں  
 ایک لاکھ تیس ہزار جوالے سکونت پذیر تھے اور البیر یا اسپینریشی کبڑوں اور  
 قالین کے لیے مشہور تھا ظروف گلی کی ساخت بھی درجہ کمال کو پہنچ گئی تھی  
 اور جزیرہ جزیرہ جوجریا میں کھارون نے مٹی پر سونایا تانبے کی بد بنانا ایجاد کیا۔  
 جسے الطالیہ کے فن ساخت ظروف گلی کا نام جو پیکار کھا گیا سیسہ پتل اور کو  
 کے ظروف پہلے البیر یا میں بنائے جاتے تھے۔ اور دندان نیل کے تراشے  
 اور کھودنے کے چند عمدہ نمونے اب تک موجود ہیں جو قرطبہ کے اعلیٰ  
 عمدہ داروں کے نام سے مشہور ہیں۔ یہ ہنر بلاشبہ مشرق سے لائے گئے تھے  
 اور عربی کاریگر بہت لائق شاگرد اپنے بامیر کیسی۔ ایرانی اور مصری استادوں



کے ہو گئی مرصع کاری میں ایک صند و قیمہ جس میں چاندی کا کام ہے اور  
 موٹی لگے ہوئے ہیں اس میں ایک عربی کتبہ ہے جس میں امیر المومنین حکم نامی  
 پر نزول رحمت کی دعا و مسلمانوں کی تلواروں کے قبضہ اور زیورات، یہی  
 نہایت نفیس اور نادر تھے اور چھوٹی چھوٹی چیزوں از قسم کچی وغیرہ کو خوشنمائی  
 سے مرصع کرتے یہ امر کہ اسپین کے مسلمان پتل میں بدر کا کام کیا کرتے تھے  
 ایک مسجد کے چراغ سے ظاہر ہے جو محمد ثالث بادشاہ غرناطہ کے واسطے بنایا  
 گیا تھا۔ اور ریڈ و دوار سلطنت حال اسپین میں موجود ہے۔ اسپین سے  
 نسبت کاری کے کام میں قاہرہ اور دمشق کے سواے اور کوئی مقام فوق  
 نہ لیکیا تھا ہم محل قرطبہ کے پتل کے دروازہ کا پیشتر ذکر کر چکے ہیں جنکے کچھ  
 نشانات اب تک اسپین کے گرجوں میں پائے جاتے ہیں ہر شخص نے ٹولیدو  
 کی تلوار کا ذکر سنا ہے اور گو فولاو کے نرم کرنیکا فن اہل عرب کے عہد سے پیشتر  
 اسپین میں معلوم تھا۔ تاہم۔ ٹولیدو کے ہتھیار بنانے والوں کے سلاطین  
 قرطبہ سرپرست تھے امیر سیوائل مرشیہ غرناطہ بھی مشہور مقامات زرہ اور  
 ہتھیاروں کی ساخت کے تھے۔ ڈال پنڈہ کے وصیت نامہ جو چودھویں  
 صدی میں لکھا گیا تھا حسب ذیل عبارت درج ہے: میں اپنے بیٹے کو اپنے  
 کنشیلی تلوار وصیتا دیتا ہوں جو میں نے سیوائل میں بنوائی تھی اور جس پر جواہرات  
 اور سونیکا کام ہے علوم فنون تہذیب میں بالعموم قرطبہ ایام حکومت مسلمان  
 میں فی الواقع دنیا کا نہایت چمکنا ہوا جواہر تھا۔ قرطبہ کی نسبت صاحب کتاب  
 الذهب لکھتا ہے کہ ایسا عظمت اور پر شکوہ شہر چشم فلک نے آج تک نہیں

دیکھا ہوگا جبکا طول چودہ فرسخ سے کم نہ ہوگا مگر اس میں وہ حصہ بھی شامل ہے جسکو خلیفہ اعظم نے بطور سواد اعظم آباد کیا تھا جو مدینۃ الزہرہ کے نام سے چار گوشہ دنیا میں بلند آوازہ ہوا وادی البکیر کے دونوں جانب سنگ مرمر کے نظارہ قریب ایوانات جلوہ افروزی اور بنیطری اور عظیم المثالی کا نقشہ پیش کر رہے تھے اہل عرب کے صناعی کمالات اور انجینیری کی پرزور قوت اون فلک فرسا حیرت انگیز عمارتوں کے دیکھنے سے آشکار ہوتی ہے جس پر اونکے قادرانہ کمال نے ملک صنعت سے اپنی یکتائی اور بے مثالی کی دورخی تصویر کھینچی تھی :

سن لیا جو کچھ سنا اب چشم دیدہ دیکھے

اب قرطبہ یعنی کارڈوبادار اختلاف اندلس یعنی اسپین کی مردم شماری اپنی ہزار آٹھ سو آدمی کی ہے یہ شہر ہاڑوں کے قرب میں لب دریا واقع ہے اسکاتمام وادی البکیر و اسپانیہ والے گواڈکیور کہتے ہیں لب ساحل قلعہ کی فضیل بھی ملے پورے دروازہ اور پشتہ دیوار ایقماندہ اب بھی او کی عظمت اور شان کی گواہی دے رہے ہیں ایک دروازہ کے روبرو پل قدیم ہے تیرہ محراب کا نقشہ نمبر دیکھو دریا کے دوسرے کنارے پر بھی آبادی ہے اور اوسے طرف پل کے دروازہ عالیشان ہے جسکے گوشہ میں لب ساحل ایک برج وسیع جو ایک مختصر عمارت کے شامل ہے بنا ہے معلوم ہو کہ خلفارامویہ نے واسطے تفریح اور سیر دریا اور شہر کے بنوایا تھا اب پہلے ہم جامع قرطبہ سے شروع کرتے ہیں اس کے کہ کل مقصود ہمارا اس سفر سے یہی ہے جو خود اپنا آپ نظیر ہے بعد اسکے اور

مختصر حال مکانات قدیمہ کالکھین گے مسجد جو اب بطور کنیہ کے ہی یہی اس  
دنیا کے عجائبات ہے ہر ایک کو عبدالرحمن نے کہ جسکو قرطبہ میں مسکنۃ عبد الرحمن  
کہتے ہیں اپنے عہد خلافت میں بنایا تھا اور ترمیم اسکی بعض خلفاء کے قوت  
میں بھی ہوئی طول اسکا سات سو چالیس قدم ہے اور عرض اسکا چار سو  
چالیس قدم ہے اور ستون۔ آٹھ سو پچاس اور کنیہ کے ستون ڈیڑھ سو  
پچاس جملہ ایک ہزار ہوئے طول کی محرابیں چالیس اور عرض کی بیس ہزار  
دو ستونوں پر محراب واقع ہے جو طرف مسجد کو قائم رکھی ہے چھ مین کنیہ  
بنایا ہے مسجد میں داخل ہونیکے دس دروازے ہیں دو بڑے خارج مسجد حرم  
کے اور آٹھ چھوٹے بنا مسجد کے ایک چوتھے پر واقع ہے جو زمین سے قریب  
دو ہاتھ کے یا کم و بیش نشیب و فراز کے واقع ہوا ہے چاروں طرف کی دیوار  
بہت بلند ہے اور باہر کی طرف محرابیں دیوار میں بنائی ہیں اور چاروں طرف  
شکر ہی شاید دریا کی طرف عبدالرحمن کے محل سے کسی زمانہ میں ملحق تھا اس  
یہ کہ وہ اپنی مسجد کے خلوہ میں جو بطور بیعی خانہ کے بنایا تھا آجایا کرتا تھا  
اب ٹوٹ کر محل علیحدہ اور مسجد علیحدہ ہو گئی اور اسکے محل کے گوشہ سکنتہ میں  
وقت فتح کا یادگار بنایا ہے جسکا منصفہ جنیل فاتح ہے جسکا نقشہ درج کیا گیا ہے  
الغرض حرم مسجد کے دو قطعہ ہیں پہلے بطور کافی دیوار میں دو دروازے  
عالیشان ہیں جو بلند دروازہ ہے سیدھی جانب کو مینارہ عالیشان ان  
کا کئی منزلہ ہے اب اوپر کی گزری میں چار گھنٹے آویزاں ہیں اندر صحن  
میں نارنگیوں کا باغ ہے اوس میں فوارہ جاذبی ہے تین طرف تلوار میں

مین اور او مین اندر پہلو بنائی ہیں اس صفائی کو کہ عقل کام نہیں کرتی اور اینٹیں  
 کا کچھ کام محراب امام مین ہے لیکن وہاں ایک مجسمہ عظیم الشان ہاتھ جوڑی کھڑا ہے  
 اس میں بعض بعض محراب مین بھی باقی ماندہ ہیں ایسے کہ شکل جرم بیت اللہ کے ہر چہ  
 ستون ایک گنبد واقع ہوا ہے اور مین بھی سنگ مرمر کے چوچھلاتے لگائے ہیں کہ  
 قدرت خدا کی نظر آتی ہے۔ باقی ماندہ کی شکست و ریخت کر کے بطور خوبنائی مین  
 فرش عمدہ سنگ مرمر کا یا نفرتی تھا اور سکونکال کراب جدید تختے بندی ہو رہی ہے  
 اقسام اقسام کے پتھر کے ستون ہیں اکثر سنگ مرمر سنگ موسیٰ وغیرہ کے ایک  
 او مین حقیق پتھر کا دیکھا جیسا کہ نگلیں ہیں مین ایک حوض بھی ہے اب اس کو  
 پاٹ کر مختصر رکھا ہے جیسا کہ ایک ٹکٹا لوہے کا لگا ہے آگے یہ سب گنبد کل مطاقت  
 سب کو توڑ کر سونا نکال لیا سونا چڑھا نہیں تھا بلکہ خالص سونے کے پتھر تھے جیسے علو  
 عبد الرحمن کے محراب مین واقع ہیں اور قیاس سے معلوم ہوتا ہے کہ مسجد  
 کے کچھ پتھر اور کچھ کندہ اور اطراف کو بھی گئے ہیں اس لیے کہ بہت سی خبریں  
 پہنچے وہیں کے میوہ مین دیکھیں دوم مسجد سے ذرا فاصلہ پر لب دریا  
 ایک چن ہے اس مین سردی سنگ مرمر کی چھوٹے چھوٹے گول ستون  
 کی واقع ہے جیسا کہ تمام نقش و نگار رنگ برنگ کے پتھروں مین کیے ہیں اس  
 باغ زینہ سنگ مرمر کے ہیں رو برو دو حوض وہ دروہ بلب پھر مین  
 دونوں کے بیچ مین چھوٹا بل مختصر بنا ہے پھر اس کے رو برو دریا کی طرف  
 چن ہے قریب باغ ہاتھ کے پچا تھر کا پانی حوض مین سے چن مین گناہر  
 اور پھر یونانیوں کے روشوں مین جانا ہے وہاں دیوار پر سے

جو پہلو پر تپتہ کے لب ساحل بہت بلند بنا ہے دریا میں گرتا ہی اس چٹن اور مسجد  
 درمیان کچھ باقی ماندہ محل رہ گیا ہے اس کے دروازے جو بطور دیوار ان خانہ کے  
 بلند واقع تھے بند کر دیے ہیں اب بھی یہ جگہ پرفضا قابل سیر ہے عبدالرحمن نے  
 قرطبہ کو بطور دمشق کے بنایا تھا اوسے طرح نھر شہر میں کوچہ اکوچہ موجود مسجد  
 بھی ویسی ہی بلکہ اس سے بہتر اور بزرگ کوئی چیز دمشق کی سینچھوری ایسی  
 اسکو بھی اندس کنے لگے جیسے کہ شام کو کتے ہیں۔

قرطبہ سے غرناطہ یعنی گرانڈا دو سو چھیالیس کلومیٹر ہے بڑے بڑے جھیل  
 ہیں۔ پہلا اسپلینو (۲) اوس کینرا (۳) انٹی کیوارد (۴) لاربدہ (۵) روقبہ  
 (۶) گرانڈا یعنی غرناطہ شہر ار آدمی کی مردم شماری غرناطہ مع قصر الحمرا کے  
 غرناطہ کے مقابل میں قصر الحمرا جو بطور قلعہ جدا گانہ کے واقع ہے اور درمیانی میدان  
 پرفضا کو دیکھا کتنی ہیں وجہ تسمیہ قصر الحمرا کی یہ ہے کہ ایک سرخ چھاڑ پر واقع ہوا ہے  
 اس قصر کی مدینۃ المثلالی دور عجب یہ روز کار صناعی اس مٹی حالت میں بھی  
 سیاحان یورپ کو حیرت میں ڈالتی ہے اسکی تعمیر میں مسلمانوں نے  
 فن ہماری سنگتراشی اور فن مصوری کے وہ وہ کمالات دکھائے  
 ہیں اور اوسکی درو دیوار میں عربی فیشن کے ایسی عظیم المثال بھی کاری  
 گلی کاری کا طلائی کام کیا ہے کہ یورپ کے بڑے بڑے صنایع آج تک  
 اوسکی ہنسنے سے قاصر ہیں خود غرناطہ کی وضع قطعہ اور شان دار  
 عمارات کو دیکھئے تو دوست حکم قلعوں کے درمیان گویا کوہ نور ہیر معلوم  
 ہوتا ہے مشہور کوہستان سیرالونڈا کی وہ بلند چوٹیاں اور کشیدہ قامت

جو ہمیشہ برف سے سفید رہتی ہیں عہد اسلام میں خیال القمر کستانی تھیں۔ ان کے  
 دامن میں ایک نہایت مسرت و شاداب اور وسیع الفضاء میدان بدھرتک  
 پھیلتا چلا گیا جیسا کہ دیگا کہتے ہیں دیگا کے کنارے پر ایک طرف غرناطہ واقع  
 ہے اور دوسری طرف الحمرا شہر کی کسی بلند عمارت یا اگر زیادہ وسیع و محیط  
 نظارہ منظور ہو تو الحمرا کے عالیشان چہت پر چھپر کر سامنے گلزار و عمارت  
 نازگیوں اور انگوروں کے باغات خگی نظارت اور تروتازگی میں گلشن و دو  
 کا جلوہ نظر آتا ہے لہذا یہ ہے ہین صاف اور شہرین پانی کے چشمہ عجیب ناز  
 سے تم قہم کر رہتے ہیں ایسا نظر قریب شہر موزوں موقع اور ایسی فرت افزا  
 اور خوش آئندہ آب و ہوا اندلس کے کسی شہر کو نصیب نہیں ہوئی خیال القمر  
 کی تین بریلی ہواؤں کی بدولت شدید موسم گرما میں بھی عجب لطیف و آرام  
 سے گذرتا ہے۔ زمین انتہا سے زیادہ قابل زراعت بلکہ زرخیز ہے  
 الحمرا کی کرسی کے لیے مسلمانوں نے دیگا ایک ایسا بلند اور موزوں  
 حصہ پسند کیا ہے جس کو چاروں طرف سے ایک معمول سے زیادہ  
 ڈھلوان نالہ بطور خندق گہرے ہوئے ہے اس کی دامن میں شمال  
 کی جانب دریا سے ڈار و موجیں مارتا ہے اس قدر فی خندق کے  
 کنارہ چاروں طرف اندر کی جانب لوہا لاٹ سنگین دیواریں جن پر  
 حاجب مناسب فاصلہ ہے عالیشان برج اس سطح مرتفع پر محیط ہیں  
 یہ مقام شہر کا وغرباً آٹھ سو اسی گز باضفت میل لمبا ہے قصر کے اندر  
 جانے کا راستہ ایک بڑے خگی مستحکم اور سنخ برج سے ہو جیسا

دو دروازہ باب العدل کہلاتا ہے اسی برج میں بنو نصر محدث گسٹری کیا  
 کرتے تھے اندر داخل ہو کر فرش کے کمرے سے ۲۸ فٹ بلند دو  
 خوب صورت پتھروں پر ایک خوشنما محراب نصب ہے جو پانچوں طرف  
 انتہہ ناکسہ کی ہے بیچ کو طے کر کے اندر ایک مربع احاطہ کی شکل  
 میدان ہے جس کے کنارہ پر عمارت نامہ تمام چاروں سنجسم کی ہے۔ جب کہ  
 قصر الحمر کے خاص دروازہ پر پہنچتے ہیں تو ایوان اندلس ملتا ہے  
 جسکی دیواروں پر سیلین چڑھی ہیں میان سے ایک تنگ مگر خوشنما  
 راستہ سے تیسرے ایوان میں پہنچتے ہیں جو قریباً ۱۴۰ فٹ  
 طویل اور ۷۰ فٹ عریض ہے اس کے بیچ میں ایک بڑا تالاب بنایا  
 ہے جس میں رنگ برنگ کی مچھلیاں تیرتی ہیں تالاب کے چاروں  
 طرف دیواروں سے ملے ہوئی برآمدے ہیں کہ جسکی چھتیں مشعر تنویر  
 پر کھڑی ہیں شمالی دیوار سے ملا ہوا کھم پر اسکا عالیشان مینار مربع  
 ستادہ ہے اس ایوان کی آگے ایک نہایت خوب صورت  
 کشتی نما جلوخانہ ہے جسکو بارگاہ کہتے ہیں اس ایوان عالیشان  
 کے گنبد سے مطلقاً بالا خانہ نشست گاہ جو اہر نگاری زمردی طلائی  
 بلورین شگوفہ کاری جن میں حساباً چاند ستارے اور زرین  
 تاجوں کی تشکیل تراش کر اس قدر خوب صورت بنائی ہیں  
 کہ جو دنیا میں اپنی آپ نظر ہیں دیوار و پیر زمانہ قدیم کے معین کے نمونہ عربی  
 کتبہ نہایت کاریگری سے کندہ ہیں دیوار میں ایک طرف بلند سی پڑھیا ڈارو



کی جانب ہر دریچہ ہے کہ عایشہ نے ابو عبد اللہ کو ایک ٹوکری میں بٹھا کر نیچے لٹکایا تھا۔ یہ وہی عبد اللہ خاتم السلاطین ہے جس کا ذکر ہو چکا ہے ایوان سرخ کے اندر سے بذریعہ سیڑھیوں کے چڑھ کر آدمی چھت پر پہنچتا ہے وہاں سے فصیح القضا میدان اور بل می لوس نظر آتا ہے خاص خلوت مکہ سلطانی کے نزدیک سنگ مرمر کی چھوٹی چھوٹی خوشنما جالیان بنی ہین اوکے نیچے باغ لیلہ راجہ واقع ہے البتہ بلغ تو بذاتہ ایسا خوشنما نہیں مگر اس کے قریب حمام سلطانی اعلیٰ درجے کی صنعت کا نمونہ ہے جس میں طلائی اور لفتنی شگوفہ کاری ہے۔ زبرجد سماق نیلم کے قیمتی پتھر کے پل پوٹے بنائے ہیں کہ جنکے دیکھنے سے آدمی متحیر ہوتا ہے ایک حمام سالم سنگ مرمر سے تراش کر بنایا گیا ہے جسکی نہایت خوبصورت جالیان ہیں۔ قصر البحر میں سب سے زیادہ رفیع عمارت ایوان الاسد کی ہے اس میں بھی خوشنما خوش وضع بزمہ ہر طرف ہیں جسکی چھت سنگ مرمر کی ایک سواٹھائیس ستونوں پر ایسا دہ ہے جو درو دیوار مٹلا خوب صورت نقش و نگار علی قلم سے عربی کتبہ جنکے حروف گلکاریوں کجج میں کندہ کیئے ہیں طرح طرح کی شگوفہ کاری محرابوں پر ترنج نما قبہ سفید سنگ مرمر کے حوض جنکے درمیان میں ایک تالاب جس میں بارہ مصنوعی سنگ مرمر کے شیر جنکے منہ میں سے پانی تالاب میں گرتا ہے اس ایوان کے بعد خوبصورت دروازہ کے اندر محل نبی سراج واقع ہے اس میں نبی سراج کے اقارب ابو عبد اللہ کے اشارے سے قتل ہوئے تھے یہی اسکی جو تسمیہ ہے اسکی چھت میں بلور کی شگوفہ کاری ہے اور محرابوں میں سرخ

گلاکاری ہے اسکے بعد موتی لوسن خندق سے ٹکڑے روضۃ المناظرین واقع  
 ہوا ہے لیکن اب بالکل خراب حستہ۔ مگر پھر بھی دیواروں کی وہ نازک  
 شگوفہ کاری اور صنعت صناعتان عرب کو بھی یکتا ہے زمانہ کا خطاب  
 تھا کچھ کچھ یادگار باقی ہے اسکے جا بجا فوارہ حونین چشمہ چھوٹے چھوٹے  
 تالاب نهرین غرضکہ تمام حاشیہ پر ایک رو پہلا جال سجھا ہوا معلوم ہوتا ہے  
 بسکو دیکھ کر مسلمانوں کی اعلیٰ درجے کی کمال عظیم الشانی ہنرمندی پر تعجب و حیرت

### بندر ملاگا

القصہ بیان سے بندر ملاگا ایک سو کلومیٹر ہے (فائدہ) ہندوستان سے جس  
 سیاح کا قصد سیاحت اندلس یعنی اسپین کا ہوا سو مناسب ہے کہ ازراہ  
 بندر سویس اور مالٹا پہلے بندر ملاگا آوے اور یہاں سے سیدھا قرطبہ  
 مکی سیر کرتا ہوا ڈریڈ دار السلطنت اسپین کو جاوے پھر وہاں سے اختیار  
 جدہر کی چاہے سیر کرے الغرض قرطبہ سے ڈریڈ چھ سو انتی کلومیٹر ہے بڑے  
 اسٹیشن ایک سو لاکھ کلومیٹر (۲) تریاں۔ چوٹھا الکاسر سیلیہ سیلیہ کی  
 کئی تیس ہزار آٹھ سو آدمی کی آبادی ہے اسپین بھی آثار قدیمہ میں  
 ڈریڈ دار السلطنت اسپین یعنی اسپانیہ اندلس

بعد دار السلطنت ڈریڈ یعنی طلبلیہ اور قرطبہ کے اب دار السلطنت ڈریڈ ہے اسکی  
 نو لاکھ آدمی کی مردم شماری ہے یہ شہر ایک پہاڑ پر واقع ہے اور چاروں طرف  
 پہاڑ ہی پہاڑ نظر آتے ہیں بادشاہ یہاں کا خرد سال ہے بجز محل شاہی کے  
 اور کوئی عمارت قابل تحریر نہیں جبکہ نقشہ درج کتاب ہے یہ شہر سلطنت یورپ

کے نمبر دوم میں ہے ابھی تعمیر اور درستی شہر کی ہوتی جاتی ہے آدمی یہاں تک  
 خلیق نہیں ہیں ریل میں بھی صفائی کم ہے بادشاہی محل کے روبرو ایک  
 چمن گلشت کے لیے مدور بنا ہوا اسکے سنگین چوڑے کی دیوار پر سنگ مرمر  
 کے مجسمہ چاروں طرف بنائے ہیں دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ یہ اون فہر  
 کے یادگار ہیں جنہوں نے اسپین میں کار نمایاں کیے ہیں۔ جہاں سے وہ <sup>مصلحت</sup>  
 کی راہ پر ایک قصبہ ہے اس میں آثار قدیمہ بہت ہیں افسوس ہے کہ میں ابھی  
 کوئی کتبہ نہیں ملا بعض جگہ ایسی دیکھی کہ جہاں کتبہ کا نشان ہے اور سنگ کتبہ نہ ملے  
 سر دی کی بہت کثرت ہے برف سے پہاڑ سنگ مرمر کے نظر آتے ہیں ڈیڑھ دارا <sup>سلطنت</sup>  
 اسپانیہ میں بھی موافق قاعدہ یورپ کے موزیم یعنی عجائب خانہ اور فنیٹری بیف  
 مچھلیوں کا عجائب خانہ ذوالجھل گارڈس یعنی جانوروں کا باغ وغیرہ وغیرہ  
 سب ہیں لیکن اس قابل نہیں کہ مثل لندن یا پیرس یا برلن کے معرض تحریر میں  
 لاتا۔ ایک کے قریب کے پہاڑوں سے نہر کبیر مذکور واقع ہے شہر کی سڑکوں کی درستی  
 اور نئے مکانات کی تعمیر ہوتی جاتی ہے وہ الماس ہین کی بادشاہ سلیم کا تھا جین  
 نے حیدر آباد میں فروخت کیا تھا اور جبر کیش مقرر ہوئی تھی الغرض ڈیڑھ سو <sup>آٹھ</sup>  
 سو رات کے روانہ ہوئے سنبا نیس پر علاقہ ڈیڑھ تمام ہوا۔ لب ساحل کلاڈی  
 کیوشن نو بکری واقع ہے ایک بڑا دریا جو ریل کے کنارے کنارے چلا آتا تھا  
 سمندر میں ملیا سامان کی تلاشی ہوئی چھ بجے شام کو منڈالی آئے علاقہ  
 فرانس میں پہونچے سنالس سے ایک اسٹیشن ہے اور اس میں ۱۳ اسٹیشن  
 ہیں منڈالی کی مردم شمارچی چھپیس ہزار آدمی کی ہے اور ڈیڑھ سو چھ سو <sup>تین</sup>

کلو مٹر ہے اسکے نیچے دریا ڈارون واقع ہے یہ دریا بھی ہونگی مین ملاہ  
 پھر وہاں سے ہن آئے یہاں ریل کی بدلی ہوئی وہاں سے چھ بجے  
 شام کو پوہ پہونچے یہ ننڈا سے دو سو کلو مٹر ہے یہ شہر ہارٹون مین واقع  
 ہوا ہے سچ مین دریاے گاڈوڈی ہے دونوں طرف شہر لب دریا واقع بلند  
 پر محل شاہی سہری چارم کا ہے شہر کی آب ہوا بہت عمدہ و اطراف و اکناف  
 خصوصاً لندک و اطراف صحت جہانی اور تبدیل آب و ہوا کے سیاح لوگ یہیں  
 آکر قیام کرتے ہن یہاں سے بارہ بجے دن کے ریل پر سوار ہو کر صبح چھ بجے  
 بجے ہم ماریل پہونچے راستے کے بڑے اسٹیشن یہ ہن پہاڑ (بہت) مردم شماری  
 اسکی پچیس ہزار دو سو پچیس ہزار مردم شماری تیس ہزار پچیس ہزار  
 تین ہزار تین سو او نہتر ماریل سے ماریل تک ہوا۔ ماریل بھی نہایت خوش فضا  
 شہر ہے وضع اور طرز اسکی مثل پیرس کے ہے :

ہزاروں ملک دیکھے ہوش آیا ہے ہن جب سے :

نہ دیکھا ہن کوئی ملک بہت ملک یورپ سے :

## جبکی تفصیل

سب سے پہلے ملک ہندوستان کے سیاحت کی جبکی ابتدا ۱۸۵۰ء بمبئی  
 سے ہوئی جدوت کہ ہندوستان مین ریل کا وجود ہی نہ تھا انتہا اسکی  
 ۱۸۵۳ء بمبئی ہے اوقات مختلف مین تینوں پریسڈنسی۔ کلکتہ۔ مدراس

بمبئی کے بڑے شہروں کے دیکھنے کا اتفاق ہوا مثل شہر کلکتہ۔ بمبئی  
 مدرسہ۔ دہلی۔ لکھنؤ۔ لاہور۔ حیدرآباد۔ سندھ۔ راجستان وغیرہ  
 وغیرہ زرا و سفر دیکھو بعد ہمارے پنج ہر ذیقعدہ روز یکشنبہ ۱۲۹۳ ہجری  
 سفر حجاز کی ابتداء ہے اور انتہا اسکی ۳۰ سالہ ہجری کہ اس میں تین سفر ہوئے  
 پہلے بین قسطنطنیہ۔ حجاز یعنی حبشہ۔ عدن۔ مکہ شریفینہ اور مدینہ منورہ  
 نے دوسرے سفر میں کچھ عراق۔ عرب۔ اور کچھ عراق عجم۔ بندر بوشہر  
 بصرہ۔ بغداد شریف۔ کربلائے معلیٰ کی زیارت کی تیسرا سفر جس میں  
 افریقہ۔ مصر۔ شام۔ وغیرہ گئے۔ زرا و غریب دیکھو مطبوعہ  
 گلزار محمدی میرٹھ ۱۲۹۳ شیعہ سفر سوم متعلقہ یورپ جسکی ابتداء  
 ۹ شوال ۱۲۹۳ ہجری مطابق ۱۲ اگست ۱۲۹۳ شیعہ یہ سفر بمبئی سے ازراہ  
 دریائے مالٹا۔ جبرالٹر سے پلی مت تک ہوا پھر وہاں سے ازراہ خشکی  
 لندن پیرس۔ سویٹزرلینڈ۔ ترکیٹ تک وہاں سے بسواری حجاز۔ تھینس  
 دارالسلطنت یونان استنبول ملاحظہ میں آئے۔ انتہا اسکی ۱۲۹۳۔  
 آئینہ فرنگ ملاحظہ کرو مطبوعہ ۱۲۹۳ ہجری مطابق ۱۲۹۳ شیعہ۔ مطبع  
 منشی نول کشور لکھنؤ۔ چوتھا سفر جسکی انتہا ۱۲۹۳ لغایت ۱۲۹۳ ملک  
 سنگاپور جسے لنکاسیلون کہتے ہیں جس میں دارالصدر کلکو وکٹدی وغیرہ  
 دیکھے سفر نامہ رئیس دیکھو مطبوعہ ۱۲۹۳ شیعہ مطبع نظامی کانپور  
 پانچواں سفر جسکی ابتداء تاریخ ۳۰۔ محرم ۱۲۹۳ ہر رنگون ملک برہما ڈانگن وغیرہ

نیز رنگ رنگون حصہ اول دیکھو مطبوعہ سالہ ہجری رئیس المطابع  
 باسودہ چھاسفرچین جبکی ابتداء سالہ ہجری میانگ - سنگا پورہ - بانگ  
 کٹان وغیرہ وغیرہ ارژنگ چین مطبوعہ مطبعہ منشی نول کشور سالہ ہجری  
 ساتوان سفروس جبکی ابتداء سالہ ہجری حس مین روم اٹلی جسے رویتہ  
 الکبری کہتے ہیں پیرس ملک بیلجیم برلن دارالصدر جرمن پیٹرس برگ  
 دارالسلطنت روس ماسکو وارسا دارالصدر پولینڈ - متعلقہ روس ویاتہ  
 دارالصدر اسٹریا - بوڈہ پٹ - دارالصدر ہنگری متعلقہ اسٹریا - بلغراد - دارالصدر  
 سربوہ - صوفہ دارالصدر بلغیریہ فلی پاپلی دارالعمارت متعلقہ ترکی - استنبول  
 قسطنطنیہ - سمرا - یعنی از میر - قرہنگ قرہنگ آہنگ رنگ  
 مطبعہ گلزار محمدی میرٹھ دیکھو اب یہ آٹھواں سفر ہے جبکی ابتداء سالہ  
 سے ہے جس میں بعد ایک سال کے سالہ ہجری میں کامیابی ہوئی ہے

ادب میں فضل میں علم و ہنر میں علم حکمت میں

جو مجموعہ عالم اندلس کے فیض میں ہے

جبکی کیفیت ناظرین نے ملاحظہ کی اب ہم اسکی تصدیق اسی قوم سے

کرتے ہیں جو آج خزانہ محمود عالم ہے اور نہایت مصنف مزاج ہے

باطل است انجیہ مدعی گوید

اپرو فیسرو ڈوزی کی کتاب مطبوعہ

لندن سالہ ۱۸۶۷ اور اس مصنف کی کتاب دوسری ہسٹانی برایت لا

اوغری اہل استین پڈنت لیون دیکھو

ارادہ تھا جو امریکہ کو جانیکا غرض تھی کہ دیکھوں کہ ملک اندلس میں کئی ہے

جبکی سرخی عنوان کل جدید لذیذ اودھ اخبار میں ملاحظہ کی ہوگی

بھگت سر آئی آرزو اور قرطبہ دیکھا | پھر تھا شوق اسکا دل میں میرا جدا کیے

جسے کہ انتہا بحر میں سفر لاند کیا تھا اور اٹھارہ راہ میں پہاڑ سپین سمند میں منہ می گنگا دا  
دیکھا تھا اور طبقات اندلس جسکی مختصر کیفیت تیرہویں صدی سے آئینہ فرنگ  
میں موج مچتی تھی اور جو وقتاً فوقتاً مرج او وہ اخبار ہوتی ہیں محرک سلسلہ سفر  
اندلس ہوتی جسکی کیفیت آپ ملاحظہ کر رہے ہیں اس قول کے گواہ عادل ہے

اشارہ کتابیہ سے غرض جملے میں آیا | کیا مطلوب حاصل اور جو تھا مقصود مطلب

آپ لوگ جانتے ہیں کہ میں نہ انگریزی جانتا ہوں نہ فرانسیسی نہ جرمنی نہ اٹالین  
نہ اسپین۔ غرض کہ کسی زبان میں مداخلت نہیں ہے اور ظاہر ہے کہ جس ملک  
کی سیر منظور ہو جب تک وہانکی زبان سے ماہر و واقف نہ ہو گا وہاں کی  
کیفیت و حالات سے واقفیت حاصل کرنا مشکل ہے اور اک حقیقت حال تو  
کجا۔ اس ملک میں سفری کرنا یہ کار ہے مسافر کو چاہیے کہ جب تک اس ملک  
کی زبان نہ حاصل کرے قصہ سفر کا تکڑے اور جو کر گیا تو بھر تکلیف و صدمات کے  
بھیلنے کے اور کچھ حاصل نہ ہو گا یہ راقم کہ جسکو ابتدائے عقوفان شباب میں شوق  
سیاحت رہا۔ بھر عہد کچھ ٹوٹی پھوٹی فارسی یا عربی کے کوئی زبان نہ سیکھی اور  
یا وجود عدم واقفیت کے اپنے مطلب پر بخوبی کامیاب رہا کہ جسکی کتب ہائے  
موجودہ گواہ ہیں گو کہ محنت مشاقہ اور تکالیف بے اندازہ جھیلنا پڑیں لیکن بہت  
نہارا اور الحمد للہ کہ فایز المرام ہوا یہ کیوں اسوا سچ کہ ایک سر ہزار سو و ایک میں اکیلا  
اور شہر شہر کی سیر ملک ملک کی سیاحت اور جگہ جگہ کی زبان جدا ایک ایک  
ملک میں بیسیوں زبانیں دور کیوں جاؤ اگر ہندوستان ہی میں زبانوں کا شمار



کیا جاوے تو ان گنت بشارتیں اور منظور کل دنیا کا سفر عمر قحطی کیلئے تو کس کو پہنچنے تو اس پر عمل کیا ہے کار دنیا کے تمام نہ کر دے ہر چہ گیر مختصر گیر دے

کیا تھا جسے جو وعدہ وفا ہو گیا آخر | بھون ایزدی خانے میں ہم فرض ہے

ذیبا چہ دیکھو دو برس تک صدہ پر صدہ اوٹھا یا جب قرطبہ لکھوں نظر آیا

صدائے آئین کی ہے تنہا اہل پیش سے

نہ نے جاگیر کی خواہش نہ مطلب مجھ کو منصب

یہ نہیں سہی اگر اسکے صلے میں اور کچھ آرزو متنا کرین تو دیتا ہی کون ہو

ہندوستان کا افلاس مشہور ہے یہ ہی غنیمت ہے

بہت کی سیر تو خوب دنیا کی ہو گئی | سفر ہے آخری آگے رئیس اب لو لگا رہے

سفر آخری سردار سفر نئی دنیا ہے کہ جواب پیش ہو کہ جسکو ناظرین باتمکین بعد معافی

قند مغربی کے اخبارات میں یہ قند مکرر ملاحظہ فرمائیں گے جبکہ تھوڑے عرصے

میں اشتہار زیب و راق ہوگا

خاتمہ کی تحریر

یہ تو مجملہ سفر کی کیفیت - یا حقیقت حال یا بیان واقعی یا کہنا - جو کچھ کہو

اب وطن کا حال اظہار کرنا واسطے ارتباط کلام کے خالی از لطف نہیں گزیرے

یگانہ جو کہ ہیں وہ اخذ مطلب میں میں بیگانے

استار بس زمانے کے کہیں بدترین عقر ہے

یون تو اب کیا ایک عرصے سے کچھ زمانہ کی ایسی ہوا بگڑی ہو کہ بکا آج

ہونا غیر ممکنات سے ہو چکی تصدیق خود ہمارے مکرم حافظ جی صاحب فرماتی ہیں۔

## شہر آشوب

انہی شوریست کہ درد و تسری بینم  
ہمہ آفاق پر از فتنہ و شرے بینم

جس سے اب بہتر یا مناسب بلکہ انسب یہ ہے اور مقتضائے وقت  
بھی اس کا متقاضی ہے

کہان کا ملک و دولت اور عزیز و اقربا کے  
محبت چھوڑ دے سکی تعلق توڑ دے سب سے

ہے نال کار پر نظر کر کے ایسے امور کے اظہار سے درگزر کرنا چاہتا تھا  
لیکن حالت اضطرار سے اور بڑی اختیار سے مجبوری ہو گئی تھی

رہنمیں اپنے جو دل میں ہو وہی آئیگانہ پر بھی  
چھمک جاتا ہے پانی کچھ نہ کچھ طرف ملبے

خیر اب آئندہ

نہونگے ہم تو یہ جھگڑے نہ ہونگے ہمارے سارے قصے ہیں ہین تک

کل من علیہا فان و یبقی وجہ ربک و الجلال و الاکرام رہے نام اللہ کا

یاد رکھو کہ یہ ہوتی آئین ہر سال عید الاہست  
سفر کا اتفاق ہوا ناظرین یہ خیال فرمادین  
لا الہ الا انت و انت علی کل شے شاکس  
یادت میں اوقات اپنی بسر کی بلکہ انعام  
یادت میں دامن دولت خداوندی  
یادت میں رایت اپنی آپ نظام  
یادت میں رایت اپنی آپ نظام  
یادت میں رایت اپنی آپ نظام

اسم ہندی	فارسی	اسپانیولی	انگلیش	عربی	اسم ہندی	فارسی	اسپانیولی	انگلیش	عربی
روٹی	پن	پان	برمید	جنر	دس	دیس	دیس	ہٹن	عشرہ
پانی	دلو	اکوا	واٹر	ماء	سٹر	پتی پوہ	کنتیر کرن پ	پا	باقلا
پاخانہ	گینی	رین تری	ڈایکٹ	مطہرہ	گوشت	ویاندہ	کرنیرا	سٹ	لحم
غسلخانہ	ہین	ہانیو	ہیتھ	حمام	انڈا	ان	دی	ایک	ہینہ
تباکو	تبا	تباکس	ٹوبیکو	تباک	مکسن	ہیر	مین	ہیر	سمن
چاپ	ت	ت	ٹی	شاء	دودھ	لئی	لیجی	بلک	لبن
قہوہ	کفی	کفی	کانی	قہوہ	شیرینی	لگم	لگرس	سوت	حلو
گاڑی	وانو	کرواخ	کے سچ	اربعہ	فون	سل	سال	سالٹ	ملح
لیک	آن	اونو	ون	واحد	ریٹل	شندہ	فیر	ریلیو	سکلیہ
دو	دو	ڈوس	ٹو	اثین	سکروار	واندہ	زیرس	فرامی	چھہ
تین	ترا	تریس	تہری	ثلاث	سینچہ	سمدی	سبالو	سردی	سبت
چار	کٹ	کو اترد	فور	اربعہ	اتوار	دماش	ڈسی	سٹدی	یوم الاحد
پانچ	سینک	سینکو	آٹو	خمہ	پیر	لینڈی	لوس	سٹدی	یوم الاثنین
چھہ	سیس	سیس	سکس	ستہ	شگل	تاردی	مٹس	ٹوینٹ	یوم الثالث
سات	ست	سات	سیون	سبعہ	بندہ	اکر کرد	مرکوس	ڈینڈ	یوم الاربعاء
آٹھ	ویٹ	آڈچو	ایٹ	ثمانین	مہرت	زردی	اودس	تہر	یوم الخمیس
نو	لف	نوامی	ٹائن	تسع	.	.	.	.	.

## زمانہ

ہاے اندلس ہاے اندلس

بیان ذرا ہم اندلس کی پچھلی حالتوں کو یاد کر کے ردین تو آگے بڑھیں۔  
ہم جانتے ہیں کہ ہمیں ایک بوڑھی عورت کی طرح سے رونا اپنا ہنسوانا ہے  
لیکن او اندلس تیری یاد میں ہمارے آنسو بہتے تھے اور نچرل جذبات  
ہم کو بے اختیار اس حسرت ناک افسوس کی طرف کھینچ رہے ہیں

## سے صادق

خوب آتی تھی اسے تہذیب و اخلاق کا  
خوش بیان اسپیکر و عالی نظر ہسٹورین  
بزرگ کہتے تھے دوتی کو اس قدر تھا تو  
چڑھ گیا صیقل پانے لگا ہے ہر ایک فن  
اندلس کے مسلمانوں کا ہوا الویشن  
نام سے واقف نہ تھا جگہ کبھی عبد کبیر  
ایسا بڑا بافضل نامور فخر زمان  
بے نتیجہ اور ہے بے سود تقویم کہن  
چند اسلامی ساز و موصل کے خیمہ زن  
اس نزلے مسئلہ کا ہر محقق بودا  
بلکہ ہم غلطی کے پتلے جو یہ یورپین

اندلس پر تھا کبھی یہ فضل رب و دہشت  
کوئی بتلائے ہیں کس قوم میں ایسے ہو  
ایک ہی جام مگر ہر سب سے شارت  
موجود کیمیشری و المجر ایہ ہو سے  
یہ جو رائج ہے زمانہ میں دھاتی کا شمار  
بوٹیاں ایسی نکالیں تھیں اونہیں نے دہلی  
کہ گیا تھا بیشتر عہد کو پر نیکس سے  
یعنی باطل ہے نظام شمس لٹلیوں کا  
اس نئی دنیا پہ کٹوس سے مدت پیتر  
جقدر اونچی ہوا ہوا و سقد رہو وہ سب  
قرطبہ کے کالجوں کا پر تو فیضان ہے

کرچہ اسکو خاص کر تیغ و تسلیم سے کام تھا  
صنعت و حرفت تجارت میں بھی سکا نام تھا

سرخ چین آجکل نکلا ہو گو اور وکانام  
وہ حکیم نامور کہتے ہیں جسکو ابن طہر  
وہ ابو البروس جلیل القدر عالی مرتبت  
کارخانے پشتر بھی میکڑون موجود تھے  
یاد ہو المیریا کے پشتری کپڑوں کی شناخت  
یوں ظروف گل یہ کرتے تھے بلع کوزہ کر  
آج تک صنایع یورپ کر رہا ہے اوسہ شک  
اندون ہین جو مصع کار اور جو ہنر گار  
قصر زہرہ کے بلورین خوشنما پارہ دست  
ہو دہانگی منڈیون کا مشری میں تذکرہ  
رنگساری بھی یہاں کی اس قدر مشہور ہے

پرا بوالقاسم خلف گذرا اس فن کا امام  
علم طب میں سرگیا ہو غیر کی ترکی تمام  
فلسفہ میں پاچکا ہے پشتر عالمی مقام  
صنعت و حرفت میں ہی اسپین مشہور نام  
اور وہ قالین بشین شیشہ آہن کا کام  
فوق کرنا نقل کا تھا اس سے دشوار کام  
استعد بہت اتمات ششی دھات و رنگ کا کام  
سب یہ ہنر و ناکے کاریگر کو جو کہ فخر تمام  
سر و کا الودان شاہی میں دیا کرتے تھے کام  
کارخانوں کے لیے بھی نامور تھا یہ مقام  
دیکھنے والوں کو ہوتا تھا تعجب کا کام

خاک میں کول چکی ہیں وہ سرسبز نیکذات  
پر ہین لوح دہر پر لکھے ہوئے یہ واقعات

ہائے اسپین کی عمارت - ہائے غرناطہ کے محل - ہائے قرطبہ کی مسجد

الوداع - الوداع - الوداع -

ت

# خاتم الطبع

الحمد لله یہ کتاب الاجاب سفر نامہ و حالات تاریخی اندلس و مراکوبہ کے معاینہ سے اہل سلام کی گذشتہ  
اولوالعمری اور فتوحات کا اندازہ معلوم ہوتا ہے اور آپس کے نفاق اور جھگڑوں کے نتائج کا نتیجہ  
بخوبی روشن ہوتا ہے جس کے مطالعہ سے غفلت کی فیند دور ہوتی ہے اور چشم عبرت و نصیرت کھلتی ہے۔ اس  
مکمل و خیالی فسانہ ہے مین گھڑت قصہ بلکہ دلائیے والے سچے واقعات اور انکھوٹے آئینہ کپکپاتے والے  
چشم دید حالات محسن قوم صلاح جہان ہدایتی نوع انسان غفران مآب جنت مکان خلد آشیان حاجی مین  
شریفین حضرت نواب محمد عمر علی خان صاحب الشرف و قریب تخریر و تصنیف میں ملانہ سکے گئے ہوئے کارنامے  
پورے ہیں یا ست یا سو وہ کے مالک حضرت ہشت کے خلیفہ الرشید پیر علی رئیس علی نقاب الاخطاب  
میرزا فیاض نامی اتم حضور شیروان و ان میں غرا لجا ہی فقر اکرم گستر مایا پر دستغنی عن نقاب العیاب نے اب  
محمد حید علی خان صاحب ادرام الشرف ادرام زواد شہرتہم جس کے حسن انتظام کی توصیف گوئی نہ انگلیشہ کے حکام  
کے مین جس کے عدل انصاف و عیان خوش طالع شادان ہے چکی و دو شہر کل شہر و دروہا ہے انھیں کے حکم سے اس  
کتاب کو متوسل قلم امین الرحمت محمد محمد ابو سعید بن محمد علی الرحمن خان بن حاجی محمد روشن خان غفرلہم  
نے مطبع نظامی کانبورین باجوڑی ۱۳۹۹ھ مطبع کی شہادت عالی شان اس حلاق کو نفع بخشے اور جناب اہل صاف مروج  
الوصف کو توشیح ترقی مباح و یا ست فائز المرام کے امین بجز حضرت شفیع الدین صلی اللہ علیہ و آلہ و صحابہ جمعین

## وجہ ختم بر حاتمہ

واسطے سند اسکے کہ یہ کتاب بطور مطبع نظامی  
ہے مہر و دستخط مہتمم کے ثبت کیے گئے



ابن حاجی محمد روشن خان غفرلہم